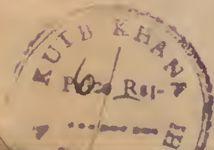
اجوبۂ اربعین

اول دوم

Nānotavī

Ajūbah-'i arbaʻayn.

v.1 & 2.



مخدوم من مجکو امید نہین کہ سایل راہ پر آئے انداز سوالات کہے دیتے ہین کہ یہ اوپر کی بات نہین اس مین
نہ دل کا ملاؤ ہے ہان خدا کو سب قدرت ہے ورنہ اپنا تجربہ اور پُرانے افسانے سب اسی بات پر شاہد ہین
کہ جیسے کنوان تو ایک پیشاب کے قطرہ سے ناپاک ہو جاتا ہے اور قطرہ پیشاب بہت سے پانی مثل دریا سے
ملے تو پاک ہو ایسا ہی اہل اسلام کے بگڑ جانے کے لئے تو ایک خطرہ بھی کافی ہے اور اہل خطرہ بہت سی
لاحولون سے بھی درست نہین ہوتے ÷ بنی اسرائیل کو دیکہئے حضرۃ موسیٰ نے کیا کیا احسان کئے رہ
اسلام تعلیم کیا سو کیا فرعون کے کس عذاب سے بچایا تسپر تسلیم احکام مین کس قدر تین پانچ کرتے تھے پہاڑ کو
کو اٹہا اُٹہا اُن کے سر پر معلق کر دکہایا اور گرنے سے ڈرایا تب کہین اُنہون نے احکام کو تسلیم کیا +
مخدوم من حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کیسے کیسے معجزے دیکہتے تھے اور حضر ہوتے تھے ہان سامری نے
ایک کرشمہ دکھایا اور سبکو گمراہ کر دیا اس کرشمہ اور اُن معجزون کو کیا نسبت غور سے دیکہئے تو یہ بھی
حضرۃ موسیٰ ہی کا طفیل تہا نہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گہوڑے پر سوار ہو کے اُن کی مدد اور حفاظت
کے لئے آتے نہ اُسکے گھوڑے کی خاک پا سبز ہوتی نہ یہ تاثیر دیکہکر سامری اُٹھا کر لاتا نہ یہ کرشمہ دکھاتا
غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وہ معجزات عظیمہ کہ کسی کسی نبی کے ہوئے ہون گے کہا اور یہ کرشمہ
ظاہری کہا کہ دہوکا ہی دہوکا تہا اور وہ بہی حضرت موسیٰ ہی کا طفیل پھر تسپر اُن معجزات کا کچھ اثر نہوا
پر اُس کرشمہ پر سارے بنی اسرائیل باوجودیکہ نبی زادے تھے قدیم کے مسلمان تھے نیک بد بھلے بُرے کو
پہچانتے تھے لٹو ہو گئے اور ایمان کھو بیٹھے سو مولانا یہان بظاہر یہی نظر آتا ہے سامریان شیعہ کی یہ
دہوکا بازے باجتن کام کر گئی ہے میرے جواباتِ دندان شکن سے وہ اُمید نہین ہان یہ بھی اُمید
نہین کہ علماء شیعہ اگر کچھ حیا ہو تو پھر اسطرف کو موہنہ بھی کرین مولانا ہرچند سوالات مرسلہ دیکہنے مین
اٹھائیس ہین پر اہل فہم جانتے ہین کہ وہ حقیقۃ مین ایک سوال ہے مطلب سب کا فقط اور صحابہ کی مذمت
اور حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی بڑائی ہے اور اسکی ویسی مثل ہے جیسے کسی حجام نے کہا تہا اُستا حجام نائی
مین اور میرا بھائی گھوڑا اور گھوڑے کا پچھیرا غلام کو آپ جانتے ہین سو جیسے اہل فہم کے نزدیک حجام
کی یہ جعلسازی ایسی نہین کہ اُسپر کان رکھئے ایسے ہی اہل عقل کے نزدیک شیعو نکی یہ دہوکا بازی
اس قابل نہین کہ فریب کہائے پر کیا کیجیے عقل بہت دن ہوئے اُٹھ گئی کوئی کوئی صاحب عقل نظر
نظر آتا ہے ناچار بپاس خاطر ابناء روزگار اول ایک جواب اجمالی [illegible] تفصیلی [illegible]

ہر ہر سوال کا جواب عرض کرون گا آپ تو سمجھ ہی گئی ہونگی کہ جواب اجمالی کسکے لئے ہے اور جواب تفصیلی
کس کسکے لئے پر مین بھی اورون کے جتلانے کے لئے بتائے جاتا ہون۔ مخدوم من جواب اجمالی تو فقط اہل عقل
اور انصاف کے لئے ہے جنکی بصیرۂ دانش تیز اور سینہ صاف ہے اُن کے حق مین ان اٹھائیس سُنارون کی
کھٹ کھٹ کے سامنے وہ اجمال ایسا ہوگا انشاء اللہ جیسے لُہار کی ایک اور جوابات تفصیلی اُنکے لئے ہین
جنکو عقل سے بہرۂ فہم سے مطلب اب قلم کو بہت تھام تھام کر مختصر مختصر عرض پرداز ہون۔ اول جواب
اجمالی ہے حاصل ان سب سوالون کا اگرچہ بادی النظر مین جُدا جُدا معلوم ہوتا ہے بلکہ سادہ لوح
تو یون سمجھتے ہونگے کہ یون ہی اتفاقی باتین ہین لیکن موافق مصرعۂ مشہور۔ ہم خوب سمجھتے ہین تیرے
بھید کی باتین۔ سوالات مذکورہ کا مطلب ہم سے پوچھئے سائل کو نہ حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے مطلب ہے نہ کیسیکی اجماع سے غرض اُسکو اپنے مطلب سے مطلب ہے غرض اصلی اُسکی فقط یہ ہے
کہ مستحق خلافت فقط حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور لوگ زبردستی خلیفہ بن بیٹھے اُن پر ظلم کیا اور اس ظلم
کا بار اپنی گردن پر لیا با این ہمہ وہ لوگ خطاوار گنہگار منافق بیدین بدآئین بیوفا سراپا دغا دل کے
نامرد نیتونکے خراب تھے اگر بالفرض والتقدیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے اور کسیکا خلیفہ ہونا جائز
بھی ہوتا تو ایسی اوصاف والون کا خلیفہ ہونا تو پھر بھی جائز نہوتا جس نے ان سوالات کو لکھا ہے اُسکی
غرض اُسکو تو معلوم ہی ہے پر جس نے غور سے دیکھا ہوگا وہ بھی سمجھ جائیگا کہ مطلب اصلی یہی ہے اور سب
باتین ہین۔ اب ہماری بھی سنئے سائل نے کچھ صراحتہً کچھ کنایتہً اصحاب کرام حضرۃ خیر الانام صلی اللہ
علیہ وسلم خصوصاً اصحاب ثلثہ پر اعتراض کئے اور پھر اُن مین کوئی دلیل ایسی نہین کہ جو کلام اللہ سے
ماخوذ ہو بلکہ فقط چند شبہ ہین جنکا جواب عاقل کو تو بے تامل اور کم عقل کو تھوڑے سے تامل کے بعد معلوم
ہوجاتا ہے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریفین عموماً اور خصوصاً کلام اللہ مین اتنی ہین
کہ گنئے تو اٹھائیس سوالون سے زیادہ ہونگی سبکی تو گنجائش نہین پر بمقدار عدد چار یار چار آیتین۔
شائقون کے لئے منقول ہین اول تو والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين
اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجری تحتها الانهار
خالدين فيها ابدا ذالك الفوز العظيم حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ اول
ہجرت مین سبقت کرنیوالے اور انصار اور جن لوگون نے انکی خوبی اور احسان سے پیروی کی

اللہ اُنسے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اُنکے لئے تیار کر رکھی ہین جنتین
جنکے نیچے سے بہتی ہین نہرین ہمیشہ ہمیشہ وہ اُس مین رہین گے یہہ بڑی مراد ہے :: اب دیکھئے اللہ تو
بشہادت آیہ مسطورہ اُنسے ایسا راضی ہوا کہ خدا اُسکا ہزاروان حصہ ہے اورون کے نصیب کرے
پر سایل اور حضرات شیعہ تسپر راضی نہین ہوئے یہ وہی مرغی کی ایک ٹانگ ہے کہ نہین۔ **دوسرے**
آیۃ الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ
واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لھم
فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم اس آیۃ کا خلاصہ
مطلب یہہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑ کر ہجرت کر آئے اور جان و مال سے خدا کی راہ مین
جہاد کیا وہ لوگ سب مین بڑے درجہ والے ہین اللہ کے نزدیک اور اصل مراد کو وہی پہونچے ہین
بشارت دیتا ہے اُنکو اُنکا رب اپنی رحمت کے اور اپنی رضامندی کی اور ایسی جنتون کی جنمین اُنکے
لئے ہمیشہ کی راحت اور نعمت ہے اور پہر وہ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اس کے بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے
اس آیت سے صاف روشن ہے کہ مہاجرین اولین کی برابر اس امت مین کسیکا رتبہ نہین اس مین
کوئی ہو امام ہون یا امام زادے پہر تسپر شیعہ بارہ کے بارہ امامون کو اورونسے افضل بتاتے
جاتے ہین اور اسپر بھی بس نہین کرتے فوارہ لعنۃ بنکر اپنی عاقبت رہی سہی بھی خراب کر لیتے ہین **تیسرے**
آیۃ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا
من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ترجمہ اُس کا یہ ہے ہماری طرف سے اُن لوگونکو
ہی اجازت ہوئی جنسے کفار قتال کیا کرتے تھے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور اللہ اُن کی مدد پر قادر ہے
وہ کون لوگ ہین جنکو بے قصور اُنکے گھرون سے نکالدیا فقط اتنی بات پر کہ وہ یون کیون کہتے ہین
کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس کے بعد انہین لوگونکی تعریف مین فرماتے ہین۔ الذین ان مکنّاھم
فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر یعنے وہ لوگ ایسے ہین
کہ اگر ہم اُنکو زمین کا بادشاہ بنائین تو وہ اورونکی طرح عیش و عشرت مین نگزارین گے بلکہ
نماز کو قایم کرین گے زکواۃ دین کے نیک باتون کا حکم کرینگے بُری باتون سے منع کرین گے اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کامل مکمل اور ہادی مہدی ہین بذات خود تو ایسے کہ عبادات

عبادات بدنی اور مالی دونون مین پورے ادا نکے لئے ہادی ایسے کہ بہلے کام سے چوکنے ندین اور
برے کام کے پاس بھٹکنے ندین دیکھئے خدا تو مہاجرین کی نسبت علی العلوم لیاقت خلافت کی گواہی
دے پر حضرات شیعہ کی کچھری مین خدا کی بہی نہین سنتے یہ بھی اندہیر نہین تو پہر کب ہوگا خلافت اور
امامت بیوا اسبات کے کہ آپ بذات خود خلیفہ اچھا ہو اور رعیت کا ہادی اور کیا ہوتا ہے بنی کا یہی کام
ہے خلیفہ اور امام کا کام کیون نہوگا ورنہ پھر نیابت کے کیا معنی چوتھے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ
أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
اس کا حاصل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین اور اُنکے ساتھی اور ساتھہ والے
کافرون پر سخت آپس مین رحمدل جب دیکھئے رکوع مین جہکی ہوئی سجدہ مین پڑے ہوئے کاہیکی لئے
اللہ کا فضل اور اسکی رضا کی طلب رکہتے ہین اس آیت کو دیکھئے تو صحابہ کے ایمان کی جُدی تعریف
نیتون کی جدی تعریف اعمال کی جدی تعریف کرتے ہین بشہادۃ احادیث ایمان تو اس سے زیادہ
نہین کہ خدا کے دوست اپنے دوست ہو جائین اور خدا کے دشمن اپنے دشمن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین من احب اللّٰہ والبغض للّٰہ واعطی للّٰہ ومنع فقد استکمل ایمانہ
یعنے جس نے کسیسے خدا واسطے محبت کی اور خدا ہی کے واسطے بغض رکھا اور خدا ہی واسطے دیا
اور خدا ہی واسطے ہاتہہ کہینچ لیا اُسنے بیشک اپنا ایمان کامل کر لیا سو کوئی صاحب انصاف کرکے فرمائین
کہ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کا یہی خلاصہ ہے یا نہین پھر نیت اس سے بڑہکر متصور نہین کہ
طالب رضا ہو عمل اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ شب و روز نماز ہی سے مطلب ہے اسپر بھی حضرات
شیعہ کو پسند نہ آئین تو یہ معنی ہوئی کہ جو سب مین بڑا کافر اور بڑا ریاکار رنڈی باز شراب خوار
ہو وہ قابل خلافت اور امامت ہے ان آیتونکے بعد یہہ غرض ہے کہ صحابہ نے جو کچھہ کیا بجا کیا یا بیجا
ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو پہر حضرت علی کو اگر یہ ترتیب حسب مرضی شیعہ
تو خیر ہا ورنہ یہ معنی ہوئے کہ صحابہ نے ظلم کیا دین محمدی مین رخنہ ڈالا جنسے ہدایت متصور تھی اُنکو دم
مارنے دیا جنہون نے نیا دین نیا آئین کر دیا وہ مسند خلافت دبا بیٹھے باقی اُنکے معین اور مددگار
ہوگئے اور چھوٹے سے لیکر بڑے تک عاقل سے لیکر دیوانہ تک یہ بات جانتے ہین کہ جیسے ہدایت کی برابر
کوئی عبادت نہین اسیوجہ سے انبیا سب مین بڑہکر رہے ایسے ہی گمراہ کر دینے کی برابر کوئی گناہ نہین

اسی لئے شیطان کو یہہ منصب سپرد ہوا سو درصورتیکہ ترتیب معلوم غلط اور خلفاء ثلثہ ظالم اور بیدین
ہون اور باقی صحابہ اُنکے مددگار تو یہ معنی ہون کہ نعوذ باللہ خدا نے اخوان الشیطن کی اتنی تعریف کے
جو اولیاء کو بھی نصیب نہین اب حضرات شیعہ کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ خدا کے قول و قرار کا اعتبار
ہے یا بھول چوک تقیہ کا احتمال ہے اگر خدا کو خدا اور کلام اللہ کو کلام اللہ سمجھتی ہو تو ایمان لاؤ اور
شیطان کے وسوسون پر نجاؤ ورنہ اپنا کہین اور ٹہکانا بناؤ۔ صاحبو بندہ نے کلام اللہ کا حوالہ دیا ہے
کسی پنڈت کی پوتھی کا اشلوک نہین پڑہا ہے تسپر اگر بوجہ وساوس معلومہ تردد ہے تو ہم جانین خدا کا
بھی اعتبار نہین پر یون ہے تو ہمین بہی کایتہ نہین۔ الغرض سائل کے اعتراض ہمپر نہین خدا پر ہین آگے بہی
وہی جواب دےلینگے ہان اگر یہ مطلب ہے کہ کلام اللہ پر ایمان اور صحابہ کے اعتقاد سے سر سے پا تک مملو
ہین پر بطور تحقیق عرض سوالات ہے یہ غرض نہین کہ دل کے پھپھولے پھوڑئے اور سوال کے پردہ مین
طعنے توڑئے بہت سے سوال لکھہ بھیجے کسی سُنی کو کیا غرض پڑی ہے کہ اپنی اوقات کو خراب کرا ےگا ان
کے سوالون کے جواب مین کتاب کی کتاب لکھیگا تو آپ کی تسکین دو باتون مین ہوئی جاتی ہے سورہ کہف مین
سولہوین سپارہ کے شروع مین دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا سفرنامہ مسطور ہے دیکھئے حضرت
خضر نے کشتی کو توڑ ڈالا پھر کشتی بہی کسکی جنہون نے بے لئے دئے سوار کیا دریا سے پار کیا کیا یہ بھی کوئی قصور ہے
کہ بوجہ اُنکی کشتی توڑ ڈالی اب آگے چلئے آگے بڑہے تو کیا کیا ایک بیگناہ نابالغ لڑکے کو ذبح کر ڈالا گناہ نہین
قصور نہین کسیکا خوبصورت بچا یا کہیل ہی رہا تہا یا سر کہین ہے دہڑ کہین ہے دیکھئے یہ افعال حضرت خضر
جسمین سر مو شایئہ گناہ نہ تہا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کی سمجھہ مین نہ آئی عقل کیسی کچہہ نو ر
نبوت کسقدر تسپر حضرت خضر کے پاس گئے تو خدا کی تعریف کے بعد گئی مگر با این ہمہ صواب کو خطا اور فعل نیک کو
گناہ ہی سمجھی جب حضرت خضر نے بتلایا تو جانا کہ کشتی کا توڑ ڈالنا ہی کشتی والون کے حق مین اچہا تہا ورنہ
پیچھے سے کشتیونکی پکڑ تہی اگر صحیح سالم دیکھتے تو حاکم کے پیادے کہینچ لیجاتے بیچارے ملّاح اپنی روزی
سے ہاتہہ دہو بیٹھتے ایسے ہی طفل مقتول اگر جوان ہوتا تو جیسے شیر بہیڑئے سانپ کا بچہ بعد جوانی اپنے ہی
اطوار سیکہتا ہے یہ بہی اطوار کفر اختیار کرتا اور ماں باپ کو بھی کافر بنا ڈالتا سو جیسے سانپ شیر بہیڑئے
کے بچونکا قبل جوانی ہی مار ڈالنا مناسب ہے ایسے ہی اُس لڑکے کا مار ڈالنا ہی مناسب تہا اس
صورت مین گو کسیقدر اُسکے ماں باپ کو بوجہ فراق کا صدمہ ہوا ہو پر اُن کے حق مین برنج الیسا ہوگیا

جیسے پہوڑے مین نشتر مار کر جراح جب پیپ نکالتا ہے تو تکلیف تو ہوتی ہے پر ہمیشہ ہمیشہ کی تکلیف کی عوض اول
تو اس تہوڑی تکلیف پر ٹلتی ہی پہر جب مادہ فاسد نکلتا ہے تو اُسکی جگہہ اچہا مادہ پیدا ہوتا ہے اور تولد
مادہ فاسد موقوف ہو جاتا ہے ثانی نادم بقا مادہ فاسد البتہ امید تولد مادہ صالحہ نہین سو یہان بھی بعد
مقتول ہو جانے طفل مذکور کے اُسکے مان باپ کو ایک دختر صالحہ ملی جسی ایک نبی پیدا ہوا ہان اگر
کلام اللہ کا اعتبار اور خدا کے قول و قرار پر اعتماد ہے تو حضرات صحابہ کے اسیطرح معتقد ہو جائے ❊
جیسے خدا کے کہے سُننے سے اپنی سمجہہ کو ایک طرف طاق مین دہر حضرت خضر کے معتقد ہوئے تمہین کہو
اگر خداوند کریم حضرت خضر کی اِن باتون کی ہندی کی چندی نہ بتلا دیتا تو پہر حضرت خضر سے زیادہ بُرا
کون تہا پہر جب خدا کا اتنا اعتقاد ہے کہ حضرت خضر کے ایسے ایسے فعلون کے معتقد ہوئے تو صحابہ محمدی
کے تو اس سے زیادہ ہی ہونا چاہئے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسمین تعریف اُنکی خوبی
حضرت ہی کا فیض صحبت سمجہا جائیگا ورنہ تمہین کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کیا کہیگا
عجب صاحب تاثیر تہے جنسے ساری عُمر پانچ چار سے زیادہ مسلمان نہوئے اور ہوئے بھی تو ایسے
دنیادار کہ خُدا پناہ مین رکھے دوسرے خدا کی بات بھی نہی رہے گی ورنہ آپ کی ان عیب چینیو نسے خدا
کا بھی اعتبار نعوذ باللہ نرہیگا اور کیا رہا ہے خدا نے حضرت خضر کی تعریف مین فقط اتنا فرمایا ہے ۔
عبدا من عبادنا اتیناہ رحمة من عندنا وعلمناہ من لدنا علماً جسکا حاصل فقط یہہ ہی کہ ایک بندہ
تہا ہمارے بندون مین سے جسے ہمنے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تہی اور اپنے ہا نسے علم تعلیم کیا تہا
سو انصاف کر کے تمہین فرماؤ کہ صحابہ کی اُن تعریفون سے جو اوپر مذکور ہوئین ان دو باتون کو کیا
نسبت پھر اگر اپنی غلط فہمی سے عار لگتی ہے تو اول تو تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ نہین
وہ کچہہ کا کچہہ سمجہہ گئے اگر تم اُلٹا سمجہہ گئے ہو تو کیا قیامت ہے تیسرا اگر تسکین نہو تو خدا کے اعتبار کے بہرسے
اُنہین روایات کی تکذیب کریے جنسے خطائے صحابہ سمجہہ مین آتی ہے اون روایات کی بہروسے خدا کی
تکذیب تو کچہہ ثواب کا کام نہین یہانتک تو جواب اجمالی تہا اور اہل انصاف کو اسکے بعد انشاء اللہ
اور کسی بات کی جانب بہلی تنگ ہے ہان کج فہمان نا انصاف کا جواب جنکی بات وہی مرغی کی ایک ٹانگ ہو ہم
سے نہین دیا جاتا موافق مثل مشہور گوہ کی دارو موت خوارج سے اپنی تسکین فرمائین ہم کسکو بہلا
کہین کسکے بُرا اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام ہمارے حق مین تو دونو مثل چشم

وگوش قابل اتباع ہین اُنکی محبت انکا اعتقاد ایمان کے لئے ایسے ہین جیسے جانور کے اوپر اوڑے تو دونون
سے اوڑے اور ایک بھی نہو تو گر پڑے۔ صاحبو حضرات شیعہ اور اہل سنت کا مقابلہ ایسا ہے جیسا نصاری
اور اہل اسلام کا مقابلہ ہم تو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے معتقد ایسے ہی حضرت عیسے
علیہ السلام اور حضرت موسی کی نبوۃ کے مُقرّ ناہین بُرا کہہ سکین نہ اُنکو پر نصاری حضرت خیر البشر صلی اللہ
علیہ وسلم کی نسبت گستاخیان کر کر اپنے اعمالنامون کے درستی کرلیتے ہین ایسی ہی اہل سنت کو تو ایک سے
ایک زیادہ سبھی کے غلام سبھی کے ثناخوان پر شیعے حضرات صحابہ کی نسبت وہی عمل کرتے ہین جو یہہ دو
نصاری بہ نسبت حضرت خیر البشر صلعم اب یہانسے جوابات تفصیلی بترتیب سوالات لکہتا ہون۔

سُوال ازجانب شیعہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے کوئی حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا یا نہین ٭

جواب

حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے لئے حکم خدا تعالی اور حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونون ہین پر فہم
کی ضرورت ہے ورنہ کج فہمی ہے تو اُسکے جواب کے لئے یہہ شعر بیشکی مرقوم ہے شعر چو بشنوی سخن اہل دل مگو
کہ خطا است ٭ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست ٭ خدا کا حوالہ مطلوب ہے تو لیجئے خلافت کے لئے افضل
ہونا افضل ہے۔ میانجیو کا خلیفہ بھی وہی ہوتا ہے جو اُسکا شاگرد رشید ہوتا ہے۔ نبی کے خلیفہ مین یہ
بات بدرجۂ اولے چاہئے اور میانجیو اور لڑکون کی مثال کی اسلئے ضرورۃ ہوئی کہ حضرات شیعہ کی عقل
لڑکون سے کچہہ کم نہین شاید اگر سمجھین تو مکتب کی بات سمجھ جائین بہر حال خلیفہ کا افضل ہونا افضل ہے سو
سو حضرت ابوبکر صدیق کا افضل ہونا دو طرح سے ثابت ہے اور تنگی وقت اور تقاضاء جواب نہوتا تو شاید
ہم اور بھی عرض کرتے پر اب دو ہی باتوپر ٹالتے ہین ایک تو یہہ کہ بشہادۃ آیۃ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم
سب مین افضل وہ ہے جو سب مین زیادہ متقی ہو پہر سورہ واللیل مین حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ کی شان مین آپ ہی ارشاد فرماتے ہین وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی جسکے
یہہ معنے ہین کہ بچایا جاوے گا بھڑکتی ہوئی آگ سے وہ شخص جو سب مین زیادہ متقی ہے کون جو اپنے مال
کو پاک ہونے کے لئے دیتا ہے کیسکے احسان کا بدلا نہین یعنی حضرت بلال کا آزاد کرنا محض للہ ہے اللہ خدا
کے لئے ہے حضرت بلال کے کسی احسان کا بدلا نہین تطویل سے ڈرتا ہون ورنہ مین بہت کچہہ اس مین

انشاءاللہ آپ کی خدمت مین عرض کرنا پر کیا کرون ادہر موانع ادہر آپ) فقط اتنا ہی پوچھتے ہین کہ
کہ کوئی حدیث ہو تو تبلا دو سو ہمنے آیت تبلائی ہان یہ بات باقی رہی کہ یہ آیت اُنکی شان مین ہے کہ نہین
سو اسکی تصدیق کے لئے ساری تفسیرین موجود ہین اور بھی نہین تو بیضاوی یا تفسیر عزیزی منگا دیکھئے
باقی آپنے یہ تخصیص ہی نہین کی کہ حدیث ہو تو کنکی ہو اور ظاہر بھی ہے آپ ایسے دیوانے نہ تھے جو تخصیص
کرتے حضرت صدیق کے فضائل اگر ہون گے تو سنیون ہی کی کتابون مین ہون گے اور یہ نہین تو پہر آپ ہی
فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ہندون کی پوتہیون اور یہود و نصاری کی کتابون سے
کیونکر نکالئے گا یہ بسط و تفصیل کہان ہے علے ہذا القیاس فضائل مرتضوی بجز سُنیون اور شیعون کے
اور کسکے پاس ہین دوسری آیت جو صدیق اکبر کی افضلیت پر دلالت کرے وہ یہ ہے الا تنصروہ فقد
نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ
وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا
حاصل یہ ہے کہ اگر تم ہمارے رسول کی مدد نکروگے تو کیا ہوگا اللہ نے ایسے وقت اُسکی مدد کی ہے جسوقت
اُسکو کافرون نے نکال دیا تہا جس حال مین کہ ایک وہ تہا اور ایک اُسکے ساتہہ مین فقط اور تہا جبکہ
دونون غار مین تھے جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تہا تو غمگین مت ہو اللہ ہم دونون کے ساتہہ ہے پھر
اللہ نے اپنی تسلی اُسپر نازل فرمائی اور ایسے لشکرون سے تائید فرمائی جو تُم نے نہین دیکھی اور اللہ نے
کافرون کی بات نیچی کردی اور اللہ کا بول بالا ہے۔ اسمین دیکھئے حقایق دقایق تو بہت ہین پر عرض مختصر
یہ ہے کہ اللہ نے ان اللہ معنا فرمایا ان اللہ معی ومعک نہین فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے پر آنکہین
نہون تو کیا کیجئے کہ جسطرح کی معیت خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تھی اُسیطرح حضرت
ابو بکر صدیق کے ساتہہ تھی ہان اگر دو لفظ ہوتے تو یہ بھی احتمال تہا کہ یہہ اور قسم ہے وہ اور قسم
اس صورت مین بجز اس کے ممکن نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق
کا مقام برابر برابر ہو یا اوپر نیچے بہر حال فاصلہ کی گنجائش نہین سو برابری تو ممکن نہین یہی ہوگا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرحد اسفل اور صدیق اکبر کی سرحد اعلے دونون ملے ہوئے
ہون سو ظاہر ہے کہ اس صورت مین حضرت ابو بکر کا رتبہ اور تینون سے بلند ہو گا یہ دو آتین تہین
اب حدیث لیجے پر پہلے سُن لیجئے کہ کلام اللہ حدیث مین یہ کہین نہین کہ ماں باپ کے جوتیان مت

مت مارو وہان یہ ہے کہ لا تقل لھما اف و لا تنھرھما یعنے مان باپ کے روبرو اف بھی مت کرو اور جھڑک بھی مت مگر عاقل اتنی بات سے سمجھہ جاتاہے کہ جوتیان مارنی بدرجہ اولی منع ہے ہان دیندارانِ شیعہ بوجہ کم عقلی کچھہ متامل ہون تو ہون مگر ہم جانتے ہین وہ بھی نہونگے ایسا بھی عقل کا قحط پڑگیا بہرحال ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت کو بھی سمجھے یعنے قریب وفات حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو امام نماز بنایا ہر عاقل پہچان لیا کہ جو دین کا امام ہو یعنی نماز پڑہاے وہی دنیا کا امام یعنے خلیفہ وقت بھی وہی ہوگا کیونکہ شیعونکے طور پر تو سواے افضل و اشرف کسی اور کا امام بنانا جایز ہی نہین اور سنیونکے نزدیک گو جایز ہے پر افضل یہ ہے کہ افضل ہو تسپر اس اہتمام سے کہ اور لوگ اور ونکے لئے کہین اور آپ باصرار تمام صدیق ہی کو نماز پڑہانیکو فرمائین۔ اب حضرات شیعہ انصاف فرمائین مرتے وقت تو عام لوگ بھی خوف خدا کرتے ہین کسیکا بار اپنی گردن پر نہین لیجاتے اگر حضرت امیر کا حق ہوتا تو اور کوئی دلاتا یا نہ دلاتا پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ بھی ایسے وقت مین ضرور الحق دلا کر جاتے حضرات شیعہ کچھہ تو انصاف فرمائین جیسے جوتیونکی نسبت صاف ممانعت سے یہ زیادہ ہے کہ اُف کرنی اور جھڑکی سے منع فرمایا ایسے ہی صاف خلیفہ بنا دینی سی یہ زیادہ ہے کہ اُنکو امام عام مقرر کردیا۔ یہی وجہ ہوئی کہ حضرت علی ہمیشہ اونہین کے پیچھے نماز پڑہتے رہے اور اگر بالفرض یہ آیتین اور یہ حدیث نہوتی تو کیا تہا خلافت کے لئے وحی کی ضرورت نہین فقط اتنی بات دیکھہ لینی ہے کہ نبی کے شاگردون اور مریدون مین کون زیادہ لائق ہے کیہہ بات معاملات سے ایسی طرح معلوم ہوجاتی ہے جیسے کسیکا بڑا عالم ہونا یا بڑا حکیم ہونا یا بڑا بہادر ہونا علی ہذا القیاس چونکہ یہ بحث جوابات سوالات اربعہ مین کسیقدر بسط سے لکھہ چکاہون اور وہ بھی ساتہہ ہی مرسل ہین تو یہان اتنے ہی پر اکتفا لازم ہے غرض ایک جواب تو فقط جواب ہی ہوتا ہے اور ایک جواب با صواب جس کے ہر پہلو سے اطمینان ہو سو امام بنادینا خلیفہ بنا دینے سے زیادہ ہے علیٰ ہذا القیاس ایک حکم تو فقط حکم ہی ہوتا ہے اور ایک اصل مطلب سے بڑہا کر کہا کرتے جیسے لا تقل لھما سو یہ نماز کا امام بنا دینا بھی ایسا ہی ہے۔ علاوہ ازین بخاری شریف مین ایک حدیث ہے اسکو سب کو نہین لکھتا پر بقدر ضرورۃ اُسمین سے ایک جملہ منقول ہی لقد ھممت او اردۃ ان ارسل الی ابی بکر وابنہ واعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنون او یدفع اللہ ویابی المومنون حاصل معنی یہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین تحقیق ارادہ کیا تہا مین اس بات کا ابوبکر

صدیق اور اُنکے بیٹے کو بلاؤن اور عہد و پیمان کر کرادون تاکہ کل کو بولنے والے ن کو کچھہ گنجایش نرہے
اور کسی تمنا والیکو تمنا نہو پھر یہ کہا اللہ اور اہل ایمان دونون سوائے ابو بکر کے اور کسیکی روادارہی نہ
اور بخاری اور مسلم مین اس حدیث کی دوسری روایت مین بجائے لفظ اعہد الخ اکتبت کتابا گ
فانی اخاف ان یتمنی متمنی ویقول قائل الخ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برخلاف ابو بکر صدیق کا لکھ
منظور تہا یہ یون سمجھکر کہ نہ خدا کو اور کوئی پسند آئیگا نہ مسلمانونکو آپ چپ ہو رہے اس صورت مین ظ
ہے کہ جسروز آپ نے قلم دوات منگایا اور بزعم شیعہ حضرت عمر مانع انکی کتابت خلافت صدیقی منظور تھی پھ
بجانے شیعہ کیون برا مانتے ہین اگر شکایت ہو تو سنیان صدیقی کو ہو شیعون کو حضرت عمر کی داد د
چاہئے کہ دامادی سے پہلے ہی حق مرتضوی ادا کیا باقی اس کا جواب کہ حضرت نے منع کیا ہے یا نہین او
بجا کیا یا بیجا آگے آتا ہے یہان فقط اسقدر قابل عرض ہے کہ یہ فرمانا کہ مین لکھدیتا پر کچھہ حاجت نہ دیکھی
خلیفہ کر دینا ہے یا نہین دوسری حدیث بھی بخاری اور مسلم ہی کی لیجئے عن جبیر بن مطعم قال اتت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم امراۃ فکلمتہ فی شی فامرھا ان ترجع الیہ قالت یا رسول اللہ ار
ان جئت ولم اجدک کانھا تریدا لموت قال فان لم تجدینی فاتی ابا بکر حاصل معنی یہ
کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور کسی بات مین آپ سے کچھہ عرض
آپ نے فرمایا پھر آنا اُسنے عرض کیا اگر آپ کو نہ پاؤن یعنے آپکا انتقال ہو جائے آپنے فرمایا ابو بکر کے پاس
آنا۔ اب آپ ہی فرمائے۔ یہ خلیفہ بنا دینے سے زیادہ ہے یا نہین غرض اسی قسم کے امور بہت ہین جو آپ
خلافت پر دلالت کرتے ہین اور وقت استخلاف صدیق اکبر صحابہ کو ملحوظ رہے شوق ہو تو کتاب ازا
کو ملاحظہ فرمائین۔

جواب مولوی عبد اللہ صاحب

بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہین کہ جنسے صراحتًہ اور کنایتہً خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی د
اظہر من الشمس ہے اس کا انکار بعینہ دوپہر کے وقت آفتاب کا انکار ہے چنانچہ اُسمین سے چند
مذکور ہوتے ہین حالانکہ بعض خاص امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہین بہ نظر منصفانہ
تصدیق خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کیجے۔ اخرج ابن سعد عن الحسن قال قال علی رضی
اللہ عنہ لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرنا فی امرنا فوجدنا النبی صلی

الله علیه وسلم قد قدم ابابکر فی الصلوٰۃ فرضینا الدنیانا عن من رضی رسول الله صلی الله علیه وسلم عنه لدیننا
وقد منا ابابکر ترجمہ تخریج کی ہے یہ حدیث ابن سعد نے حسن سے کہا حسن نے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ
عنہ نے کہ دیکھا ہم نے اپنے امر مین اور پایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ تحقیق مقدم کیا ابو بکر کو نماز پڑہانے مین
پس راضی ہوگئے ہم دنیاوی امور مین اُس شخص سے کہ جس سے حضرت راضی ہوئے امر دین مین پس
مقدم کیا ہم نے ابو بکر کو **دیگر** وقال البخاری فی تاریخہ روی ابن جمهان عن سفینة ان النبی صلی
الله علیه وسلم قال لابی بکر وعمر وعثمان ہؤلاء الخلفاء بعدی ترجمہ اور کہا بخاری نے اپنی تاریخ مین کہ
روایت کی ابن جمہان نے سفینہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم
کے واسطے کہ یہ خلیفہ ہین میرے پیچھے **دیگر** الحدیث المذکور اخرجہ ابن حبان قال حدثنا ابو یعلی حدثنا
یحیی الحمانی حدثنا حشرج عن سعید بن جمهان عن سفینة لما بنی رسول الله صلی الله علیه وسلم
المسجد وضع فی البناء حجرا وقال لابی بکر ضع حجرک الی جنب حجری ثم قال لعمر ضع حجرک الی جنب
حجر ابی بکر ثم قال لعثمان ضع حجرک الی جنب حجر عمر ثم قال ہؤلاء الخلفاء بعدی ترجمہ اور حدیث
مذکور خارج کی ہے ابن حبان نے کہا حدیث کی ابو یعلی نے حدیث کی یحیی الحمانی نے حدیث کی سعد بن
جمہان روایۃ ہے سفینہ سے ہرگاہ مسجد بنائی رسول صلعم نے رکہا ایک پتھر اسکی بنیاد مین اور حضرت
ابو بکر سے کہا کہ میرے پتھر کی برابر مین تم پتھر رکہو حضرت عمر سے کہا ابو بکر کے پتھر کی برابر تم اپنا پتھر رکہو
پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم عمر کے پتھر کی برابر اپنا پتھر رکہو پھر فرمایا کہ یہ میرے پیچھے خلیفہ ہین
دیگر قال ابو زرعة اسناده لا باس به وقد اخرجه الحاکم فی المستدرک وصححه البیهقی
فی الدلائل وغیرهما ترجمہ کہا ابو زرعہ نے اس حدیث کی اسناد مین کچھ نقصان نہین اور لایا ہے اُسکو
حاکم مستدرک مین اور صحیح کہا ہے اُسکو بیہقی نے دلائل وغیرہ مین علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین
المهدیین من بعدی اخرجه الحاکم من حدیث عرباض بن ساریة
ترجمہ لازم پکڑو طریقے میرے کو اور طریقہ خلفاء راشدین مہدیین کو میرے بعد تخریج کی ہے حاکم نے
حدیث عرباض ساریہ سے **فائدہ** اس مین سوچنا چاہیے کہ حضرت نے بلا تعین کسی شخص کے خلفاء
من بعدی کی اتباع کا حکم فرمایا اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جو خلفاء بعد وفات ہونگے راشدین
اور مہدیین ہونگے من اتبع فاهتدی ومن خالف فغوی **دیگر** اخرج الترمذی والحاکم

من حديث سلمة بن كهيل عن ابی الزعراء عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلعم اقتدوا
بالذين من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر واهتدوا بهدی عمار وتمسکوا بعهد ابن مسعود ترجمہ اتباع کرو تم انکا جو میرے بعد ہین یعنی
ابو بکر و عمر کا دیگر روی البخاری عن ابن عمر قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول الله صلعم
فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان وزاد الطبرانی فی الکبیر فیعلم بذلک النبی صلعم ولا ینکره
واخرج ابن عساکر عن ابن عمر قال کنا وفینا رسول الله صلعم نفضل ابا بکر و
عمر و عثمان واخرج ابن عساکر عن ابی هریرة قال کنا معاشر اصحاب
رسول الله صلعم ونحن متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبیها
ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم نسکت واخرج الترمذی عن جابر بن عبد الله
قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول صلعم فقال ابو بکر اما انک
ان قلت ذاک فلقد سمعته یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر واخرج
البخاری عن محمد بن علی بن ابی طالب قال قلت لابی ای الناس خیر بعد
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول
ثم عثمان قلت ثم انت قال وما انا الا رجل من المسلمین ترجمہ بخاری نے
ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت کے زمانہ مین ہم آدمیون مین سے چھانٹتے تھے سو چھانٹتے تھے ابوبکر
کو پھر عمر کو پھر عثمان کو اور زیادہ کیا طبرانی نے کبیر مین کہ جانتے تھے اس بات کو نبی صلعم اور انکار نہین
فرماتے تھے اور روایت بیان کی ابن عساکر نے ابن عمر سے کہا کہ جس زمانہ مین رسول صلعم ہم مین
موجود تھے ہم فضیلت بیان کرتے تھے ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی اور روایت
کی ابن عساکر نے ابی ہریرہ سے کہا ہم لوگ جماعت اصحاب رسول اللہ صلعم جس وقت مین کہ بہت تھے
کہتے تھے افضل اس امت کے بعد نبی اس امت کے ابو بکر ہین پھر عمر پھر عثمان پھر سکوت کرتے تھے
اور روایۃ کی ترمذی نے جابر بن عبد اللہ سے کہا کہا عمر ابو بکر کے لئے اے بہتر آدمیونکے بعد رسول
اللہ صلعم کے اسپر ابو بکر نے کہا سنو اگر تم یہ کہتے ہو تو مینے بھی حضرت سے سنا ہے کہ فرماتے تھے
طلوع نہین ہوا آفتاب کسی شخص پر کہ عمر سے بہتر ہو اور روایت کی بخاری نے محمد بن علی بن ابی
طالب سے کہا محمد بن علی نے کہ مین نے اپنے باپ سے یہ کہا کون آدمی بہتر ہے بعد رسول اللہ صلعم

کے کہا ابوبکر بیٹے کہا پھر کون کہا عمر اور مین اس سے ڈرا کہ یون کہین پھر عثمان بیٹے کہا پھر تم کہا مین تو
ایسا ہی ہون جیسے ایک اور شخص مسلمانون مین سے ہو **دیگر** واخرج احمد وغیرہ عن علی قال خیر
ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر قال الذھبی ھذا متواتر ھذا متواتر عن علی فلعن اللہ الروا
فضۃ ما اجھلھم **ترجمہ** اور روایۃ کی احمد وغیرہ نے حضرت علی سے کہا حضرت علی نے بہتر اس امت
کا بعد نبی کے ابوبکر ہے اور عمر ذہبی نے کہا ہے کہ یہ روایت حضرت علی سے متواتر ہے متواتر ہے
سو اللہ رافضیونکو لعنت کرے کیسے جاہل ہین **دیگر** اخرج الترمذی والحاکم عن ابن الخطاب
قال ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ اور روایت کی ترمذی نے اور حاکم نے عمر بن خطاب سے کہا اُنہون نے ابوبکر سردار ہمارے
ہین اور بہتر ہمارے ہین اور ہم سب مین رسول اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ہین **فائدہ** غور کی
جگہہ ہے کہ اُنکی تعریف اُنکے ہمچشم وہمعصر کیسی کرتے ہین - **دیگر** واخرج ابن عساکر عن عبدالرحمن بن
ابی لیلی ان عمر صعد المنبر ثم قال الا ان افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر فمن
قال غیر ھذا فھو مفتر علیہ ما علی المفتر سے **ترجمہ** روایت کی
ابن عساکر نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے کہ عمرؓ منبر پر چڑھے پھر فرمایا ای لوگو سُنو بیشک افضل اس
امت کے بعد حضرت کے ابوبکر ہین سو جو شخص اس بات کے برخلاف کہے اُسکی وہ سزا ہے جو بہتان باندھنے
والیکی سزا ہو - **دیگر** اخرج ابی القاسم الطلحی فی کتاب السنۃ لہ من طریق
سعید بن عمرو بنۃ عن منصور عن ابراھیم عن علقمۃ قال بلغ علیًا ان اقواما
یفضلونہ علی ابی بکر وعمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال
ایھا الناس انہ بلغنی ان قوما یفضلونی علی ابی بکر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبتہ فیہ فمن وعمر
سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتری علیہ حد المفتری قال ان خیر ھذہ الامۃ
بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال وفی المجلس الحسن بن علی فقال و
اللہ لو سمی الثالث سمی عثمان **فائدہ** افسوس کی بات ہے کہ حضرات شیعہ حضرت امیرالمومنین کے
زمانہ مین نہوئے جو اُن کے ہی ہاتہہ سے سو دادبی شیخین کا مزا پاتے **دیگر** واخرجہ عبدالرحمن
بن حمید فی مسندہ وابو نعیم وغیرھما من طرق عن ابی الدرداء ان رسول

الله صلی الله علیه وسلم قال ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی وفی لفظ علی احد من المسلمین بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر ترجمہ اور روایت کی عبد الرحمن ابن حمید نے اپنی مسند مین اور ابو نعیم وغیرہ نے ابو درداء سے کہ بیشک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آفتاب نہ طلوع ہوا نہ غروب ہوا کسی شخص پر جو بہتر ابو بکر سے ہو مگر یہ کہ نبی ہو اور ایک روایت مین یہ لفظ ہی علی احد من المسلمین بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر فائدہ اس حدیث سے فضیلت خلیفہ اول کی ماسوا نبی و رسول کے تمام بنی آدم پر ثابت ہوتی ہے۔ دیگر فی الاوسط عن سعد بن زرارة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان روح القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتك بعدك ابی بکر فائدہ سنت جماعت کے نزدیک خلیفہ اول کے اس حدیث سے کتنی فضیلت ثابت ہوئی کہ روح القدس جبرئیل بھی اُنکو بہتر و افضل تمام امت کا فرمائی پو شیعہ اوسکو بھی روح القدس کی غلطی پر محمول کرینگے نعوذ باللہ من ہذا الفرقة الطاغیة دیگر اخرج الشیخان عن عمرو بن العاص قال قلت یا رسول الله صلعم ای الناس احب الیك قال عائشة قلت من الرجل قال ابوها قلت ثم من قال ثم عمر بن الخطاب ترجمہ بخاری اور مسلم نے عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہا عمرو بن العاص نے کہ مینی عرض کی یا رسول اللہ صلعم کون شخص آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے آپنے فرمایا عائشہ مینے عرض کی مردونمین سب سے زیادہ کون ہے فرمایا اُسکا باپ پہر مینے عرض کی ان کے بعد کون آپ نے فرمایا عمر بن الخطاب فائدہ سوّد اللہ وجوہ الروافض رسول اللہ صلعم تو حضرت عائشہ اور انکے باپ کو سب آدمیونسے زیادہ چاہین اور یہ اُنکی شان مین کیا کچھہ زبان درازیان کرین دیگر اخرج الترمذی وغیرہ عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی بکر وعمر هذان سید الکهول اهل الجنة من الاولین والاخرین ترجمہ اور ترمذی وغیرہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول صلعم نے حضرت ابو بکر اور عمر کے لئے یہ دونون سردار ہین بڑے عمر کے جنتیون مین اولین اور آخرین کے فائدہ اس حدیث مین رسول اللہ صلعم نے روافض کی مطلقاً بیخ کنی کر دے ہے کیونکہ شیخین کو سردار کہول جنت فرمایا معلوم ہوا کہ تا دم والپسین مومن کامل تہے اور بعد انتقال کہول جنت کے سردار بنین گے پر یہ فرقہ باغیہ پہر

پھربھی نہین شرماتا خیرکیا ڈر ہے المرء یقس علے نفسہ اگر کوئی بیوقوف اندھا دنکو رات بتلائے تو اسکا کیا علاج
ہے دیگر اخرج ابن عساکر عن کعب قال کان اسلام ابی بکر الصدیق سببہ بالوحی من السماء
وذلک انہ کان تاجرا بالشام فرای رویا فقصہا علی بحیرا الراھب فقال لہ من این
انت قال مکۃ قال من ایھا قال من قریش قال فایش انت قال تاجر قال صدق
اللہ رویاک فانہ یبعث نبی من قومک تکون وزیرہ فی حیاتہ وخلیفتہ بعد
موتہ فاسرھا ابو بکر حتی بعث النبی صلعم فجاءہ فقال یا محمد ما الدلیل علی ما
تدعی قال الرویا التی رایت بالشام فعانقہ وقبل بین عینیہ وقال اشھد انک رسول اللہ ترجمہ ابن عساکر
نے کعب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر کے اسلام کا باعث وحی آسمانی تھی اور قصہ اسلام یہہ ہے کہ حضرت
ابو بکر شام کی ملک مین سوداگری کرتے تھے آپنے ایک خواب دیکھے اُسکو بحیرا راہب سے بیان کیا اُسنے
کہا تو کہانکا رہنے والا ہے اُنھون نے جواب دیا مکہ کا اُسنے کہا کونسے قبیلہ سے ہے اُنھون نے کہا قریش مین
سے اُسنے پوچھا کیا کام کرتا ہے اُنھون نے کہا کہ سوداگر ہون اُس راہبنے کہا اللہ تعالے نے تیرا خواب
سچا کرے اللہ تعالی تیرے قوم مین سے ایک نبی بھیجیگا تو اُس کا اُسکی زندگی مین وزیر ہوگا اور بعد اُسکے
وفات کے خلیفہ ہوگا۔ اس باتکو حضرت ابو بکر نے پوشیدہ رکھا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم مبعوث ہوے
سو حضرت کی خدمتمین آئے اور یہہ کہا اے محمد صلعم آپ کے دعوے پر کیا دلیل ہے فرمایا وہی خواب جو ملک
شام مین تونے دیکھا تھا یہہ سُنتے ہی حضرت کو گلے لگایا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ مین گواہی
دیتا ہون کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہین **فائدہ** خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ کتنے پیشتر حضرت کی
تبلیغ رسالت کے حضرت ابو بکر کو بشارت وزارت وخلافت کی ملگئی دیگر واخرج الحاکم عن انس
بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول صلی اللہ علیہ الی من تدفع زکوتنا
اذحدث ثلک حدث فقال ادفعوھا الی ابی بکر فقلت ذلک لھم قال قالوا سئلہ ان حدث بابی
بکر حدث الموت فالی من ندفع زکوتنا فقلت لہ قال ادفعوا ھا تدفعوھا الی عمر قالوا
فالی من ندفعھا بعد عمر فقلت لہ قال ادفعوا ھا الی عثمان ترجمہ اور روایت
کی حاکم نے حضرت انس بن مالک سے کہا بھیجا مجکو بنی المصطلق نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین کہ ہم
زکوۃ کسکو دین جب آپکو کوئی حادثہ پیش آوے آپ نے فرمایا ابو بکر کو دوسو بینے ہی جا کری مصطفا مطلق

کہدیا انس کہتے ہین اُنہون نے کہا کہ یہہ حضرتؐ سے پوچہہ کہ اگر ابو بکر کو حادثہ موت پیش آے تو کسکو ندکوۃ دین سو پینے حضرت سے جاکر عرض کیا آپنے فرمایا عمر کو دو اُنہون نے کہا بعد حضرت عُمرؓ کے کسکو دین سینے حضرت سے یہ جاکر کہا آپنے فرمایا عثمان کو دو دیگر عن سھل بن ابی حثمۃ قال بایع اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی للاعرابی ائت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسئلہ ان اتی علیہ اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ وسلم فسئلہ فقال یقضیک ابوبکر فخرج الی علی فاخبرہ فقال ارجع واسئلہ ان اتی علی ابی بکر اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئالہ فقال یقضیک عمر فخرج الی علی فاخبرہ فقال ارجع فاسئلہ من بعد عمر فقال یقضیک عثمان فقال علی الاعرابی أنت النبی صلعم فاسئلہ ان اتی علی عثمان اجلہ من یقضیہ فقال النبی صلعم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت

ترجمہ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہا ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اعرابی سے کہا کہ حضرتؐ کے پاس جا اور یہ پوچہہ کہ اگر آپ کی وفات شریف ہو جاے تو ادا کون کرے گا اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچہا آپنے فرمایا ادا انکو ابو بکر کرینگے وہ اعرابی حضرت علی کے پاس آیا اور اُنکو خبر دی آپ نے فرمایا پہر جا اور پوچہہ کہ اگر ابو بکرؓ کا بہی انتقال ہو جائے تو کون ادا کرے گا اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور پوچہا آپ نے فرمایا ادا انکو عُمر کرے گا پہر حضرت علی کے پاس آیا اور اُنکو خبر دی حضرت علی نے کہا پہر جا اور پوچہہ کہ بعد حضرت عمر کے کون ہے آپ نے فرمایا عثمان ادا کریگا حضرت علی نے اعرابی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جا اور پہر پوچہہ کہ اگر عثمان کی وفات ہو جائے تو کون ادا کرے گا اسپر حضرتؐ نے فرمایا کہ جب ابو بکر کی موت آجائے اور عمر کا انتقال ہو جائے اور عثمان دُنیا سے رحلت کر جائے اگر تو مرنیکی طاقت رکہتا ہے تو تو بہی مر رہ **فائدہ** حضرات شیعہ خواہ مخواہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خلافت کیلئے اپنی جان کیون تباہ کرتے ہین اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت سے منکر ہو کر کیون روسیاہ بنتے ہین حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو خود اُن سے پہلے اپنی خلافت کا خیال تہا جو اُس دیہاتی کو بار بار بہیجکر خلفاء ثلاثہ کی خلافت ثابت کرائی اور خیال خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسواسطے نہو کیونکہ ایسی قرابت قریبہ اور خصوصیتہ خاصہ یعنے ازدواج حضرت فاطمہ زہراء کا اور دوسرے کو کب حاصل تہا

پرانہون نے جو خلفاء ثلاثہ کے وقت مین دعوی خلافت نکیا تو کچھہ تو سوچا ہی ہو گا اور حیلۂ تقیۂ حسب
ظنون شیعہ کے ہم گو زشتر جانتے ہین اول تو اسد تیہ کے خلاف دوسرے بمقابلہ حضرت امیر معاویہ اور
خوارج کے کیون تقیہ نکیا حتی کہ شہید ہوگئے اور کون سا وقت تقیہ کا ہو گا اور جن لوگون نے بمقابلہ
امیر معاویہ کے امیرالمومنین کا ساتھہ دیا وہ ہی بمقابلہ خلفاء ثلثہ کے بھی ساتھہ دیتے اور یہ تقیہ کی بات
ایسی مزخرفات ہے کہ ذرا ہی پاؤن نہین چلتے حضرت حسین کے معاملہ مین کیا کہین گے نعوذ باللہ منہا
کیا دونو نسے ترک فرض عین ہوا ایک بات ہم اور یہ کہتے ہین کہ حضرت امیرالمومنین اپنی خلافت مین
خطبہ پڑہتے ہوئے خلفاء ثلثہ کی تعریف اور فضائل بیان فرمایا کرتے تھے اگر وہ بھی تقیہ سے تہا تو ہم پوچھتے
ہین کہ امیرالمنین کیسے شیر خدا تھے کہ بعد انتقال سالہاء سال کے بھی خلفاء کے خوف سے اُنکی تعریف
کرتے تھے افسوس کہ شیر خدا ہو کر مُردون سے خائف ہو علی ابن ابی طالب تو ایسے بزدل و نامرد نہ تھے
کوئی اور علی ہونگے کہ جنکے یہ شیعہ تبع ہوئے ہین اور اُنکی نسبت ایسی ایسی نامردیان بیان کرتے ہین
اور اگر بالفرض والتقدیر اُنکے معتقد اعلی بن ابی طالب ہی ہین تو یہ امور اُنکی طرف نسبت کرنے صرف
اُنکی حماقت ہے کسی نے کیا خوب کہاہے دانا دشمن بہ از نادان دوست مگر انکا بھی کیا قصور ہے
الاناء یرشح بما فیہ جیسے خود ہین ویسی ہین باتین کرتے ہین۔ دیگر وعن جبیر بن مطعم ان امرءۃ
اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمتہ فی شی فامرھا ان ترجع قالت فان لم اجدک کانھا
تقول الموت قال ان لم تجدینی فاتی ابا بکر اخرجہ البخاری و مسلم و الترمذی
و ابو داؤد و ابن ماجہ ترجمہ اور جبیر بن مطعم سے روایت
ہے کہ ایک عورت حضرت کی خدمت مین حاضر ہوی اور کسی امر مین آپ سے گفتگو کی اپنے اُسکو فرمایا
کہ پھر آنا اسنے کہا اگر مین آپکو نہ پاؤن گویا یون کہتی تھی کہ اگر آپ کی وفات شریف ہو جائے آپنے
فرمایا اگر تو مجکو نہ پاوے تو ابو بکر کے پاس آئیو روایت کی اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور
اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔

سوال دوم از جانب شیعہ

اجماع اہل حل عقد کی صفت بیان کیجئے۔

جواب سوال دوم۔ اجماع اہل حل وعقد کی حقیقت۔ اور صفت تو اتنی ہی ہے کہ سب اہل حل

اہل حل وعقد ایک بات پر متفق ہوجائین اُسمین پوچھنے ہی کی کونسی بات ہے جو حضرتنے سُنیون کو
دہمکارا ہان یہ پوچہنا مد نظر ہے کہ اہل حل اور عقد کسکو کہتے ہین تو اسکا جواب ہم سے لیجئے آدمی دو قسم
کے ہوتے ہین ایک ہم جیسے بسیر و سامان نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسیکے ایک وہ لوگ جو تہوک دار ہوتے ہین
جیسے آپ تو رئیس یا چودہری کم سے کم ایسے سمجہو جیسے دیو بندکے منڈ جنکے کسی کام مین کہڑے ہوجانیسے
دس آدمی کہڑے ہوجائین بٹہہ جانیسے دس آدمی بیٹہہ جائین سو ایسے آدمیون کو اپنی اپنی حیثیت
کے موافق اہل حل وعقد کہتے ہین حل کے معنی کہولنا عقد کے معنی باندہنا سو یہ لوگ بھی ایسے ہی ہوتی
ہین کہ انکے باندھنے بندہتی ہے کہولے کہلتی ہے ایسے لوگ اگر کسیکے ساتہہ عہد وپیمان کرلیتے ہین تو انکے
ذریعہ اور اُنکے موںہہ دیکہنے والون اور پیچہے چلنے والون اور تابعدارونکے ذمہ بھی وہ عہد لازم ہوجاتا ہے
علے ہذالقیاس اگر کوئی پیر یا کوئی مدرس کسی سے کچہہ عہد یا پیمان کرے تو اُسکے مریدون اور شاگردون
کے ذمہ بھی اسکی وفا لازم ہے چنانچہ مشاہدہ اور تجربہ سے بھی عیان ہے کہ سارے جہان مین
یہی دستور ہے اور اس قانون کو ہرایک نے تسلیم کررکہا ہے یہانتک کہ اگر دو بادشاہون
مین لڑائی لڑائی کے بعد صلح ہوتی ہے تو وہ لڑائی اور صلح ہر ہر سپاہی اور ہر ہر منشی
کی صلح اور لڑائی سمجھی جاتی ہے مگر اہل عقل پر واضح ہوگیا ہوگا کہ جس قافلہ کا افسر کسی سے
کچہہ عہد وپیمان کرے گا تو وہ عہد وپیمان اُسکی اتباع اور تابعدارون کے ذمہ لازم ہوگا ایک کا
عہد وپیمان دوسرے کسی قافلہ کے افسر یا اُسکے اتباع وخدام کے ذمہ لازم ہوگا اسسے حضرت
سید الشہداء شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی نسبت اونکو گنجایش حرف گیری نہین کیونکہ وہ بجائی خود ایک
سردار اعظم اور افسر عالم تھے اور ونکی بیعت سے یزید کی بیعت اُنکے ذمہ لازم نہوی تھی جو کوئی
عقل کا پورا جسکو دہتورے کے پینے کی حاجت نہین بوجہ بیعت اہل شام جو یزید پلید کے ہاتہہ پر
کرچکے تھے حضرت امام ہمام پر اعتراض کرے یا مذہب اہل سنت پر آوازہ پہینکے ہان اتنی بات باقی
رہی کہ کبھی بعض بزرگ بوجہہ کمال خاکساری اپنے آپکو سب سے کمتر سمجہکر گوشہ عافیت قبول کرتی
ہین اور اپنی طرف ہرگز گمان نیک نہین کرتے جیسے حضرت امام زین العابدین علیہ وعلی آلہ الکرام
السلام بوجہہ خاکساری بوقت دعا اس قسم کے مضامین کہا کرتے تھے کہ آلہی شیطان نے میری باگ
پکڑ لی ہے اور میرے اوپر غالب آگیا ہے چنانچہ صحیفہ کاملہ مین جو منجملہ کتب معتبرہ شیعہ مین ہے اس

اس قسم کی دعائین موجود ہین سو اس قسم کے لوگ بوجہ خاکساری اپنی بیعت کو ضروری نہین سمجھتے اور اوپر
کے لوگ بوجہہ کمال عقیدہ اُن کی بیعت کو سب سے زیادہ ضروری سمجھتے ہین اُسکی مثال ایسی ہے جیسے
اہل دیوبند اپنے بیمار و نپر کرم کرنے کے لئے حاجی عابد حسین صاحب کا قدم رنجہ فرمانا غنیمت سمجھتے ہین
اور خود حاجی صاحب سے پوچھئے تو بوجہ خاکساری اپنے سے بُرا کسیکو سمجھتے نہین سو ایسی ہی حضرت علی
کے اول بیعت نکرنے کو خیال فرمائے با این ہمہ جہان دوستی اور محبت ہوا کرتی ہے وہان رنج بہی
ہوا کرتے ہین پر اس رنج مین اور اعداء کے رنج مین زمین و آسمان کا تفاوت ہے یہان جوش محبت
ہوتا ہے وہان زور عداوت اول جو حضرت ابوبکر صدیق کو گون نے سقیفہ بنی ساعدہ مین بیعت کے
لئے گہیر لیا اور اسوقت چار و ناچار انکو بیعت کا کرنا ایسی طرح ضرور ہو گیا جیسے بارہا حاجی صاحبکو بوجہہ
منت سماجت اہل دیوبند جامع مسجد کا اہتمام سر پر لینا ضرور ہو جاتا ہے یا مولوی محمد یعقوب صاحب
کو باوجود اس شدت انکار کے وعظ کا فرمانا تو اُسوقت حضرت علیؓ کو انسے ایسا رنج ہو گیا جیسے دیوبند
کی شادیون غمیون مین کسی بیخبری کے باعث بہائی روٹہہ جاتے ہین تہوڑے ہی دن گزرے مولوی
ذوالفقار علی صاحب کے بڑے صاحبزادے کی شادی مین برادری کے بہائی اتنی بات پر روٹہہ گئے
کہ کہانے کا انتظام طالبعلمون کے کیون سپرد کر دیا یہ کام ہم سے کیون نلیا سو جیسے ان صاحبونکو
خدانخواستہ مولوی صاحب سے کچہہ رنج نتہا ہان ناز برداری ہے کہئے اسلئے تہوڑے سے تملق کے بعد
شیر و شکر کی طرح رل ملکر ولیمہ کا کہانا نوش فرما گئے اور اس سب کے تدارک و تلافی مین اتنی بڑی
عزت لیگئے ایسے ہی حضرت علیؓ کو خیال فرمائے اس ظاہر کی بے اعتنائی پر جسمین واقع مین ایسی ہی
بے اختیاری تہی جیسے مولوی صاحب کی بے اعتنائی کہ کچہہ جان بوجہہ کر بہائیون کی ضد سے نہ تہی
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق سے رنج ہو گیا سو وہ رنج نہ تہا ناز محبت تہا اس لئے
حضرت ابوبکر صدیق کے عرض حال کے بعد وہ رنج مبدل بخوشی ہو گیا اور علی الاعلان یہ فرمایا کہ ہمکو
ابوبکر صدیق کے فضائل مین کلام نہین انکی بزرگی کا رشک نہین ہان ہمکو یہ اُمید نہ تہی کہ بیعت کے
وقت ہمکو پوچہنے کے بہی نہین اور پہر مجمع عام بیعت کی ادہر حضرت ابوبکر صدیق نے وہ قدر شناسی کی کہ
کاہیکو ہوتی ہے منبر پر کہڑے ہو کر بقسم یہ کہا کہ مجکو جتنی قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس و لحاظ
اور اُنکے ساتہہ محبت ہے اتنا اپنی قرابت کا پاس و لحاظ نہ اتنی اُنکی محبت اور اپنا عذر بیان کیا غرض

مثل شیر و شکر دونون ایک ہوگئے وہ مثل ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ تو راضی ہوگئی پر ایر اغیرا پچکلیان
راضی نہین یہ تحقیق موافق مذہب اہل سُنت تھی پر موافق اصول شیعہ انکا اور جواب ہے یعنی اول
اول حضرت علی کا ارادہ ہی تہا کہ بیعت کیجئے اپنا حق کسیکو کیون دیدیجے مگر آخر کار موافق سنت حکدوند
نعوذ باللہ بداء واقع ہوا یعنے یہ سمجہہ مین آیا کہ حق میرا نہین اس منصب کا مستحق مین نہین ابو بکر
ہین اور کیونکر نہ سمجھتے شیعونکی مانند بدفہم تو نہ تھے جسکو خدا تقی کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امام نماز بنائین پنج ساری خلیفہ مقرر کرین وہ ہی خلیفہ نہو تو اور کون ہو دُنیا مین تین ہی حاکم ہین
خدا رسول یا تیسرے پنچ جسے شریعت مین اجماع کہتے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تو ایک بھی
نتہا بہر حال اول سے معتقد خلافت خلیفہ اول کہو یا بعد مین سمجھو حضرت علیؓ کی شریک بیعت ہونے مین
کچہہ شک نہین باقی یہ عذر پوچ کہ تقیہ تہا ابو بکر صدیق حضرت عُمر کی زبردستی تھی قدر دانان مرتضوی
کے سامنے گوزشتر کے بہاؤ بکتا ہے اس متاع بے بہا اور گوہر یکتا کو ٹریا مین باندہکر رکھ چھوڑئے لکھنو
کی تو اپی جب کبھی مجال ہوگی کام آئے گا غضب نہین شیر خدا کو گیدڑ سے ہی پرے کر دیا اور شاہ مردان
کو عورتونسے بھی زیادہ بیغیرت بنا دیا صاحبزادے ایسے غیرتمند کہ عراق کی تیس ہزار فوج جرار و کرار
سے نیچے جان نازنین پر کھیل گئی خانمان کو غارت کرا دیا عزت دُنیا کو خاک مین ملا دیا پر اپنی بات
سے نہ ٹلے اور اُدہر سے فقط اتنی درخواست کہ ایک بیعت کرلو پھر جو چاہو سو کرو اگر یہی تقیہ تہا تو کسکے
لئے تہا باپ کو چاہئے تہا کہ بیٹے سے دو چار نمبر زیادہ ہی رہتے پھر اس قصہ اور اس قصہ مین زمین آسمان
کا نہین نرید فقط دشمن دُنیا ابو بکر و عمر حسب مقولہ شیعہ دشمن دین اسلئے تبرّا کے وقت انہین کو
نشانہ بناتے ہین اور اپنی تعریفین انکی شان مین سُناتی ہین اور اس غیرت اور بیغیرتی کی بات بھی جانے
دو حکم خدا ابھی یہی ہے کہ خدا کی راہ مین جان پر کہیل جائے غرت کا پاس نکرے کسی کے بہلا بُرا کہنے
سے نہ ڈرے چنانچہ اچھے بندونکی تعریف مین فرماتے ہین۔ یجاھدون فی سبیل اللہ ولا
یخافون لومۃ لائم جسکے یہ معنے ہین کہ خدا کی راہ مین جہاد کرتے ہین اور کسیکی ملامت سے نہین
ڈرتے اس سے ہر کوئی سمجہہ گیا ہوگا کہ اچھو نکو نہ خوف جان چاہئے نہ پاس آبرو ایسے ہی صحابہ کو
فرماتے ہین۔ وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما
ضعفوا وما استکانوا جسکے یہہ معنی ہین بہت سے ایسے نبی گزرے ہین جنکے ساتہہ ہوکے بہت سے اللہ والون

نے کافرونسے جہاد کیا انسپر نہ وہ شست ہوئے نہ ہارے نہ گہبرا کر کافرون کی سامنے لجاجت کرنے لگے سو
آپ ہی فرمائے تقیہ مین سوا ان تین باتون کے اور کیا ہوتا ہے ہان اگر کلام اللہ مین کہین ہی نامردون
اور کم ہمتون اور بیغیرتون کی تعریف ہوتی تو یون ہی سہی اور اگر یہی سچ ہے کہ خدانخواستہ تقیہ
تہا تو پہر اگر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو امام کیا ہی ہوگا تو خدا نے معزول کردیا کیونکہ ایسے
جان کے بچانے والون سے آگے کو کیا امید اور بنظر امید ہائے دور دراز شیخین کو خلیفہ کردیا شئیہی
سچ معلوم ہوتا ہے کیونکہ الحمد اللہ ویسا ہی ظہور مین آیا روم و شام اور کنار ایرا انکو ہی مسلمان کردیا

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

مجتمع ہونا فضلات و امرا اور رؤساء اور علما کا اجماع اہل حل وعقد کہلاتا ہے یعنے ایسے لوگ مجتمع
ہون جنکے باندہے بندہے اور کہولے کہلے چنانچہ حضرت عمرؓ و دیگر مہاجرین اور انصار تھے کہ جن لوگون
نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت خلافت کی اور وہ ہی بیعت تاحیات حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بلامنازعت
تنازع و بلا انکار منکر قایم رہے اور تمام اہل حل وعقد کا مجتمع ہونا ضرور نہین ہان اکثر کا اجتماع ضرور ہے
تاکہ للاکثر حکم الکل ہوجاے جیسا کہ خلفاء اربعہ کی خلافت کے باب مین ہوا اور ابو بکر کی خلافت وفضیلت
کا کوی ہی منکر نہ تہا حتی کہ تاریخ طبری مین لکہا ہے کہ امام باقرؓ نے فرمایا کہ لست بمنکر فضل ابی بکر و فضل عمر
ولکن ابا بکر افضل من عمر ترجمہ مین حضرت ابو بکر کی بزرگی کا منکر نہین ہون اور نہ حضرت عمر کی بزرگی
کا منکر مگر ابو بکر افضل ہین عمر سے۔ اخرج ابو القاسم عن عبد خیر صاحب لواء علی ان علیا قال لا اخبرکم
و بابل من یدخل الجنۃ من ہذہ الامۃ بعد نبیہا فقیل کہ بلی یا امیر المومنین قال ابو بکر ثم عمر قبل فتدخلا نہا قبلک یا امیر المومنین فقال علی اے والذی فلق الجنۃ و برا النسمۃ لیدخلا نہا و انی لمع معاویۃ
موقوف فے الحساب فائدہ افسوس ہے کہ حضرت علی اور امام باقر تو ابو بکر صدیق کی یہ کچھ فضیلت
فرمائین حتیٰ کہ حضرت عمر پر بہ تصریح تمام فوقیت دین اور روافض خذلہم اللہ انکے خلافت سے منکر ہون
اور انکے کیا منکر ہین بلکہ اپنے ائمہ سے منکر ہین۔

سوال ۳ از جانب شیعہ

حضرت ابو بکر کی خلافت پر جو اجماع ہوا وہ بموجب طریقۂ معینہ اسلام کے واقع ہوا یا نہین۔

جواب سوال سوم واقعی حضرت ابو بکر کی خلافت پر ایسا اجماع ہوا جیسا اہل اسلام مین

چاہئے بلکہ کسی اور بات مین ایسا اجماع ہوا ہے نہین یہانتک کہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب متفق ہو گئے حضرت علی نے جب دیکھا کہ میری بیعت نکرنے سے لوگونکو یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت علی ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق نہین جانتے خود حضرت ابوبکر صدیق کو بلاکر تنہا شکوہ شکایت دوستانہ کرکے وعدہ بیعت کیا اور اگلے روز مجمع عام مین آکر بیعت کی اگرجی مین نہ تہی تو اُسوقت تک کسینی خدا نخواستہ گلے پر چُھری نرکہی تھی اور رکھتے بہی تو کیا تہا امامون کی موت موافق عقیدۂ شیعہ اور شہادت کلینی اونکے اختیار ہے باقی شیعونکا یہ رانڈرون کا سارونا کہ۔

یون گلے مین رسّی ڈالکر لائے اور یون ظلم وستم کیا شیطانی خواب ہے

جن حضرت علی کا ہم ذکر کرتے ہین وہ دس یا پانچ سے تو کیا سارے جہان سے بہی ادرچنیوالی ہو

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

اجماع خلافت حضرت اَبُوبکر پر بطریق معینہ اسلام ہی ہوا کیونکہ اجماع دین مین اکثر علماء دین دارون اور مسلمانونکا معتبر ہے جیساکہ صاحب آیات بنیات باقرار علماء شیعہ لکہتا ہے قولہ یہ امر کہ سب مسلمانون نے جو اُسوقت تھے حضرت اَبُوبکر سے بیعت کی باقرار علماء شیعہ ثابت ہے جیساکہ شریف مرتضے کے قول سے ظاہر ہے جو بحار الانوار کی جلد ۳ مین منقول ہے جسکا ترجمہ مجتہد صاحبنے باین الفاظ فرمایا ہے جمیع مسلمانان با بوبکر بیعت کردند واظہار رضا وخوشنودی باوہ سکون و اطمینان نبوئے اونمودند وگفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ وخارج از اسلام است سبحان اللہ کیا دین اور ایمان ہے حضرات شیعہ کا کہ حضرت صدیق اکبر کی عداوت سے دین محمدی کو باطل کرتے ہین اور چار لاکھ مسلمانون کو جو مہاجرین اور انصار اور مجاہدین تھے اور جنمین بنی ہاشم اور اہل بیت نبوی بہی داخل تھے اُن سبکو صراحۃً وکنایۃً کافر بناتے ہین نعوذ باللہ من ذلک انتہی مین کہتا ہون کہ اجماع اہل حل وعقد کا یہ ہوا کہ اسقدر لوگون نے متفق اللفظ ہوکر بخوشنودی تمام حضرت اَبُوبکر سے بیعت قبول فرمای اور اسمجگہ اولی الالباب کے لئے غور کرنے کا مقام ہے کہ جب صاحب بحار الانوار کہ جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے بزبان فارسی جمیع مسلمانان با بوبکر صحیح بیعت کردند واظہار رضامندی الخ کیا ہی لکہتا ہو حضرات شیعہ اگرحیادار ہون تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کیونکہ ہم کہتے ہین کہ جب جمیع مسلمانان نے بخوشنودی تمام حضرت اَبُوبکر سے بیعت قبول کرلی تو حضرت علی رضی اللہ

عنہ بھی تو مسلمانون مین ہی شامل ہین ورنہ یا بحار الانوار جو نہایت معتبر کتاب ہے اور مجتہد صاحب کی تکذیب کرو یا نعوذ باللہ حضرت علی کرم اللہ کو جمیع مسلمان مین سے استثنا کرو یا موجب عبارۃ بحار و ترجمہ مجتہد کے تم خود بدعتی اور خارجی ہو فقط۔

سوال چہارم از جانب شیعہ

اجماع اہل حل و عقد جو اوپر خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے واقع ہوا ہے اُس مین کون کون سے فضایل حضرت ابوبکر صدیق رض کی قابل امامت کے دیکھے

جواب سوال چہارم جتنی باتین خلیفہ مین چاہیین سب خلیفہ اول مین موجود تھین اعلم الناس افضل الناس اسمح الناس اتقی الناس ازہد الناس ارحم الناس اعدل الناس اور سوا اسکی جتنے وصف شیعون نے خلافت کے لئے تجویز کئے ہین سب اُن مین تھے سند مطلوب ہو تو جواب سوالات سوم کو منجملہ جواب سوالات اربعہ کے جو اُن ۲۸ جوابون کے ساتھہ مرسل ہے ملاحظہ فرمایئے۔

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

فضل ابوبکر رض کا صحابہ کے نزدیک منجملہ متواترات تہا اور بہت سی احادیث اُنکی افضیلت کی زبان زد تھی چنانچہ جو احادیث کہ فضایل حضرت ابوبکر صدیق رض کی سوال جواب اول مین مذکور ہوئین وہ ہی فضایل موجب خلافت ہوئے اور ماسوا اُنکے اور فضایل لاتعد ولاتحصی ہین بخوف طوالت کے ذکر نہین کیا نقل مشہور ہے آدمی کے لئے ایک بات کافی ہے اور عاقل کو ایک اشارہ بس ہے اور آیات قرانی سے بھی فضایل بیشمار ثابت ہوتے ہین منجملہ اُنکے یہ آیت ثانی اثنین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا ترجمہ دوسرا دو مین کا جب دونون غار مین تھے جسوقت کہ اپنے ساتھی سے کہتا تہا غمگین مت ہو اللہ ہمارے ساتھہ ہے **فائدہ** اسمین دوسرے کا احتمال ہی نہین اول تو ابوبکر کو رسول اللہ صلعم کا صاحب فرمایا دوسرے معیت خداوندی مین رسول اللہ صلعم کے شامل کیا سبحان اللہ وصل علی اُس شخص کی بزرگی پر جسکے ساتھہ خداوند دوجہان ہو ایک ذرہ کیا اگر اس سے تمام عالم باغی ہو جائے تو بھی کیا ہو سکتا ہے ایسے شخص سے منحرف ہونا اپنی ذات بتانی ہے اور دوسری آیت لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا ترجمہ برابر نہین ہو سکتے تم مین سے وہ لوگ جنہون نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا یہ لوگ

مرتبہ مین بہتسے بڑے ہین اُن لوگون سے جنہون نے خرچ کیا بعد فتح کے اور جہاد کیا اور قتال کرنا قبل
فتح کے حضرت ابوبکرؓ کا بے انتہا روایات سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے عن علی انہ قال ایہا الناس اخبرونی باشجع الناس قالوا لا نعلم فمن
قال ابوبکرؓ لقد رایت رسول اللہ علیہ وسلم واخذ قریش فہذا یجبہ
وہذا یتلتلہ وہم یقولون انت الذی جعلت الالہۃ الہا واحدا قال فواللہ
مادنی منا احد الا ابوبکر یضرب ہذا ویجبی ہذا ویتلتل ہذا وہو یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ثم رفع علی بردۃ کانت علیہ فبکی حتی ابتلت لحیتہ ثم قال
رفع علی بردۃ امومن ال فرعون خیر من ابوبکر فسکت القوم فقال الا تجیبونی فواللہ لساعۃ
من ابوبکر خیر من مثل ال فرعون وذلک رجل یکتم ایمانہ وھذا ۱۱ ترجمہ حضرت علی سے
روایت ہے اُنہون نے کہا اے لوگو مجکو بتلاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے لوگون نے کہا ہم تو
نہین جانتے آپ ہی بتلائے کون ہے کہا ابوبکرؓ ہین مینے رسول اللہ صلعم کو دیکہا ہے جب کہ قریش
ایذا دیتے تھے کوئی آپ کو پیٹھ کے بل گراتا تہا اور کوئی منہ کے بل اور یہ کہتے جاتے تھے تو ہی ہے وہ شخص
کہ بہت سے معبودونکو ایک ٹہرایا حضرت علی کہتے ہین قسم اللہ کی ہم مین سے سوا ابوبکر کے اور کوئی
حضرت کے قریب نہوا ابوبکر کسکو مارتے تہے کیسکو کمر کے بل گراتے تھے اور کسیکو پیشانی کے بل اور یہ کہتے تھے
خرابی ہو تمہاری لئے کیا مارتے ہو تم ایسے شخص کو جو کہتا ہے پروردگار میرا اللہ ہے پہر حضرۃ علی نے
اپنی چادر جو اوڑہ رہے تھے اُٹہائی اور روے یہانتک کہ ریش مبارک تر ہوگئی پہر کہا قسم دیتا ہون تمکو
ساتہہ اللہ کے آیا مومن آل فرعون کا بہتر ہے یا ابوبکر اسپر لوگ چپکے رہے آپنے کہا مجہکو جواب کیون نہین
دیتے قسم ہے اللہ کی البتہ ایک ساعت ابوبکر کی بہتر ہے مومن آل فرعون جیسے شخص سے وہ تو ایسا
شخص تہا کہ ایمان اپنا پوشیدہ رکہتا تہا اور یہ ایسا شخص ہے کہ اپنے ایمان کو ظاہر کیا دیگر حدیث
محبوب سبحانی مع آیت قرآنی ؛ عن ابی جریج قال ان ابا قحافہ سب النبی صلعم فصکہ ابوبکر صکۃ فسقط
فذکر ذلک للنبی صلعم فقال یا ابوبکر فقال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ فنزلت لا تجد قوما
یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کان اباءہم ترجمہ ابن جریج سے
روایت ہے کہ ابوقحافہ نے رسول اللہ صلعم کو بُرا کہا اسپر ابوبکر نے ایک طمانچہ ابوقحافہ کے مارا

کہ ابو قحافہ زمین پر گر پڑے پھر حضرت نے اُسکا ذکر فرمایا کہ ابو بکر کیا تو نے ایسا کیا کہا قسم اللہ کے اگر میری
پاس تلوار ہوتی تو بیشک اُسکے قتل کر ڈالتا تب یہ آیت نازل ہوئی نپا دیگا تو اُس گروہ کو جو اللہ پر ایمان
لائے ہین اور قیامت کے دن پر کہ دوست رکہین وہ اُن لوگونکو جو اللہ رسول سے دشمنی رکھتے ہین
اگرچہ اُنکے باپ ہی کیون نہون دیگر واقعہ غزوہ احد مین مذکور ہے کہ ابوسفیان نے ندا کی ہل
فی القوم محمد وہل فے القوم ابن ابی قحافہ وہل فے القوم ابن الخطاب ترجمہ ایا محمد قوم مین موجود
ہے آیا قوم مین ابو قحافہ کا بیٹا ہے آیا قوم مین عُمر بن خطاب ہے فائدہ اسکا پوچھنا اس غرض
سے تہا کہ اگر خدانخواستہ یہ اشخاص نہ ہوئے تو ہمارا کام بن گیا اور ہم نے میدان جیت لیا اِس سے
معلوم ہوا کہ کفار کی آنکہون مین بھی یہ ہی لوگ اسی ترتیب سے کہٹکتے ہین۔

سوال ۵ از جانب شیعہ

آیا کوئی فضیلت حضرت ابو بکر صدیق مین ایسے تھے جو حضرت علی مرتضی مین نہ تھی۔

جواب سوال پنجم۔ اس سوال کا اگر یہ مطلب ہے کہ اوصاف حمیدہ مین سے کوئی ایسا وصف
تبلاؤ جو حضرت ابو بکر صدیق مین اور حضرت علی مین نہو تو ہم نہین کہہ سکتے کہ فلانی خوبی انمین تھی
اُنمین نہ تھی پر اس سے سائل کو کوئی نفع نہین اگر دو شخصون مین برابر اوصاف ہون تب جسے خلیفہ
بنا دین بجا ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ کمی بیشی کا فرق تبلاؤ تو یہ ہمارا ذمہ ہے مگر ہم جواب سوم مین
منجملہ جوالات اربعہ مین بالاجمال اسکا جواب دے چکے ہین الغرض اوصاف مین بلکہ تمام اوصاف مین
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ سے بڑہکر تھے اس مین حضرت علی ہون یا اور کوئی چنانچہ خود حضرت علی
ہی فرماتے ہین کہ سب مین افضل حضرت ابو بکر ہین سند مطلوب ہو تو بخاری مین دیکہہ لیجئے تروانہ محمد بن
الحنیفہ فرزند ارجمند حضرت شیر خدا یہ روایت موجود ہے بالجملہ ادر اور عالم تھے تو ابو بکر اعلم تھے اور
زاہد تھے تو ابو بکر زاہد تھے اور راحم تھے تو ابو بکر ارحم تھے علی ہذا القیاس۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

چند فضائل تو درباب خلافت مذکور ہو ہی چکے اور دیگر فضائل بھی بہت ہین مثل قصہ اُس رات
کے جس رات کو تو حضرت صلعم بقصد ہجرت غار مین تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر کا یہ حال ہوا
کہ سب عیال واطفال کو کفار مین چہوڑ کر حضرت کے ہمرکاب ہوئے اور باوجود تلاش شدید داد و دہش

کفار کے حضرت کے ساتھہ غار مین رہے اور اُس غار مین حضرت کے آرام کے لئیے اپنا کپڑا پہاڑ کر سانپ
بچھو ونکے سوراخون مین دیا جب کپڑا نہ رہا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا اُسپر اپنا پاؤن لگا کر بیٹھہ گئے
اور حضرت اپنے سر مبارک کو حضرت ابو بکر کے زانو پر رکھ کے بے فکر ہو کر آرام فرمانے لگے اس اثنا مین
حضرت ابو بکر کے پاؤن مین چند بار سانپ نے کاٹا پر حضرت خلیفہ نے بسبب خیال بے آرامی حضرت
رسول اللہ صلعم کے کچھہ دم نہ مارا حتی کہ بے اختیار حضرت خلیفہ کے آنسو جاری ہو کر رسول اللہ
صلعم کے چہرہ مبارک پر گرے حضرت نے فوراً بیدار ہوتے ہی کیفیت پوچھہ کر اپنا لب مبارک لگا دیا فوراً
شفا ہو گئی منصفو نکو اتنی ہی بات فرق مراتب کے لئیے کافی و وافی ہے کہ حضرت علی کی آنکھون مین
بوقت بھیجنے خیبر کے رسول مقبول نے لب مبارک لگایا اور حضرت ابو بکر کے پاؤن مین دوسرے یہ کہ حضرت
امیر المومنین کی آنکھونمین بغرض خیبر بھیجنے کے لب لگایا اور حضرت ابو بکر کے پاؤنمین بغیر ضا نہ کہ ماسوائے
فرط محبت کے دوسری وجہ نہ تھی اور اس واقعہ ہجرت مین سواری حضرت ابو بکر کی معرفت تیار ہوئے
زاد راہ اُنکے گہر لیکا غلام انکا غار مین دودہ لاتا تہا بیٹا انکا خبر کفار کی تمام دنکی منصوبے رات کو
آکر سناتا غلام ابو بکر کا رفیق راہ تہا اجیر انکا رہبر تہا غرض کہ سفر ہجرت کو رفاقت صدیقی ہر طرف سے
گہیرے ہوئے تھی ماسوا ابو بکر کے رسول اللہ صلعم کو کمر پر لے کے کون ہاتہون کے بل پہاڑ پر چڑہا
تہا اور کسکی طرف سے ایسی ایسی مددین پہونچین **شعر** دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست ؛ در
پریشان حالی و درماندگی ؛ اور منجملہ فضائل کے گفتگو کرنا حضرت ابو بکر صدیق کا یوم بدر و یوم
حدیبیہ کے اور رونا حضرت ابو بکر بسبب غایت راز دانی کے بوقت فرمانے رسول اللہ صلعم کے
ان عبداً خیرہ اللہ تعالی بین الدنیا والآخرۃ ترجمہ اللہ تعالے نے اپنے بندہ کو اختیار دیا
چاہئیے دُنیا پسند کرے چاہے آخرۃ ؛ اور خطبہ پڑہنا حضرت ابو بکر کا بعد وفات رسول اللہ صلعم اور
تسکین دینا لوگونکو اور کہڑا ہونا مقدمہ بیعت مین واسطے خیر خواہی مسلمین کے پھر اہتمام کرنا جیوش
بھیجنے کا حسب ارشاد رسول مقبول کے ملک شام کی طرف اور قتال کرنا مرتدین سے اور حضرت صلعم
کا انت عتیق اللہ من النار فرمانا اور طبرانی نے عمدہ سند سے کہا ہے اخرج الطبرانی
بسند جید صحیح ترجمہ حکیم بن سعد قال سمعت علیاً یقول ویحلف لانزل اللہ
اسم ابی بکر من السماء ترجمہ حکیم بن سعد سے روایت ہے کہا سنا مین نے علی کو کہتے تھے اور

اور قسم کہاتے تھے کہ بیشک اللہ نے حضرت ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے اُتارا ہے۔ غرضکہ صدیق نام پانا اور جبل احد کو حضرت صلعم کا فرمانا اسکن یا احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان اور سب مسلمانون کا متفق ہو کر خلیفہ اول بنانا اور اور لکہو کہا فضائل ہین کہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہین خدا کا فضل ہے اہل سنت جماعت کی کتابین بہت ملتی ہین حضرات شیعہ کی کتابونکی طرح مفقود ومحجوب نہین اگر کچھہ سلیقہ کتاب بینی کا ہے تو دیکھہ لیجیے ورنہ خواہ مخواہ دخل در معقولات نہ دیجے اور بحث و مباحثہ کا ٹانگ نہ توڑئے اور اگر ہماری کتابون کے دیکھنے کا شعور نہین تو اپنی ہی کتابین دیکھکر ذرا تو شرمندہ ہوجیے دیکھو کشف الغمہ کہ جو تمہارے یہان نہایت معتبر ہے تمہارے کیسے پترے کہولتی ہے سئل الامام ابو جعفر عن حلیۃ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق بسیفہ فقال الراوی وتقول ھکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرۃ ترجمہ امام ابو جعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ تلوار کو زیور لگانا یعنی سونے چاندی سے آراستہ کرنا آیا جایز ہے آپ نے فرمایا ہان ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو زیور سے آراستہ کیا کہا راوی نے تم ایسا کہتے ہو یہ سُنکر امام اپنی جگہہ سے کود کر اُٹھے پہر فرمایا ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق پہر جو شخص اُنکو صدیق نہ کہے اللہ اُسکی بات دُنیا اور آخرت مین سچی نکیجیو غور کرنے کا مقام ہے کہ اول تو خود بخود امام محمد باقر نے حضرت ابوبکر صدیق کو صدیق فرمایا دوسرے اُن کے فعل کی سند ذکر فرمائی چونکہ سائل رافضی تہا اُس نے تعجب سے کہ کیا آپ بھی صدیق فرماتے ہین حضرت امام محمد باقر یہ لفظ سُنتے ہی طیش مین آکر کہڑے ہوگئے اور فرمایا ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق جو اُسکو صدیق نہ کہے اللہ اُسکو دین و دُنیا مین سچا نکرے اے حضرات امامیہ اسوقت مین تم سے بطور رازداری کے پوچھتا ہون خدا کے لئے سچ تو بتاؤ کہ تمہارے ایمہ تو اسقدر حضرت صدیق کے محب و متبع ہین تم کیسکے پیرو ہوئے ہو اور امامون تک سے بھی کیون تقیہ کر رکہا ہے اور ایک نصیحت بہ نظر دوستانہ کہتا ہون کہ صاحب الحیاء والایمان سے اعراض نکرو تاکچھہ حصہ حیا کا تمکو بھی مل جائے۔

سوال ۶- از جانب شیعہ

حضرت علی مرتضی مین کون کون ایسے فضایل ہین جو حضرت ابوبکر یا دیگر صحابہ مین نہ تھے؟

جواب سوال ششم اس سوال مین سوال پنجم ہی کو الٹ لیا ہے سو اسکا جواب بھی اُسی کے جواب مین موجود ہے

علیحدہ باب الصدیق

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

معلوم رہے کہ جمیع صحابہ مین فضائل جزئیہ مین یہ تفاوت موجود ہے کہ ایک بات ایک ہے اور دوسرے
مین نہین اسی قیاس پر حضرت علیؓ مین دامادی کی فضیلت ہے جو حضرت ابو بکر مین نہ تھی عثمان رضی اللہ عنہ
مین دوہری پائی جاتی تہی اور بروقت ہجرت رسول اللہ صلعم کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس مکان
مین تنہا رہنا بیشک فضیلت ہے لیکن حضرت ابو بکرؓ کا رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب ہو لینا کچھ کم نہین
بلکہ باین وجہ زیادہ ہے کہ بوجہ حمایت رسول اللہ صلعم خاصمتہ کفار کو حضرت صدیق سے زیادہ تہی
کیونکہ جتنا کوئی اپنے دشمن سے مرتبط ہوتا ہے وتنا ہی خار گزرتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی
اول تو بسبب کم عمری کے کچھ مزاحمت نہ تھی دوسرے یہ کہ جسحال مین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
حضرت صلعم کے ہمراہ نہ تھے پھر اُنسے کیا پرخاش تھی اسی لئے انکو بھی کچھ نہ کہا اور حضرت صدیق رضی
اللہ عنہ کے گہر جاکر اُنکے بیٹے بیٹی اسما کے طمانچہ مارا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھی بہت فضایل
ہین چنانچہ رسول اللہ صلعم نے غزوہ تبوک نہ لیجانے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ملال یہ کہکر دور
کیا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی من بعدی اخرجہ
بن ابی وقاص ترجمہ کیا تو اسبات سے راضی نہین ہوتا کہ تو میری نسبت ایسا ہو جیسے حضرت ہارون
موسی کی نسبت تھی سوا اسکے کہ وہ نبی تھے میرے بعد نبی نہین ؛ اور فتح خیبر کے لئے یہ کہکر جھنڈا
حضرت نے امیر المومنین کو مرحمت فرمایا لاعطین الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ اخرجہ احمد والبزار عن سہیل بن سعید ترجمہ البتہ دونگا
مین جھنڈا کل کو اس شخصکو کہ اللہ تعالے اُسکے ہاتھ سے فتح دے گا دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو
اور اس کے رسول کو اور اللہ اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین۔ اور ایک یہ فرمانا من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ الترمذی عن ابی سریحۃ او زید بن ارقم اور اہل بیت مین
دعا کرکے داخل کیا جو قصہ عبا مشہور ہے اور مواخات کے وقت یہ فرمایا انت اخی فی الدنیا
والاخرۃ اخرجہ الترمذی عن ابن عمر ترجمہ میرا بہائی ہے دُنیا
اور آخرۃ مین اور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وغیرہ ذلک اخرجہ الترمذی
والحاکم علی ترجمہ مین شہر علم کا ہون اور علی اسکا دروازہ ہے ؛ فضائل بے انتہا ہین لیکن

ایسے فضایل جزیۂ خلفاء اربعہ مین بلکہ اکثر صحابہ مین پائے جاتے ہین بخوف درازی عجالہ کے ذکر نہین
لئے اور فضیلت جزودی سے فضیلۃ کلی ثابت نہین ہوتی جیسے حضرت عُمر رضی اللہ کی شان مین یہ حدیث
وارد ہوئی ہے۔ اخرج الترمذی عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ واخرج الترمذی والحاکم وصححہ عن
عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لوکان نبی من بعدی لکان عمر
ترجمہ ترمذی نے ابن عُمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ نے کیا حق کو عُمر کی
زبان پر اور اُسکے دل پر اور روایت کی ترمذی اور حاکم نے اور تصحیح کی اُسکی عقبہ بن عامر سے کہا فرمایا
رسول اللہ صلعم نے اگر ہوتا نبی میرے بعد تو البتہ عمر ہوتا۔ اور جیسے حضرت عثمان بن عفان کی
شان مین وارد ہوئین اخرج الشیخان عن عائشۃ ان النبی صلعم جمع ثیابہ حین
دخل عثمان وقال الا استحیی من رجل تستحیی منہ الملئکۃ اخرج الترمذی عن ا
انس والحاکم وصححہ عن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان الی النبی صلعم
بالف دینار فی کمہ حین جہز جیش العسرۃ فنثرہا فی حجرہ فجعل رسول اللہ صلعم
یقلبہا ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین واخرج الترمذی
عن انس قال لما امر رسول اللہ صلعم ببیعۃ الرضوان کان عثمان بن عفا
ن رسول رسول اللہ صلعم الی اہل مکۃ فبایع الناس فقال النبی صلعم ان
عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکا
ید رسول اللہ صلعم لعثمان خیر من ایدیہم لانفسہم ترجمہ امام بخاری اور مسلم
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے درست
کئے جب آپ کے پاس عثمان آئے اور آپ نے فرمایا کیا شرم نکرون مین اُس شخص سے کہ جس سے
فرشتے شرم کرتے ہین ترمذی اور حاکم نے انس سے روایت کی ہے اور تصحیح کی اُسکی عبد الرحمن بن
سمرۃ سے کہا آئے عثمان نبی صلعم اللہ کے پاس ہزار دینار لیکر جب کہ جیش العسرت کا سامان کیا
اور لاکر آپ کے گود مین ڈالدئے رسول اللہ صلعم اُن دینارونکو اُلٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے
نقصان نہین کرتا عثمان کو کوئی عمل بعد کا آج کے دن کے دوبارہ فرمایا اور روایت کی ترمذی نے

انس سے کہا جب کہ حکم فرمایا رسول اللہ صلعم نے بیعت رضوان کا تو عثمان بن عفان حضرت کی طرف سے مکہ والونکے پاس قاصد گئے تھے لوگون نے حضرت سے بیعت کر لی آپ نی فرمایا کہ عثمان اللہ اور رسول کے کام کے واسطے گئے ہین اور اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مارا سو رسول اللہ صلعم کا ایک ہاتھ جو حضرت کے واسطے تھا بہتر تہا اور لوگون کے ہاتھون سے جو اُن کے لئے تھے۔ **غرضکہ** اکثر احادیث فضائل مین وارد ہوئی ہین کہ وہ فضائل ایک دوسرے مین نہین پائے جاتے فضائل جزیئہ سے علو مرتبہ نہین ہوتا ہان جس طرح اجماع امتہ خلافت پر مرتبہ بمرتبہ چلا آیا ہے اُسی طرح فرق مراتب بھی ہے کیونکہ مجموعۂ فضائل سے فضیلت کلی حاصل ہوتی ہے۔

سوال ۷ از جانب شیعہ

سوای حضرت مرتضیٰ کے کسی اور صحابہ کے لئے کبھی رد شمس واقع ہوا؟

جواب سوال ہفتم

آفتاب کا غروب ہو کر پھر نکل آنا طبرانی اور طحاوی نے بانیطور نقل کیا ہے کہ خیبر کی راہ مین بعد عصر رسول اللہ صلعم حضرت علی کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو گئے بعد غروب آنکھ کھلی تو حضرت علی سے پوچھا تم نے عصر کی نماز پڑہی آپ نے عرض کیا کوئی نہین آپنے دعا فرمائی خدا تعالےٰ نے آفتاب کو پھر ہٹایا پہاڑ و نیر دھوپ نظر آنے لگی اس روایت کا ہر چند صحاح ستہ مین پتا نہین اور ابن جوزی نے جو بڑے محدث ہین اس روایتہ کو منجملہ موضوعات یعنے جھوٹی حدیثون مین شمار کیا ہے پر اور محققون نے اُسکی تصحیح بھی کی ہے سو ہمین بھی یہی بات پسند ہے کچھ اپنی محبت کا تقاضا کچھ شیعونکی خاطر اسپر بھی وہ نہ سمجھین تو اُنہین خدا سمجھے پر ہمین نہین معلوم اس سوال مین سائل نے کیا فائدہ سمجھا ہے اگر یہ تمنا ہے کہ یہ معجزہ حضرت علی کے نام لگ جائے تو اُسکی اُمید بیجا اگر ہے تو رسول اللہ صلعم کا معجزہ ہے ہان حضرت علی کی کارگزاری اور خاطر داری البتہ باعث دعا مذکور ہوئے سو یہ کونسی بڑی بات ہے رسول اللہ صلعم کے نزدیک یہ ادنی بات ہے اس سے پہلے مکہ مین کفار کی استدعا سے معجزۂ شق القمر ہوا تہا تو کفار کی کیا فضیلت نکلتی تہی اور اگر اس مین کچھ فضیلت ہے تو فقط اتنی ہے کہ انکی یہ خدمت پسند آی سو رسول اللہ صلعم کو ابوبکر کی خدمتگذاریان اس سے زیادہ پیش نظر تہین بخاری اور مسلم وغیرہ صحاح مین موجود ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے کیون

کیون ارشاد فرمایا کہ جتنا ابوبکر کا احسان میرے ذمہ ہے اُتنا کسیکا نہین پر اُنکو قضاء نماز کا اسوجہ سے
کبھی اتفاق نہوا تھا اور نہ اُن کے لئے دُعا کرتے تو مغرب چھوڑ مشرق سے آفتاب نکل آتا باینہمہ یہ دعا تھی
اور دعا مین بے اختیاری ظاہر ہے خدا کو اختیار ہے چاہے قبول کرے چاہے قبول نکرے اور قبول کرلے
تو خُدا کے نزدیک بڑی بات نہین پر قابل تعریف یہ بات کہ خدا ساتھ ہوجائے سو تُم بھی جانتے ہو کر
ان اللہ معنا کے کیا معنے ہین اور یہہ آیت کسکی شان مین ہے یارِ غار کون تہا اور سکینۃ خداوندی
کسپر نازل ہوئے اور اُسکو بھی جانے دیجئے اگر یہہ آفتاب کا لوٹ آنا حضرت علی کی خاطر ہوا تہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر نہ تہا آپ کی دعا کا اس مین اثر نہ تہا اور تہا تو برائے نام تھا ظاہر
کا بہانہ تہا ورنہ اصل مین حضرت علی ہی کی خاطر تھی تو پھر کیا اس سے کچھہ فضیلت لازم نہین آتی
ورنہ حضرت علی اور صحابہ تو درکنار رسول اللہ صلعم سے بھی افضل ہوجائین گے ادہر یہ معجزہ اول
حضرت سلیمان کی خاطر واقع ہوا ہے اس صورۃ مین حضرت سلیمان سوا حضرت علی اور سب سے افضل
ہوجاینگے مگر تہین فرما و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو درکنار حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ
حضرت عیسیٰ علیہم السلام افضل ہین یا حضرت سلیمان۔ شفاعت کی حدیث تو سنی ہوگی اُس مین دیکھئے
خلایق کس کسکی طرف بغرض شفاعت جائین گے اس مین کہین سلیمانؑ کا ذکر نہین۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

پھر یہی فیصلہ آخری ہے اور یہ فضیلت بہ نسبت فضیلت حضرت ابوبکرؓ کے کہ حضرت نے فرمایا کہ مردو نہین
سب سے زیادہ مجکو ابوبکرؓ محبوب ہے اور بہ نسبت فضیلت حضرت عمرؓ کے کہ لوکان نبی من بعدی
لکان عمر اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اور بہ نسبت فضیلت حضرت عثمان کے الا نستحی من رجل
تستحی منہ الملئکۃ کچھہ معتد بہا نہین اور اصل بات یہ ہے کہ ردِ شمس فقط رسول اللہ صلعم
کی دعا سے ہوا ہے اسمین کوئی فضیلت حضرت علی کی نہ حاصل ہوی کیونکہ حضرت رسول مقبول
جس کے واسطے دعا فرماتے ردِ شمس ہوجاتا پر چونکہ اُنسے کبھی درباب صوم وصلوات مداہنت
نہوی اس لئے اُن کے لئے دعا ردِ شمس ہی وقوع مین نہ آئی درحقیقت امیر المومنینؓ کی فضیلت
اسمین ظاہر ہوتی کہ خاص انکی ہی دعا سے ردِ شمس ہوتا اور کیسکی دعا سے نہوتا اور یہ کہین ثابت
نہین سائل کو شرم نہین کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضایل تہوڑے تھے جو اُسکو بڑے

اہتمام سے جُداگانہ سوال قرار دیا اور ایک قاعدہ اور بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے کہ جو معجزہ نبوی ہے اُس سے
خواہ مخواہ غیر کی فضیلت ثابت نہین ہوتی اور اگر اُسکو تم مانو تو اکثر معجزون سے فضیلت کفار کی نکل آوے گی
... فضائل جمیع صحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب صحابہ حضرت کے مرغوب و محبوب تھے لیکن بمقتضاء آیۂ کریمہ
وعد اللہ الذین امنو امنکم وعملوا الصالحات یستخلفنھم فی الارض الخ کے خلفاء ایمان
در اعمال صالحہ سے مشرف ہو کر بہرہ اندوز خلافت جہات اربعہ ہوئے جاننا چاہیئے کہ خداوند کریم نے خود
اُن کے ایمان اور اعمال صالحہ اور خلیفہ بنانے کے لئے اتنے مدت پیشتر خبر دی افسوس ہے جو امر اخداوند تعالیٰ
کی مرضی سے ہو روافض اُس کو نمانین یہ وہ مثل ہے کہ بادشاہ کا مال صرف ہوا اور خزانچی کی جان گئی
یہ کیسی مسلمان ایماندار ہین کیا اسی بات پر ایمان لائے ہین کہ حکم خداوندی نمانین گے اگر یہ بات ہے تو بیشک
پختہ مومن ہین۔

سوال ۸ از جانب شیعہ

حضرت علیؓ کے لئے پیغمبر خدا نے یہ فرمایا یا نہین کہ وہ خدا اور رسول خدا کو دوستدار رکھتے ہین اور خدا اور
رسول خدا اُسکو دوستدار رکھتے ہین یا یہ کہ لڑائی خندق کے دن کی حضرت علی کی افضل ہے تمام امت
کے اعمال سے جو قیامت تک کرین۔

جواب سوال ہشتم۔ واقعی رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کی شان مین فرمایا کہ وہ اللہ کو دوست
رکھتے ہین اور اللہ انکو دوست رکھتا ہے اور یہ ہمارا عین ایمان ہے پر اس سے افضلیت کا ثابت کرنا ایسا ہے
جیسا کسی نے کہا ہے ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ۞ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا
... اول تو خدا تعالےٰ ہر متقی کی نسبت فرماتا ہے ۞ ان اللہ یحب المتقین دوسرے تبعان سنت کو ہدایت
ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۞ جسکے معنی یہ ہین کہ اگر
تمکو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ کو تم سے محبت ہو جاوے گی اور اللہ تمہارے سب گناہ
بخشدیگا اور اللہ غفور رحیم ہے ۞ اس سے ظاہر ہے کہ یہ بات ہر مومن کو نصیب ہو سکتی ہے ورنہ ہدایت
کے کیا معنی ہین اگر یہ بات ممکن نہوتی تو پھر یہ ارشاد ایسا تہا جیسے یون کہتے تم خدا ہو جاؤ اور ہم نے
انا یہ امر اد ... انکو حاصل نہین یا بدشواری حاصل ہے پر اسکو کیا کیجیے خدا تعالےٰ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور
انکے ہمراہیون کی شان مین اُس سے زیادہ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنو من یرتد منکم فسوف یاتی اللہ

بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومۃ لائم ذالک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم حاصل معنی یہ ہے کہ اے ایمان والو اگر تم مرتد ہو جاؤ گے
تو اللہ اور ایسے لوگونکو لے آے گا جنسے خدا کو محبت ہوگی اور خدا سے اونکو محبت ہوگی مومنونکے سامنے
ذلیل کافرون کے روبرو بڑے عزت والے خدا کی راہ مین جہاد کرینگے اور کسیکے برا کہنے سے نہ ڈرین گے
اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بہت وسعت والا دانا ہے اول تو یہی فرق دیکھئے کہ وہ حدیث
ہے اور یہ آیت دوسرے اسمین فقط محبت طرفین ہی کا ذکر نہین یہ اتنے لنبے چوڑے فضایل اور بہی ہین
اور پہر کس انداز سے فرماتے ہین یہ ہمارا فضل ہے ہر کسیکو نہین ملتا جسکو ہمارا جی چاہتا ہے اسکو دیتے ہین
بہرحال یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور اُن کے ہمراہیونکی شان مین پہلے سے نازل فرمائی گئی ہے دلیل
مطلوب ہے تو سنئے اس آیت سے دو باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو کچھہ لوگ مرتد ہو جائین گے دوسرے
یہہ کہ اُنسے وہ لوگ لڑینگے جو خدا کے پیارے اور ایسے اور ایسے ہونگے سو آپ ہی فرمائے کسکے زمانہ مین لوگ
مرتد ہوئے اور کون اُنسے لڑا باقی حضرت ابوبکر کو اگر نعوذ باللہ مرتد کہتے ہو تو یہ فرمائیے بجز کفار اونسے
اور کون لڑا حضرت علی لڑے یا حسین لڑے اور اگر آپکے نزدیک کفار ہی خدا کے پیارے اور موصوف
باوصاف مذکورہ ہین تو مبارک باد ہم ہارے تم جیتے صحیح باقی خوارج کو مرتد نہین کہہ سکتے وہ بدعتی تھے مرتد
جب ہوتے جب کہ کلام اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہو جاتے سو کلام اللہ کی نسبت
اُن کا اعتقاد تو انہین حدیثون سے ثابت ہے جن سے اُن کی مذمت نکلتی ہے ہان یہ بات جدی رہی
کہ وہ بدعت کس درجہ کی تھی کفر کے درجہ کو پہونچ گئی تھی یا ابھی سرحد اسلام ہی مین تھی بہرحال مرتد
ہونا اور ہے اور بدعتی ہونا اور جیسے شرابی ہونا اور ہے اور زانی ہونا اور۔ اور اگر بالفرض اسکو ارتداد
ہے کہتے ہین تو وہ ارتداد اس ارتداد کی برابر نہین اسی لیے خوارج کے قاتل ایسے عظیم المرتبہ نہونگے جیسے
قاتلان مرتدان زمانہ صدیق اکبر۔ اور حق یہ ہے کہ خوارج بدعتی ہین پر پرلے درجہ کے بدعتی جیسے
شیعہ ویسے ہی خوارج ہان بوجہ سب وشتم افضل الصحابہ اگر روافض کو خوارج سے بڑھکر کہئے تو
بجا ہے چنانچہ حدیثون مین جو روافض کی مذمتین ہین وہ خوارج کی مذمتون سے بڑھکر ہین ہائے افسوس
یہ فرقہ بھی اگر اسیطرح لشکر آرائی کرتا اور صحابہ سے بر سر پرخاش ہو کر سر قلم کراتا تو کیا اچھا ہوتا
یہہ جھگڑا ہی چک جاتا۔ ایسا ہی یہ بات کہ ایک جہاد خیبر تمام اعمال امت سے بڑھ جاے یا روزنکی

گھڑہی ہوی بات ہے حدیث اور کلام اللہ مین اُسکا کہین پتا نہین۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

قول اُسکا کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہین الخ یہ الفاظ بعینہ اُس قوم کے حق مین خداوند تعالیٰ نے فرمائے ہین جو مرتدین کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالےٰ قایم کرے گا قال اللہ تعم یا ایہا الذین امنو من یرتد منکم فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین الخ لخ مصداق اس آیت کی خلیفہ اول اور اُن کے معاون ہین اور وجہ فرق کی کچھہ نہین حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ بہی اُن کے شامل مورد اُن الفاظ کے ہین علاوہ برین جیسے یہہ دو حدیثین حضرت علیؑ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین ویسی ہی ایک آیت اور ایک حدیث حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت مین منجملہ چند آیات و احادیث کے بیان کی جاتی ہین لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ عند اللہ اسکے مصداق حضرت ابو بکر ہین جب اللہ تعالےٰ منکم تمام اصحابہ کی جانب خطاب فرما کر اعظم ہونا فرمائے تو پہر کیا حجت باقی رہ گئی اور حدیث یہہ ہے عن ابن عمر قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابو بکر الصدیق علیہ ابائۃ قد خلہا فی صدرہ بخلال فنزل علیہ جبرائیل فقال یا محمد مالی اری ابا بکر عباءۃ قد خلہا فی صدرہ بخلال فقال یا جبرائیل انفق علی قبل الفتح فقال فان اللہ یقرء علیہ السلام ویقول قل لہ ا راض انت عنی فی فقرک ھذا ام ساخط فقال ابو بکر اسخط علی ربی انا عن ربی راض انا عن ربی راض انا عن ربی راض غور کرنے کی جگہہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ جسکو صحابہ سے اعظم درجہ کا فرمائے اور سلام کہلا کر بہیجے اور رضا جوی کا طالب ہو اسکا کیا کچھہ مرتبہ ہوگا وہ بہت محب و محبوب ہے اور جو کہ آپنے حدیث خندق کی تحریر فرمائی ہے اہل سنت کے کتب معتبرہ مین پتا ہی نہین ایسی تو بے ٹہکانے کی بات نہ فرمائیے یہہ دین کا مقدمہ ہے۔

سوال ۹۔ از جانب شیعہ

شیخین یا دیگر صحابہ داخل امت ہین یا نہین

جواب سوال نہم شیخین اور دیگر صحابہ داخل امت محمدی کیا سر دفتر امت محمدی ہین اعتبار نہ آئے تو کلام اللہ کی سند لیجئے خداوند کریم سورہ تحریم مین فرماتا ہے یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ اس آیت کے معنی اوپر کے ٹکڑے سمیت یہ ہین اسے ایمان والو اللہ کی طرف خالص توبہ کرو

شاید تمہارے گناہونکا بہی اللہ کفارہ کردے اور داخل کردے تمکو ایسی جنتون مین جنکی نیچے سے نہرین بہتی
ہونگی کسدن جسدن کہ نہ رسوا کریگا اللہ نبی کو اور اُن لوگون کو جو اُسکے ساتھہ ایمان لائے پہر اُسکے بعد
اور تعریف فرماتے ہین مگر ہمین اختصار منظور ہے مطلب یہہ ہے کہ عام مومنونکو یہ ارشاد ہے کہ اگر توبہ خالص
کرکے لاؤگے تو شاید تم بہی نبی صلعم اور صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ساتھہ جنتون مین داخل ہوجاؤ
اب دیکہئی الذین آمنوا معہ کا ترجمہ یہی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے نبی کے ساتھہ سو تمہین فرماؤ وہ صحابہ ہین
یا نہین اور آپ ہان اگر فقط امنوا فرماتے تو یہ بات سبکو عام ہوجاتی مگر اس صورۃ مین یہ کلام اللہ لغو ہوجاتے
اسوقت مین اس مثل کے کیا معنی تہو عام لوگون کا جو حال ہوگا وہ عام لوگون کی لئے تو یقینی ہے دوسرے[2] اتنی
بات کے لئے اور توبہ کرانے کی کیا ضرورۃ تہی تیسرے[3] عام لوگونکو نبی ساتھہ اتنی مشارکتہ کی امید کہان ہے بہت
سے نام کے مسلمان اُسروز رسوا ہونگے اور بہت سی رسوائیونکے بعد کہین جنت مین جائینگے بہر حال آمنوا
معہ کی مصداق صحابہ ہین اور وہ باین وجہ سر دفتر امت ہین کہ اُن کے لئے روز قیامت رسوائی کا اندیشہ
نہین اور دوسرون کو اُنکی معیتہ بشرط توبہ خالص میسر آئے تو آئے ورنہ استحقاق کی تو کوئی صورت نہین
چنانچہ اسلئے عسی کی لفظ کو بیچمین لائے ورنہ فقط اس مین کیا کمی تہی کہ یون فرما دیتے توبو توبوا الی اللہ تو
بہ نصوحا یکفر عنکم سیاٰتکم جس سے خواہ مخواہ ہی استحقاق تابان مشار الیہم ثابت ہوجاتا اور بیچمین ایک
لفظ بمعنی نہ آتا اور کلام قدیم یون غیر فصیح و بلیغ مثل کلام احمقان بے عقل نہوجاتے فقط۔

جواب ثانی از طرف مولوی عبداللہ صاحب

جاننا چاہئے کہ قیامت تک جو شخص اتباع کرنے والا طریقۂ رسول مقبول کا ہوگا وہ امتی ہوگا چہ جائیکہ
صحابہ کہ وہ تو ماسوائے اطاعتہ خدا اور رسول کے مصاحبت کا بہی درجہ لیکر کسینے درجہ صدیقیۃ اور کسی
نے فاروقیتہ اور کسی نے ذی النورانیتہ اور کسی نے اسدیتہ کا اُڑایا علی زعم الوف المخالفین۔ اخرج ابو یعلی من
حدیث قیتبہ بن سعید عن مالک بن انس عبد العزیز بن محمد عن عبد الرحمن بن حمید عن عبد الرحمن بن عوف
قال قال رسول اللہ صلعم عشرۃ فی الجنۃ ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ و
والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعید فی الجنۃ وسعد بن وقاص فی الجنۃ وسعید بن
زید بن عمرو فی الجنۃ وابو عبیدہ بن الجراح فی الجنۃ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے دس آدمی جنت
مین ہین ابوبکر جنت مین ہین اور عُمر جنت مین ہین اور عثمان جنت مین ہین اور علی جنت مین ہین اور

زبیر جنت مین ہین اور عبدالرحمن بن عوف جنت مین ہین اور سعد بن وقاص جنت مین ہین اور سعید بن زید
مین
بن عمرو جنت مین ہین اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت مین ہین یہہ سب لوگ عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ متبعین
سنت رسول اپنی امتی وجنتی ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جو رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے وہ
اُمتی ہین اور اُمتی ہونمین ازواج مطہرات اور دیگر اہلبیت اور صحابہ سب برابر ہین اور اسکو امت اجابت
کہتے ہین صحاح مین یہ حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ صلعم نے وقت نازل ہونے وانذر عشیرتک الاقربین
سب قریش کو عام خاص کرکے پکارا اور سب سے یہ ہی فرمایا انقذوا انفسہم من النار فانی لا اغنی منکم فی اللہ
شیئا ترجمہ اپنی جانون کو بچاؤ آگ سے مین نہین بے پروا کر سکتا تم سے اللہ کے معاملہ مین اور یہ ہی
اُجینہٗ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ ابلاغ مین سب برابر
ہین اور خاصکر شیخین کی شان مین تو امام محمد باقر سے صاحب نصوص کی روایت ہے انہ قال الجماعۃ خاصمو
فی ابی بکر وعثمان الا تخبرونی انتم من المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم تبتغون فضلا من اللہ
ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ قالوا لا قال فانتم من الذین تبوء الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہا
ہاجر الیہم قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ہذین الفریقین وانا اشہد انکم لستم من الذین قال
اللہ تعالے والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم ترجمہ اونہون نے ایک جماعت سے جو ابوبکر اور عمر اور عثمان کے
معاملہ مین کہود کرید کررہے تھے تبلاؤ تم مجکو تم ہو مہاجرین مین سے جو نکالے گئے اپنے گہرون سے اور جدا
کئے گئے اپنے مالون سے تلاش کرتے ہین اللہ کے فضل کے اور خوشنودی کی اور مدد کرتے ہین اللہ کی اور
اُسکے رسول کی کہا انہون نے ہم اُن مین سے نہین کہا امام نے تم ان لوگون مین سے ہو جنہون نے ٹہکانا
دیا اور ایمان کو اپنے دلون مین دوست رکھتے ہین اُن لوگون کو جو اُن کی طرف ہجرت کر آئے کہا انہون نے
ہم اُن مین سے بہی نہین کہا امام نے تم تو برے ہو چکے ان دونون فریقون مین شامل ہونیسے اور
مین گواہی دیتا ہون کہ تم نہین ہو اُن لوگون مین سے جنکیلئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے اور وہ لوگ آئے پیچہے
بعد انکے کہین گے اے رب ہمارے بخش دے ہمارے لئے اور ہمارے اُن بہائیون کے لئے جو ایمان سے
ہم سے پہلے گذری اور ہمارے دلون مین کینہ مت کر اُن لوگون کا جو ایمان لائے بیشک تو مہربان
ہے بخشنے والا فایدہ خیال کرنے کی جاہے کہ امام محمد باقر نے آیات کی سند لاکر شیخین رضی اللہ عنہا کی

فضایل ثابت کی اور تمہارے قلوب مین غل یعنی کینہ ثابت کیا اور آیات بالا کی عدم مصداق ہونے کا خود تمہیں
اقرار لیا اور تمہارے دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر گواہ ہے تو اب بتاؤ کہ تمہارا کیا دین و ایمان رہا

سوال ۱۱ از جانب شیعہ

شیخین جمیع غزوات نبوی مین ثابت قدم رہے یا کبھی پس پا ہونے کا اتفاق ہوا۔

جواب سوال دہم و یازدہم حضرت علی کسی غزوہ مین فرار نہین ہوئی اور نہ حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر ہان غرض سایل کو ہم سمجھتے ہین اسلئے گو وہ صاف نہین پوچھتا پر ہم صاف جواب دیتے ہین
حضرت سائل حضرت عثمان پر آوازہ کستے ہین مگر اس بیہودہ دست یازی سے کیا فایدہ ہوا حقیقت
حال ہم سے سُنئے جنگ احد مین لشکر ظفر پیکر جا بجا معرکہ آرا تھا بامداد خداوندی و برکت نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم آثار فتح نمایاں ہوئے مشرکین بھاگے اہل ایمان نے غنیمت پر ہاتھ مارنا شروع کیا مشرکین نے کمینگاہ
سے نکلکر پیچھا لیا مارا ادہر شیطان نے باآواز الا ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد قتل کہہ سُنایا جسکا ترجمہ
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ مارے گئے اُدہر تو سر پر وہ بلا ناگہانی ادہر یہ صدمۂ جانی اس بیتابی مین
معرکہ آرائی بیحاصل نظر آئی مصرعہ جسکے ہم عاشق ہوئے تھے اب وہ جانان ہی نہین ؛؛ اس رنج وغم مین
خادمان دور اُفتادہ کا پانو اُکھڑ گیا اور نہ اُکھڑتا تو انکی محبت پر تف اور انکی جانبازی پر زوف تہا اگر وہین جمے
رہتے تو ہم جانتین اُنکو صدمہ ہی نتہا غرض وہ ایمان دار تھے ایمانداروں کو یہہ صدمہ ایسا ہی ہونا
چاہیے جیسا اُنکو ہوا پر بے ایمانونکو محبت کی کیا قدر محبت نبوی ہوئی ہو تو جانین بہرحال جو لوگ دیدار مبارک
سے مشرف تہے جیسے حضرت علی ابوبکر حضرت عمر اُن کے دل ٹہکانے تھے اور جو لوگ دور کے مورچون پر تھے
اس خبر ہوس ربا سے بیہوش ہو کر اُفتان خیزان مدینہ کی طرف روان ہوئے اُنمین ایک حضرت عثمان
بھی تھے پر چونکہ یہ حرکت قابل ترحم اور لایق قدر شناسی تہی نہ موجب عتاب سرزنش خداوند کریم نے اس
ظاہری خطا سے درگزر فرمایا اور بہر تسکین یہ ارشاد فرمایا ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم
الشیطان بما کسبوا ولقد عفی اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان نے اُنکو بہلا دیا
تہا پر اللہ نے معاف فرما دیا پر اُسکو کیا کیجئے حضرات شیعہ خدا کی بہی نہین سُنتے خیر دہ نہین سُنتے تو اہل
ایمان تو انکی نسنین ورنہ اللہ سے لڑائی ٹہری وہ معاف کئے جاؤ تم نہین کرتے صاحب آپ صاحب ہوتے
کون ہین خدا نہین خدا کے بیٹے پوتے بھائی برادری نہین ایک راندہ درگاہ حق ہین جو الٹی ہی بکے جاتے ہین

اور خُدا سے نہین شرماتے بالجملہ نہ یہہ قصور حقیقة مین قصور ہے نہ یہہ خطا حقیقت مین خطا یون خدا کے سامنے ہماری عبادت ہی خطا ہے نہ اس سے کوئی فضیلت ہاتہہ سے جاتی ہے نہ لیاقت خلافت مین بٹا لگتا ہے ورنہ ہم تو نہین کہتے حضرت یونس جو بوجہ بہاگ گئے اُن کی شان مین حضرات شیعہ شاید اور بہی کچھ زیادہ کہین اور منصب نبوت سے معزول فرمائین کوئی پوچھے خدا کا واسطہ نبوت تو اتنی بات ہاتہہ سے بچائے اور خلافت کی لیاقت چہن جائے فقط۔

جواب ثانی از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

شیخین کسی غزوہ مین پس پا نہین ہوئے سب غزوات مین ثابت قدم رہے بہ اشاعتہ دین اُنکی ثابت قدمی کا ہے ثمرہ ہے کہ بعد فتح ملک عرب ملک شام و روم و ایران و توران مین اسلام شایع ہوا اور مسلمان ان ملکون کے اُسکے عُمدہ نشان ہین غزوۂ احد اور حنین مین اول ضعفا مسلمین کے قدم اُٹھہ گئے تھے پر اکثر صحابہ خاص کر شیخین نے میدان جنگ مین نہین چہوڑا اور شمشیر زنی سے منُہ نہین موڑا اور بے ترتیبی صفوف کے ہو جانے سے بہاگنا نہین کہلاتا چنانچہ حنین مین واقع ہوا کیونکہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت ابن مسعود و حضرت علی و حضرت عباس و حضرت ابو سفیان بن الحارث و حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب و حضرت عقیل بن ابی طالب و دیگر از اہل بیت اُس جگہ موجود تھے حضرت عباسؓ رکاب راست تہامے ہوئے تھے اور حضرت ابو سفیان رکاب چپ یا حضرت ابو سفیان باگ بغلہ کی تہامے ہوئے تھے اور یہ سب لوگ دائین بائین موجود تھے چونکہ اس غزوہ مین صحابہ اپنی کثرت اور کفار کی قلت دیکھکر خیال کیا تہا کہ اُنکو طرفة العین مین ہزیمت دیدینگے اپنی کثرت دیکھکر استمداد خداوند کریم سے غفلت ہوی اللہ تعالے کو یہ تغافل پسند نہ آیا اور اُنکے متنبہ کرنے کے لئے قدرے تزلزل اور تفرق ڈالدیا جب اُس غفلت سے ہوشیار ہوگئے حضرت عباس کی پکارنے کی آواز سے یا لبیک یا لبیک کہتے ہوئے بجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑے اور کفار کو زیروزبر کر دیا اللہ تعالی نے مدد بہیجی جیسا کہ کلام مین مذکور ہے۔ ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروہا ترجمہ بیشک اللہ تعالے نے تمہاری مدد کی بہت سی جگہہ اور حنین کے دن جبکہ خوش کیا تمکو تمہارے زیادہ ہونے

سویہ تمہارے کام نہ آے پہر اللہ نے ٹہنڈک اُتاری اپنے رسول پر اور سب مومنون پر اور اُتار الیسا لشکر جسکو تم نے نہین دیکہا فائدہ خیال کی جاہے کہ جب خداوند کریم کو صحابہ کی اتنی ہی غفلت گوارہ نہو تو حضرات شیعہ اُنکو کفر و فسق کی کس مُنہ سے تہمت لگاتے ہین چاند پر خاک ڈالے سے کیا ہوتا ہے آپ ہی غبار سے اندہے بنتے ہین اور اگر یہ اعتراض اشارۃً حضرت عثمانؓ کی طرف ہے تو بڑی ہی حماقت ہے سلمنا اگرچہ اونسے خطا ہی صادر ہی ہوئی کیا حرج ہے ہم امام کی معصومیت کے قایل نہین ہو تم دندان اعتراض تر کرو بلکہ ہم بہ نسبت خلیفہ کے ان شرایط کے قایل ہین مسلم حُر مذکر عاقل بالغ قریشی قادر بر احیاء علوم دینیہ و اقامت ارکان اسلام و امر معروف و نہی منکر و قیام امر جہاد و قضا و اقامت حدود علاوہ برین جب اللہ تعالے کے یہان سے اونکی معافی ہوگئی پہر کیا جہگڑا باقی رہ گیا اور نیز تایب ہی مثل بے گناہ کے ہوتا ہے چنانچہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ و من تاب و عمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا سے واضح ہے جبکہ ہمارے نزدیک امامت کے واسطے معصومیت کی شرط نہین اسلئے گناہ عثمانی موجب عدم قابلیت خلافت نہوا لیکن بمقابلہ حضرت امیر معاویہ و یزید کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت حسنؓ ترک فرض عین کرنے سے حسب ظنون شیعہ کے قابل عہدہ امامت نرہے اسبات کا کیا علاج کرین گے کس مُنہ سے اُنکو قابل امامت کہتے ہین اور دوسرون کی عدم قابلیت منہ پر لاتے ہین

سوال ۱۱- از جانب شیعہ

حضرت علی بہی کسی غزوہ مین پس پا یعنی فرار ہوے یا نہین

جواب از جانب مولوی عبد الصمد صاحب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی غزوہ مین فرار نہین ہوئے وہ کیون فرار ہوتے وہ تو اسد اللہ الغالب تھے - اپنا یہہ مذہب نہین کہ خواہ مخواہ کسیکو بُرا کہین خصوصاً ایسے اکابر کو نعوذ باللہ منہا یہ کمال حضرات شیعہ ہی مین ہے کہ نہوئی بات کو اپنے عقیدہ فاسدہ کی تائید کے لئے جسطرح چاہین بنالین ہمارے ظنون و کتب کی بموجب تو جان بازیکے معرکون مین استقامت کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ و خلفاء ثلثہ کا فضیلت سے پر بروایت کلینی و دیگر کتب معتبر شیعہ کے بموجب کہ ائمہ اپنی موت و حیات پر قادر ہین کچہہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت نہوگی اور خلفاء ثلثہ کی فضیلت ثابت ہوجائے گی کیونکہ اُنکو شیعہ امام ہی نہین جانتے باوصف حسب ظنون شیعہ خلفاء ثلثہ امام نتہے اور باین جہتہ اپنی موت و حیات قادر نہ تھے پہر جانبازیکی لڑائیان لڑتے تھے کسقدر مطیع حکم خدا اور رسول تھے اسیواسطے آیت ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ کی مصداق تہی اور اگر حضرات شیعہ اپنے خیال خام کے یعنی ائمہ کے موت

موت وحیات کے قادر ہونے پراسی آیت سے استدلال پکڑین اسطرح پر کہ بیع وشرا اپنی ہی ملک مین جاری ہوا کرتی ہے دوسرے کی ملک مین نہین ہوتی بیشک ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اول تو ہم یہ کہتے ہین کہ خداوند کریم نے مومنین کا لفظ فرمایا اور یہ وصف قرار دیا یقاتلون فی سبیل اللہ تو اسمین کچھہ تخصیص تمہاری اماموں کی نہین یہ منصب جلیلہ دور تک پہونچتا ہے دوسرے یہ کہ جس چیز کا مالک ہوتا ہے قادر ہونا کچھہ ضرور نہین چنانچہ باندی غلام یا بیل بکری کا مالک ہوتا ہے قادر نہین ہوتا اگر یہ بات ہوتی تو کوئی اپنے باندی غلام یا بیل بکری کو مرنے ہی ندیا کرتا پس معلوم ہوا کہ ملک اور قدرت مین بہت فرق ہے اور آیت مذکورہ سے ملک ثابت ہوتی ہے نہ قدرت ملک بھی مانگی پہ نہ تانگے جیسے کوئی بادشاہ ایک شخصکو کسی ضلع کا عامل بناکر کہدے کہ اسکا محصول تو ہی کہایا جب ہمارا دل چاہے گا تجھکو معزول کردین گے ؛ فقط

سوال ۱۲ و ۱۳ از جانب شیعہ

نبیؐ کو غصہ دلانا کیا ہے ؛ اور عدول حکمی کرنے کی کیا جزا ہے

جواب سوال دوازدہم وسیزدہم

رسول اللہ صلعم کو بوجہہ جان بوجھہ کر غصہ لانا اور خفا کرنا کفر ہے سو الحمد اللہ کوئی صحابی اس جرم مین مبتلا نہین ہوا اور اگر حضرت ابوبکر صدیق سے کچھہ جھیڑ چھاڑ ہے اور یہ غرض ہے کہ حضرت فاطمہ اُنپر غصہ ہوئین اور یہ شہادت حدیث فاطمہ بضعۃ منی من اغضبہا فقد اغضبنی اُنکے غصہ کو رسول اللہ صلعم کا غصہ سمجھے ہو تو یہ بات دل سے دور رکھے حضرت صدیق تو اس مین داخل نہین ہو سکتے ہان حضرات شیعہ کی فہم کے موافق نعوذ باللہ حضرت علے انس مین داخل ہوئے جاتے ہین حضرت ابوبکر صدیق تو رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد سے ناچار تھے لا نورث ما ترکناہ صدقۃ جسکا حاصل یہ ہے کہ نبی کا کوئی وارث نہین ہوتا اُسکا ترکہ سب صدقہ ہے اس صورت مین حضرت ابوبکر صدیق کو کچھہ غم نہین بلکہ امید اتباع ارشاد نبوی ہے پر حضرت فاطمہ زہرا کے بوجہہ غصہ ہونے کا شیعہ جواب دین کہ وہ ناحق کیون غصہ ہوئین اہل سنت تو اُنکے غصہ ہونے کے قائل ہی نہین ہان جیسے دوستون مین کچھہ بحث و تکرار معمولی دیکھکر بعض سادہ لوح یون سمجھہ جاتے ہین کہ انہین آپس مین رنج ہو گیا سوال فدک کے بعد جو حضرت فاطمہ بوجہہ ندامت طلب ناحق شرمندہ ہوئین اور آمد و شد کم اور ربط و ضبط سابق کم ہو گیا ادہر حضرت ابوبکر صدیق بوجہہ کمال نیازمندی در دولت پہ حاضر ہوئے اور اس احتمال پر کہ آپ خفا ہی ہو گئین ہین

جو وہ بات تہی عذر معذرت کی عفو تقصیر چاہا وہان رنج ہی کیا تہا جو جہگڑا پہیلتا راضی رضا ہو کر اپنے گہر کو
چلے آئے اس قصہ کو ظاہر بینون نے رنج پر محمول کیا حقیقت شناسان دانشمند نے اُسطرف ندامت مذکور کا
خیال کیا اس طرف احتیاط اور ادب بنویکا احتمال جایا سو آپ ہی فرمائے کہ اس صورت مین طرفین کا کیا قصور
رہا حضرت فاطمہ زہرا کا بوجہ لاعلمی فدک کا سوال کر لینا کیا بُرا ہے ہان بعد طلب البتہ ندامت عُمدہ اوصاف
مین سے جو سوا اہل کمال اور کسی سے متصور نہین ادہر حضرت ابوبکر نے ادب اور احتیاط فرمائی یہ بیجا کیا یا یہ بجا
تہا کہ ویسے ہی اپنے غرور افضلیت اور نخوت خلافت مین پڑے رہتے اور خبر نہ لیتے بہرحال یہ بات اچہی ہی جسمین
ممدوح خدا یعنے ابوبکر صدیق پر بہی حرف نہ آیا اور جگر گوشہ رسول اللہ صلعم کی بہی تعریف نکل آئی یا یہ کہ اُن پر
ظلم کا داغ لگے جس سے اتمام کار نعوذ باللہ فہم و فراست خداوندی کو بٹا لگے ان پر جب دُنیا احتمال ہو جس سے
سیدۃ النساء ہونے مین شک و شبہ پیدا ہون اور اگر یہ عذر ہے کہ حدیث مذکور غلط ہے تو یہ دوسرا اعتراض
ہے بلکہ اس صورت مین یہ اعتراض ہی اُس حدیث کے غلط ہوتے ہی پر موقوف ہوگا سو پہلے اُسکو غلط ٹہرائین
جب کہین اسباب کے لئے منہ پہیلائین مگر یہ یاد رہے کہ حدیث مذکور غلط ہو جائے گی تو رسول اللہ صلعم کا
حیات النبی ہونا اور قبر مین اُسی بدن سے زندہ ہونا پہلے غلط ہوگا سو تمہین کہو رسول اللہ صلعم کی یہی
قدر دانی ہے کہ جیسے اور شیعہ مر کر ناپاک ہو جاتے ہین اور پہر طعمہ مور و مار بنجاتے ہین کیا رسول اللہ صلعم
بہی ایسے ہی جسم بیجان ہو گئے اور جیسے اور اینٹ پتہر ہین آپ کا بدن بہی بیجان ہو گیا ہمارا تو عقیدہ ہے
کہ آپ کی حیات زیر پردہ موت اسیطرح مستور ہے جیسے چراغ کو ہنڈیا مین رکہکر سرپوش ڈہکدیجے یہ نہین
کہ جیسے چراغ گل ہو جاتا ہے آپ کی مشعل حیات بہی گل ہو گئی مگر آپ پر ہی روشن ہوگا گو آپ کا اقرار کرنے کو
حق بجا ہے کہ چراغ روشن ہنڈیا مین ہو یا ہنڈیا کے باہر اُس کے روشن ہونے مین کچہہ کلام نہین بلکہ
ہنڈیا مین ہو تو نور منتشر اکہٹا ہو جاتا ہے اور اُسکے اندر ہی سما جاتا ہے جس سے بہ نسبت سابق ہمتو زیادہ
سمجہتے ہین آپ اپنی کہئی آپ کیا سمجہتے ہین بہرحال ہمارے نزدیک رسول اللہ صلعم قبر شریف زندہ ہین
اسلئے آپ کے مال مین میراث جاری نہین ہو سکتی ہان حضرت فاطمہ کو اُسکی خبر نہ تہی بوجہ غلطی اول بار
طلب فدک مین قدم بڑہایا جب معلوم ہوا اور حضرت علی اور حضرت عباس نے بہی گواہی دی چپ
ہو رہین اور پہر اسبات مین کلام نہ کی سو یہی حدیثون مین موجود ہے کہ مرتے دم تک پہر گفتگو نہ آئی
جسکو حضرات شیعہ نے موافق مثل مشہور ہوکے کو دو اور دو چار ر دٹیان ہی نظر آتی ہین تر کا ذکر

پر محمول کیا اور یہ نہ سمجھا کہ اس صورت مین فقط ممدوح خدا یعنے صدیق اکبر ہی کو عیب نہین لگتا بلکہ خدا تک ادہر حضرت فاطمہ زہرا تک پہونچتی ہے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کا اس حدیث پر گواہی دینا بجا ہے اور مسلم مین موجود ہے اور حضرت فاطمہ کے غلط سمجھہ جانیسے گہبراتے ہو تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا قصہ پہلے ہی پیش کر چکا ہون اُس سے نبیون کا غلط سمجھہ جانا ثابت ہوتا ہے حضرت فاطمہ تو ولی ہین بالجملہ حضرت ابو بکر صدیق پر کوئی اعتراض ممکن نہین حدیث مذکور غلط کہو گے تو بہت سے ارکان دین ڈہانے پڑین گے اب رہی بات کہ اگر حضرات شیعہ کا سلک اختیار کیجئے تو البتہ حضرت کے پاس پاس کو یہ اعتراض جاتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت علی نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تہا حضرت فاطمہ نے حضرت نبی سے شکایت فرمائی اُسپر آپنے خطبہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا فاطمہ بضعۃ منی من اغضبہا فقد اغضبنی اب فرمائیے کسکو سُناتے ہین ابو بکر صدیق کو یا حضرت علی کو پہر ابو بکر کو کے پاس ارشاد نبوی اعنی لا نورث ما ترکنا ہ صدقۃ کا ہی سہارا تہا حضرت علی کو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کے لئے کس نے کہا تہا علاوہ برین بارہا معاملات خانگی مین باہم رنج کا۔ اتفاق ہوتا تہا چنانچہ جس روز لقب ابو تراب سے رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو مشرف فرمایا اُس روز بہی رنج باہمی کے باعث حضرت امیر خفا ہو کر مسجد مین آلیٹے تھے *

جواب سوال سیزدہم نبی کی عدول حکمی کو کون نہین جانتا ہے کہ بُری ہے اگر بطور مقابلہ ہو تو کفر ہے اور بطور دیگر دیگر ہے تو فسق پر بحمد اللہ صحابہ خصوصاً چار یار اور عشرہ مبشرہ وغیرہ مشاہیر صحابہ مین سے کوئی شخص اس بلا مین مبتلا نہین ہوا ہان بطور شیعہ البتہ کسیقدر حضرت امیر کو الزام لگ سکتا ہے رسول اللہ صلعم نے ایک رات تہجد کے لئے حضرت امیر کو اُٹہایا حضرت نے جواب دیا بر مخالف طبع نبوی دیا عرض کیا جب خدا کو منظور ہوگا ہم کو جبہی اُٹہین گے ابہی نہین اُٹہتے سو آپ ناچار یہ کہتے ہوئی چلے آئے وکان الانسان اکثر شیء جدلا یعنی انسان ہی بڑا جہگڑالو ہے باقی حضرت عمر کیطرف اگر عنایت ہوئی ہے اور اس پیرایہ مین کچہہ قصہ قرطاس کے اشارے کئے ہین تو اسکا جواب مفصل تو آپ ہدیۃ الشیعہ مین ملاحظہ فرماین آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم کی ذیل مین بحث مفصل مرقوم ہے پر وار مردان خالی نرود یہان بہی کچہہ بالاجمال سنیئے مشورہ دینے کو عدول حکمی کہنا انہین کا کام ہے جنکو سر و دم کی تمیز نہو رہی یہ بات کہ حکم معلوم مشورہ طلب تہا یا نہا اور رسول اللہ صلعم کی بات مین بہی گنجایش مشورہ ہے یا نہین سو اول تو ہو چکی تہی دین تو کمی اور کسر باقی ہے نہی جو اس حکم کو حکم خدا

کا جواب تو یہ ہے کہ شہادۃ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم بروز حجۃ الوداع نازل

حکم خداوندی تصور فرمائے اور یون کہو کہ حکم قابل مشورہ تہا اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ قابل مشورہ ہونا درکنار خدا تعالی کی طرف سے ارشاد ہے وشاورھم فی الامر یعنی مشورہ کرلیا کرو ای محمد صلعم صحابہ سے اور یہی وجہ ہوئی کہ پہر رسول اللہ صلعم نے دربارہ تحریر حکم معلوم تا وقت وفات کچھہ نفرمایا ورنہ حکم خدا ہوتا تو ہم تو نہین کہہ سکتے رسول صلعم کے وہ خدا کی عدول حکمی کا شیعو نکو منسوب کرنا پڑیگا بالجملہ حضرت عمر کے یہ رای ہی پسند خاطر نبوی صلعم ہوئی اور امر قوموا حضرت علی کی نسبت تہا بلکہ اوروں کے اختلاف کی باعث جوردوبدل ہوی اور جہگڑا کہڑا ہوگیا تو آپنے یہ ارشاد فرمایا اور اکثر شیعہ اسپر بہی نہین مانتے تو یہ کہنا ہی پڑیگا کہ حضرت عمر کی یہ رای بہی اور رایونکی مانند خدا کو منظور ہوی ورنہ حضرت عمر بندہ تہے خدا نہ تھے اور نعوذ باللہ شیعونکی خدا ہی تہی چنانچہ مشیر زہ دان کا اُنسے ڈر کر تقیہ کرنا کچھہ اسیکا پتا دیتا ہی تو خدا سے بڑی نہ تہی چہوٹے تھے مگر روحی ہوتی اور تاکید فرمانی رسول اللہ صلعم کو یون نہ جانے دیتے لیکن کوی صاحب انصاف کرین کہ حضرت کی جواب مین تاویل مشورہ کی گنجائش نہین ورنہ آپ یہ نہ فرماتی کان الانسان اکثر شیٔ جدلا اور نہ فرماتے نبت یا کوئی مشورہ طلب نہ تہی اسکی بہلائی بُرائی کو کون نہین جانتا ان کتاب معلوم کی لکہوانے مین یہ احتمال تہا کہ کلام اللہ کی نسبت پہر یہ اعتقاد نرہے گا جیسا خود فرماتے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ جسکا حاصل یہ ہے کہ اُتاری ہم نے تیری طرف وہ کتاب جسمین ہر چیز کا بیان ہے ادہر پہلے فرماچکے انی تارک منکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا ابدا جسکا حاصل یہ ہے کہ مین تم مین کتاب اللہ اور عترت کو چہوڑے جاتا اگر دونون کو پکڑے رہوگے تو گمراہ نہوگی سواب وہ تیسری چیز تہی تو کتاب اللہ کا تبیانا لکل شیٔ ہونا اور یقین کا مایہ ہدایت ہونا دونون غلط ہوجائینگے اور اگر انہین دونون کی تائید تہی تو اب ہی کیا کمی رہ گئی باقی شرح حدیث ثقلین زیادہ مطلوب ہو تو جواب سوم منجملہ جوابات اربعہ مشار الیہا کو ملاحظہ فرمادیکہین اور اگر حضرت عمر کی اس عرض کو کہ حسبنا کتاب اللہ جسکو شیعہ عدول حکمی سمجھتے ہین ممانعت تکلیف سمجھی اور اہل عقل بہی سمجھتے ہین تو پہر اعتراض کی یہ بات اور قابل تعریف ہوجائیگی بلکہ جن لوگون نے آپکے اس تکلیف کو اور وہ بہی اس شدت مرض مین باوجودیکہ کتاب اللہ موجود اہل بیت موجود کسی اور ہدایت نامہ کی حاجت نہین گوارا کیا البتہ اُنکو کچھہ کہا جائے تو کہا جای پر ہمارا یہ مشرب نہین ہمارے نزدیک مشورت مین کبہی صحت کبہی غلطی ہوتی رہتی ہے ہان حضرات شیعہ برا کہین تو کہین پر انہین بُرا کہین گے تو حضرت عمر کا بہلا کہنا ہی ذمہ رہے گا اور اگر ین تو فہما ورنہ قیامت کو دینداد

رہین گی باقی حضرت عُمر کی حسبنا لکھنے سے جسکے یہ معنی ہین کہ ہمین کتاب اللہ ہی کافی ہی یہ سمجھہ لینا کہ حضرت عُمر نے
عترت کو جواب دیا یہ بہی طرفہ خوش فہمی ہی اجی صاحب اگر کوئی میزبان کسی مہمان کی سامنی دو چار روٹیان رکہکر
اور روٹی لینے جائے اور وہ مہمان یہ کہے کہ بس یہی بہت ہین تو کہ عاقل کی نزدیک تو اسکی یہی معنی ہین کہ اور روٹی
کی ضرورۃ نہین یا نی کا انکار اسے نہین نکلتا ہان بیوقوفونکی زبان اور اصطلاح مین اگر اسکی یہی معنی ہون تو ہون
اور اگر کسی اور بات پر یہ ناک منہ چڑہایا جاتا ہے تو اُسکو اول بیان کرین ورنہ ہمارا کیا قصور با این ہمہ جواب اجمالی
جو اول معروض ہو چکا گفتہ ناگفتہ سب اعتراضون کی بدلے دندان شکنی کی لئے کافی ہے ؛ **جواب سوال سیزدہم**
نبی صلعم کی حکم عدولی اگر بطور مقابلہ و انکار ہی تو ہمیشہ کے لئے جہنم مین جلنا ہے ورنہ خدا کو اختیار ہے چاہے بخشے چاہے
چھوڑے باقی اس پرسوال سے غرض اصلی ہی اسکی جڑ پہلے جواب مین کٹ چکی ہی مگر تیشہ زنی کا دماغ نہین -

جواب ثانی ازطرف مولوی عبداللہ صاحب

نبی کو غصّہ دلانا بہت بُرا ہے اور نافرمان کا ماوئ جہنم ہے مگر ماننا چاہئے کہ درباب امتثال امر قاعدہ اصول کا یہ
ہے کہ جیسا امر ہو ویسا ہی اُس کا امتثال کبہی تو امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جیسا اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ اور کبہی
نہی بصورت امر ہوتی ہے اُسکا عدم امتثال بہتر ہے اور کبہی امر شفقت و رحمۃ ہوتا ہے اُسکا بہی امتثال
وجوبی نہین جیسا کہ کہانیمین نکہی گرنے کے بابمین فرمایا فانقلوہ غرضکہ ایک امر کو دوسرے امر سی بہت
فرق ہے اللہ کریم امر فرماتا ہی من شاء فلیومن و من شاء فلیکفر اور رسول صلعم نے فرمایا ظاہر ہی کہ یہ الفاظ
امر کے اور مراد امتثال امر نہین باعتبار صیغہ کے امر اور باعتبار دلالت حال کے نہی ہے اور صحابہ کو بحکم آیت
وشاورھم فی الامر کے حضرت کی خدمتمین اپنی رای ظاہر کرنیکی اجازت تہی اور بعد ارشاد عرض و
تکرار کی گنجایش حاصل تہی اُسکو کوئی عدول حکمی نہین کہہ سکتا کیونکہ ایسے ایسے خلاف امر تو حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی طرف بہی نسبت ہو سکتی ہین مین اول تو خاص اسی مقدمہ مین یعنی رسول اللہ صلعم نے آینوالی عام حکم
فرمایا تہا اسمین حضرت علی بہی شامل تہی دوسرے رسول اللہ صلعم کے قول کو مقابلہ قول حضرت عمر کے نمانا
تیسرے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول (بلند نکرو اپنی اواز و نکو نبی کی آواز
پر اور اُس سے بہت چلا کے بات مت کہو) کی کیون خلاف کیا وہ تو معصوم خطا سے تھے نص صریح کا خلاف
کیا اور رسول اللہ صلعم نے تہجد کی نماز کے لئے جگایا اور تاکید کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نہ مانا اور یہ فرمایا
اللہ لانصلی الا من کتب اللہ لنا و انما انفسنا بید اللہ قسم ہے اللہ کی ہم تو وہی

نماز پڑہینگے جو اللہ نے ہمارے لئے فرض کی ہے اور ہماری جانین اللہ کے ہی قبضہ مین ہین تب حضرت صلعم نے
حضرت سے ران مبارک پر ہاتہہ مار کر یہ فرمایا کان الانسان اکثر شئی جدلا (آدمی بڑا جہگڑالو ہے) اور ا
یہ کہ صلحنامہ حدیبیہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت کے القاب مین لفظ رسول اللہ صلعم لکہدیا تہا کفار کو ناگوار
گذرا حضرت نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ اسکو محو کر دو مکرر سکرر فرمایا پر ایک نمانا اور یون کہا واللہ لا امحوک ابدا قسم اللہ
مین کبہی نہین آپکا نام محو کرونگا) الامر فوق الادب کو ہی کار فرمایا ناچار ہوکر رسول اللہ صلعم نے اپنے دست مبارک
مبارک سے محو کیا پس معلوم ہوا کہ اگر انکار و اصرار کسی مصلحت سے ہو بلا تعنت و اعوجاج قلب کے تو کچہہ حرج نہین

سوال ۱۴ - از جانب شیعہ

کبہی پیغمبر خدا نے شیخین کی شان مین کوئی ایسا کلمہ بیان کیا کہ جو انکی خلافت پر دلیل ہو مثل وہی و خلیفتی
و ولی کل مومن و مومنۃ سید المومنین امام المتقین سید العرب وغیرہ اگر بیان کیا تو مفصل معہ پتہ و نشان کے تحریر فرماؤ

جواب سوال چہاردہم شیخین کے حق مین یہ لفظ تو نہین فرمائے کہ وہ میرے وصی یا میرے خلیفہ یا ہر
مومن اور مومنہ کے ولی ہین پر اس سے بڑہ بڑہ کر کے الفاظ فرمائے ہین ایک تو یہی فرمایا ہے کہ اقتدوا
بالذین من بعدی یعنے اقتدا کیجو ان دو شخصونکا جو میرے بعد ہونگے دوسرے علیکم بسنتی
وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی یعنی میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کے اتباع کو لازم
سمجہنا با این ہمہ یہہ بہی فرمایا کہ آسمان مین تو میرے وزیر جبرئیل و میکائیل ہین اور زمین مین ابوبکر اور
عمر علی ہذا القیاس یہ ہی ارشاد ہے کہ جوانان جنت کے سردار تو حسنین ہین اور زیادہ عمر والونکے سردار
ابوبکر اور عمر ہین باقی آیات سے جو حضرت ابوبکر کی فضلیت ثابت ہے وہ علاوہ ہی اب آپ کلام اللہ اور حدیث
کو تو لئیے پہر یہ بولئے کہ یہ ارشاد جو خلفاء راشدین کے حق مین فرماتے ہین زیادہ ہین یا ولی کل مومنۃ اسے تو
آپ ہی جانتے ہونگے اولیاء اللہ خدا کے دوستونکو کہتے ہین خدا کے عالمون کو نہین کہتے ہم بہی حضرت کو تمام اہل ایمان
کا دوست اور محبوب سمجہتے ہین چنانچہ بخاری وغیرہ اور صحاح مین ایسی حدیثین موجود ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ
سوا مومن حضرت علی سے کوئی محبت نکریگا اور سوا منافق کوئی انسے بغض نرکہیگا سو بفضلہ تعالی یہ دولت
نصیب اہل سنت ہو رہی ہے شیعہ انکی محبت ایسی ہے جیسے نصرانیون کو حضرت عیسیٰ سے محبت کون
کہدیگا کہ نصرانیون کو حضرت عیسیٰ سے محبت ہے ہان اپنے خیال سے محبت ہے البتہ حضرت عیسیٰ خدا
کے بیٹے ہوتے تو پہر یہ محبت انہین کے ساتھ ہوتے [illegible] تو فقط [illegible] مین کوئی

شخص غیر کے لڑکے کو اپنا فرزند سمجھکر گود مین اٹھا کر چومے چاٹے بیٹا بیٹا کہے اور پہر چاند نا ہو تو پہچان کر گود
سے ٹپک دی ایسی ہی نصرانی اور شیعہ اس ظلمتکدہ جہل مین حضرت عیسٰی اور حضرت علی کو کچھہ کا کچھہ سمجھکر
عجز و نیاز کرتے ہین بروز حشر موافق ارشاد فیض بنیاد فکشفنا عنك غطائك فبصرك اليوم حديد
جسکے معنی یہ ہین کہ دور کر دیا ہم نے پردہ تیرا سو آج تیری آنکھہ بہت تیز ہے یہ پردہ جہل مرکب اُٹھایا جائیگا
اسروز معلوم ہوگا کہ نہ حضرت علی ایسے امام تھے جیسے شیعہ کہتے ہین کہ وحی آتی تھی اور نسخ احکام کا اختیار
تہا نہ اُنکو علم غیب تہا جیسے حضرات شیعہ فرماتے نہ رسول اللہ صلعم کے وصی اور خلیفہ بلا فصل تھے علی ہذا القیاس
باقی امام مسطور مذکور نہونا اور علم غیب کا نہونا تو کلام اللہ ہی مین صاف صاف مذکور ہے چنانچہ بشہادت
جملہ خاتم النبیین اور آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ جوابات اربعہ مشار الیہا
مین مذکور ہو چکا غرض ولی کل مومن و مومنہ وغیرہ الفاظ سے تو یہہ مطلب نکالنا ایسا ہے جیسا کسینے ہجوسی
اپنا نام بتایا تہا یعنی فی زبر عف میرا نام محمد یوسف باقی لفظ وصی اور خلیفتی سنیون کی کتاب
سے اور کسی روایت مین نہین پہر کاہے کیئے تین پانچ کیجاتی ہے با این ہمہ اگر ثابت ہی ہو تو وصی کی یہ معنی ہونگے
کہ آپ کو کوی وصیت کی ہوگی دم وفات اکثر آدمی اپنے بیگانو نکو وصیت کر جاتے ہین پر اتنی بات سے وہ خلیفہ
نہین بنجاتے ہم بھی کہتے ہین رسول اللہ صلعم نے دربارہ تجہیز و تکفین مراعات ازدواج مطہرات وغیرہ کے وصیت
کی ہوگی جن مین سے یہ بہی ہو کہ تم مستحق خلافت نہین چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے امام احمد یا کسی اور
امام کی تخریج سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے
تین دفعہ یہ عرض کیا گیا کہ علی سب مین مقدم رہین پر یہ عرض منظور نہوی باقی نام کتاب ہی تعین
و مطلوب ہو تو انتباہ المومنین دیوبند مین بہت ہین مطالعہ کر کے نام کتاب دریافت
کر لین مجھہ کو اس وقت یاد نہین پر یہ یاد ہے کہ وہ حدیث صحیح ہی رہے یہ آیات
کہ دعا قبول نہوئی سو اس مین کچھہ قباحت نہین اور یہی بعض مواقع مین ایسا ہوا ہے
چنانچہ امت کی خانہ جنگیون کی نہونی کی استدعا مقبول نہوی بخاری وغیرہ معتبر کتابون مین موجود ہے معہذا
اپنی بندہ خدا ہوتا ہے خدا کا حاکم نہین ہوتا اگر کوئی استدعا قبول نہو کیا حرج ہے بلکہ یہ نہ ہو تو پہر تینونکے ان
کی طرف اور گمان ہونے لگے اسلیئے حضرت نوح کی دعا بیٹے کے حق مین اور حضرت ابراہیم کی دعا باپ کے
حق مین مقبول نہوی کلام اللہ موجود ہے علے ہذا القیاس خلیفہ ہونے کا یہ مطلب نہین کہ میرے

بعد ہی متصل تم خلیفہ ہو بلکہ اول تو یہ ارشاد نبیہ خلافت خاصہ ہی یعنے جب آپ غزوہ تبوک مین تشریف لے گئے اور حضرت علی کو گہر پر چہوڑ گئے سو یہ گہر کی خلافت تھی نماز تک بہی آپ کے سپرد نتہی جماعتہ عبد اللہ بن ام مکتوم ہے کراتے تھے دوسرے اگر خلافت عامہ ہے مراد ہے تو پہر کیا آپ بہی ایک وقت مین خلیفہ ہوئے اور اس وقت مین غرض یہ ہوگی کہ میرے اقارب مین تم سے تہین خلیفہ ہوکے حضرت عباس یا حضرت عقیل یا حضرت عبد اللہ بن عباس نہون گے باقی رہے الفاظ باقیہ سید المومنین امام المتقین سید العرب وغیرہ کسی صحیح روایت مین ہین نہ ضعیف مین یہ مفتریان مذہب شیعہ کی تراشی ہوئی باتین ہین ؛

جواب ثانی از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

سبحان اللہ آنکہین کہو تو ہوش مین آؤ صدہا احادیث جوان الفاظ سے بڑہ چڑہ کر ہین فرمائے ہین ایسے تو غافل مت بنو سوال اول کے جواب مین بہی اس قسم کی احادیث بہت کچہہ بیان کردی ہین پر اور بہی لیجئے یہ امر تو نہایت ظاہر و باہر ہے اسمین شبہ کرنا بعینہ اپنے آپ کو بہول جانا ہے حدیث عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیری من اهل الارض فابوبکر وعمر ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نبی ہوتا ہے اُسکے دو وزیر آسمان والون مین سے ہوتے ہین اور دو وزیر زمین والون مین سے لیکن میرے دو وزیر آسمان والون مین سے جبرئیل اور میکائیل ہین اور زمین والون مین سے ابوبکر اور عمر ہین دیگر اخرج البزار والحاکم عن ابی اروی الدوسی الخ عن ابی اروی الدوسی قال کنت عند النبی صلعم فاقبل ابوبکر وعمر فقال الحمد للہ الذی ایدنی بهما وعن حذیفة بن الیمانی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد هممت ان ابعث الی الآفاق رجالا یعلمون الناس السنن والفرائض کما بعث عیسی بن مریم الحواریین قیل له فاین انت عن ابی بکر وعمر قال انه لا غناء لی عنهما انهما من الدین کالسمع والبصر ترجمہ روایت ہے ابن اروی دوسی سے کہا تہا مین بیٹہا ہوا نبی صلعم کے پاس جو ابوبکر اور عمر آئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب تعریفین اللہ کے لئے ہین جسنے میری مدد کی ان دونون کے ساتہہ اور حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہا سنا مینے رسول اللہ صلعم کو فرماتے تھے مینے قصد کیا

اخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری

اسباب کا کہ آدمیون کو اطراف وجوانب مین بہیجون تاکہ وہ سینین اور فرض لوگون کو سکہلائین جیسا حضرت عیسے بن مریم نے حوار یین کو بہیجا تہا کہا آپ کا ابوبکر اور عمر سے کیا حال ہے فرمایا مجکو ان دونون سے بی پروائی نہین یہ دونو دین مین مثل کان اور آنکہہ کے ہین دیگر اخرج الترمذی عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلعم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابوبکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا یوم القیمہ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر وعن عمر قال ان رسول اللہ صلعم قال اللھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب قال وکان احبھما الی اللہ عمر ترجمہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول صلعم نے فرمایا جس کسی شخص کا ہمپر احسان ہے ہمنے اسکے بدلا کردیا ہے سوا ابوبکر کے کیونکہ اسکا ہم پر اتنا احسان ہے اللہ قیامت کو اسکو اسکا بدلا دے گا اور کسکے مال نے مجکو ایسا نفع نہین دیا جیسا ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے اور ابن عمر سے روایت ہے کہا فرمایا رسول صلعم نے اے اللہ عزت دے اسلام کو ساتہہ اسکے جو زیادہ محبوب ہے مجکو ان دونون مین سے ابوجہل کے ساتہہ یا عمر بن خطاب کے ساتہہ فرمایا عمر زیادہ محبوب تہے اللہ کو ان دونون مین فایدہ جو کہ رسول اللہ صلعم نے ممنون ومشکور ہونا حضرت ابوبکر کا اور عزت دینا اسلام حضرت عمر سے اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو لا غنا لی عنھما انھما من الدین بمکان السمع والبصر فرمایا اور زمین والون مین دو وزیر فرمایا خلیفے وصی وغیرہ ذلک الفاظ معدودے کیا کچہہ کم ہین اور اُن الفاظ کا پتا تو فرمائیے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت امیر امیر المومنین کے حقین یہ الفاظ کب فرمائے اگر سینونکی کتابون مین ہین تو اطلاع فرمائے کہ ہم مشکور ہون اور جب اہل سُنت کے نزدیک سرے سے ثبوت خلافت کے لئے حاجت نص نہین تو ایسے الفاظ سے سوال کرنا بے حاصل ہے۔ ثبت العرش ثم النقش فقط

سوال ۱۵- ازجانب شیعہ

کبہی شیخین نے مثل حضرت علی کے یہہ دعوے کیا کہ ہین وصی رسول اللہ ہون اگر کیا ہو تو بیان کیجئے

جواب سوال پانزدہم نہ حضرت علی نے کبہی وصی ہونے کا دعوی کیا نہ شیخین نے اور کرتے بہی تو کس بہروسے پر کرتے رسول اللہ صلعم نے کسیکو وصی کیا ہی نہ تہا ہان ابوبکر صدیق کو یون سمجہکر کہ میرے بعد خلیفہ ہونگے اپنے ترکہ کا جمع خرچ بتلا گئے تھے یعنے یہ ارشاد فرما گئے

رہی اسکی صحت نسخہ ہدیۃ الشیعہ کو مطالعہ فرمائین بسط سے اس خبیث نے لکھا کہ قیامت تک انشاء اللہ جواب نہ آئیگا
ہان ویسا جواب جیسا جاٹ نے دیا تہا کہ تیرے سر پر کولہو اگر دین تو دین

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

چونکہ شیخین کی شان مین خاص لفظ وصی نہین آیا وہ کیون جہوٹا دعوی کرتے مگر یہ فرمائے کہ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے یہہ دعوے کب کیا اور جو کچہہ اسکا ثبوت ہو کتب معتبرہ سینہ سے بیان فرمائے اگر بالفرض حضرت علی وصی تھے تو انکو کیا وصیت تہی اگر بعد حضرت رسول اللہ صلعم کے خلافت کی وصیت تھی تو انتقال سید الاصفیا کے کیون نہ اظہار وصیت کیا اور وصیت کو شاید گزار کر کیون اتمام حجت نہ کی اگر یہ ہوتا خلیفہ اول ہو جاتے باوجودیکہ انکو اسد اللہ الغالب کا خطاب تہا اور انکے ذو الفقار کے وار کی ہفت زمین کو تاب نہ تہی اُن کو کس بات کا خوف تہا آیت لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا و اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون ترجمہ جو اللہ نے ہمارے واسطے لکہدیا ہے ہمکو اسکے سوا اور کچہہ نہ پہونچیگا اور جب وقت انکا آتا ہے تو ایک ساعت تاخیر اور تقدیم اُس سے نہین کر سکتے) کی آیکو یاد تہی ہر قسم کے ضرر سے بیخوف کرتی ہے اور تائید دین مین کلفت و مشقت اٹہانا انبیا اور اُنکے خلفاء کی خوب اختیار ہوا کرتی ہے اور شیعونکی مسلمات کی موجب ماکان و مایکون اور اپنی موت و حیات باختیار خود ہونے علاوہ برین ہے باین ہمہ خلفاء ثلثہ سے درباب خلافت کیون مخاصمت نہ کی اگر انکو وصی خلافت بامر خدا حضرت نے کیا تہا تو اسکی طلب مین مداہنت کرنے سے گنہگار ہوئے اور عذر تقیہ کے یہان گنجایش نہین کیونکہ مقصود اتمام حجت ہے اگر وصیت درباب امر خلافت نہ تہی بلکہ مثل قربانی ذبح کرنے کے یا ایسے ہی امور دنیادی کی وصیت تہی تو سنیونپر کیا الزام ہے

سوال ۱۶ - از جانب شیعہ

امامت اور خلافت کی کیا شرط ہے یعنے وہ امور کون کون ہین جو خلیفہ اور امام مین ضرور ہونی چاہئین سوا ہے اکٹہا ہونے آدمیون کے ؟

جواب سوال شانزدہم یہی ہین تین باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ دُنیا کی محبتہ ذرہ بہر دل مین نہو ہان خدا کی محبت سے اسکا دل لبریز ہو دوسرے بلند ہمت اولو العزم ہو تیسرے علم ہدایت مین یکتا ہو اول کی ضرورت تو اسلئیے کہ راز دار خدا ہے اسبات کے نہین ہو سکتا سو اسبات مین حضرت ابو بکر بشہادت حدیث مشکوات جسکی شرح مین رسالہ انتباہ المومنین اس ہیچمدان نے لکہا ہے یکتا ئی روزگار

تھے اور دوسرے وصف کی ضرورت باین غرض ہے کہ جہان سی مقابلہ ہوگا اگر کم ہمت بزدل ہوگا تو کیا
کام چلیگا اسمین حضرت عمر یگانہ آفاق تھے تیسری بات کی ضرورت کی یہہ وجہ ہے کہ یہ نہو تو پہر بدا اینہ
ہی کیا ہوگی اسمین حضرت علی کا قدم آگے بڑہا ہوا تہا غرض امور ثلثہ بنی بین ضرور ہین جو انکا خلیفہ
ہوا اُسمین یہی باتین مدنظر ہونگی ورنہ پہر خلافت نہین ناخلفی ہے باقی مضامین متعلقۂ حدیث مذکور
جو اس جواب کے قابل تھے بنظر اختصار اور نیز باین نظر کہ سائل اس سے زیادہ پوچھتا ہی نہین کہ
ان لوگون مین یہی یہ وصف تھی کہ نہین ادہر رسالہ انتباہ المومنین مین بتفصیل تمام مرقوم ہو چکے ہین

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

فقہ کی کتابون مین ہے۔ الامامة هی صغریٰ وکبری فالکبری استحقاق تصرف عام علی
الانام وتحقیقه فی علم الکلام ونصبه اهم الواجبات فلذا قدموه علی دفن صاحب المعجزات
ویشترط کونه حرا ذکرا عاقلا بالغا قادرا قرشیا لا هاشمیا علویا معصوما
قوله لا هاشمیا ای لا تشترطونه من اولاد هاشم لما قالت الشیعة توصلا لابطال
امامة ابی بکر وعمر وعثمان ولا شبهة لهم فضلا عن الحجة وقوله علویا ای لا یشترط کونه
من اولاد علی بن ابی طالب کما قالت الشیعة نفیا لخلافة بنی العباس وقوله معصوما
ای لا یشترط ان یکون معصوما کما قالت الاسماعیلیة والامامیة۔ من طحطاوی
ترجمہ امامت کبریٰ مستحق ہونا تصرف عام کا خلقت پر اور تحقیق اسکی علم کلام مین ہے اور اقامتہ
اُسکی اہم واجبات سے ہے اس لئے مقدم کیا اسکو دفن صاحب معجزات پر اور شرط ہے امام کا مسلمان
ہونا آزاد مرد عاقل بالغ قدرت رکھنے والا قبیلہ قریش سے ہو ہاشمی علوی معصوم ہونا شرط نہین
ہے لا ہاشمیا یعنے شرط نہین ہے اولاد ہاشم سے ہونا جب شیعہ کہتے ہین بسبب باطل کرنے امامت حضرت
ابوبکر کے اور عمر کے اور عثمان کے اور انکو شبہہ بہی نہین محبت تو درکنار اور علویا یعنے شرط نہین ہے
ہونا امام کا اولاد علی بن ابی طالب سے جیسا شیعہ کہتے ہین بسبب باطل کرنے خلافت بنی عباس
کے اور معصوما یعنے شرط نہین ہے امام کا معصوم ہونا جیسا اسماعیلیہ اور امامیہ کہتے ہین یہ نقل
ہے اسکی طحطاوی سے۔ جو کہ بعض کم فہم معصومیتہ امام کی لاینال عہدی الظالمین سے کہتے ہین
قرآن کے مذاق سے غافل ہین کیونکہ جملہ لاینال عہدی الظالمین سے کہتے ہین قرآن کے

مذاق سے غافل ہین کیونکہ جملہ لاینال عہدی الظالمین لفظاً خبر ہے اور معنی امر جیسے فان یکن منکم صابرون
تغلبوا مائتین معنے اسکے یہ ہین کہ جو ظالم ہوا سکو عہد امامت نہ پہونچے گلبنیے وہ اسبات کے قایل نہین کہ وہ
منوالی امور خلق اللہ بنایا جاوے اور آیت ؛ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما
استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذین ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئا کی (اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگون سے جو ایمان لائے اور عمل اچھے کئے کہ انکو زمین کا خلیفہ
بنا دیگا جیسا خلیفہ بنایا اُن لوگون کو جو اُن سے پہلے تھے اور برقرار کر دیگا اُن کے واسطے اُنکا وہ دین
جو اُنکے لئے پسند کیا ہے اور البتہ بدل دے گا اُنکے لئے بعد اُنکے خوف کے امن اللہ کے عبادت کرینگے کسیکو
میرا شریک نہین کرین گے) اُسکے ساتھہ ملانے سے یہ ثابت ہوا کہ جب خلفاء ثلثہ کو عہد امامت پہونچا تو معلوم
ہوا کہ وہ ظالم نہ تھے بلکہ وہ عادل تھے۔

سوال ۱۷۔ از جانب شیعہ

وہ پوری پوری شرائط حضرت علیؑ مین موجود تھین یا شیخین مین ؛

جواب سوال ہفتدہم کی طرف متوجہ ہوتا ہون شرائط مذکورہ حضرت علی مین بھی موجود تھی اور
شیخین مین بھی پر ایسا فرق تہا جیسا ملان محمود بھی عالم اور مولینا محمد یعقوب بھی عالم پر مولینا محمد یعقوب
صاحب اُنسے زیادہ عالم اور کامل ہین اسیواسطے شیخین کو اول خلیفہ کیا حضرت کو بعد مین پھر اُسمین یہ بھی
عُمدگی نکل آئی کہ سب کے سب خلیفہ بھی ہو گئے اگر پہلے حضرت علی ہی کو خلیفہ کرتے تو جو جو اُنسے زیادہ مستحق
تھے محروم رہ جاتے رہی وجہ تقدیم اور تاخیر شوق ہو تو رسالہ انتباہ المومنین بغور و انصاف دیکھین سمجھہ مین
نہ آئے تو شرم نکرین کسی ذی استعداد عالم سے پڑہلین اگر انصاف اور فہم ہوگا تو انشاء اللہ اطمینان ہو جائیگا
ورنہ ہم تو کس شمار مین ہین خدا اور رسول کے کلام سے بھی ایسون کو تواتر نہین ہوا۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

وہ شرائط شیخین رضی اللہ عنہما اور علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر صحابہ مین پوری پوری موجود تھی پر چونکہ اجماع
حل و عقد کا بسبب دلالت آیات اور احادیث مذکورۃ الصدر کے اولاً حضرت ابوبکر کی خلافت پر ہو گیا اسلئے
وہ خلیفہ اول ہوئے اور فضیلت ابوبکر صدیق کی مسئلہ دوسرا ہے کہ اُس کا ثبوت بھی اجماع سے ہے ثبوت خلافت
مین اُسکو کچھہ دخل نہین بوقت تقرر اس امر کے سب صحابہ نے اونکو افضل پایا لیکن معیتہ ہیبتہ امام

کی کہین سے ثابت نہین ہوتی چنانچہ نہج البلاغۃ ہین جو معتبرات امامیہ سے ہے نص صریح حضرت امیر المومنین سے موجود ہے لابد للناس من امیر برا او فاجر الخ فقط۔
آدمیون کے واسطے امیر لازم ہے نیک ہو یا بد

سوال ۱۸- از جانب شیعہ

حجۃ الوداع اور غدیر کے دن صحابہ کو پیغمبر نے یہ ہدایت کی یا نہین کہ میرے بعد تم قرآن اور میری عترت کی پیروی کرنا

جواب یہ تو معلوم نہین کہ آپنے یہ ارشاد بھی اُسی روز فرمایا ہے پر اسمین شک نہین کہ یہ فرمایا اور اُسپر ہمارا ایمان ہے۔ شعر ؎ تمہین ہو قبلۂ و کعبہ ہمارے دین و دُنیا مین ✤ اگر تُم سے پھرین حق سے پھرین اور اُسکے فرمانسے پر مشفق من سمجھہ کا پھیر ہے اگر ہر کوئی ایسی باتونکو سمجھہ لیا کرتا تو اہل فہم کی کیا قدر رہجاتی منجملہ جوابات مشار الیہا ایک جواب خاص اسی حدیث کی شرح مین ہے آپ دیکھین گے تو انشاء اللہ محظوظ ہی ہونگے ہان انصاف اور سینۂ صاف کی ضرورت ہے۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب ✤

یہہ حدیث جو مذکور ہوئی بنام حدیث ثقلین مشہور ہے اور اسمین لفظ تمسک واقع ہوا ہے ان تمسکتم بھما اور تمسک بقرآن تفسیر فرمایا ہے اتباع کے ساتھہ اور تمسک بعترت کو تفسیر کیا ہے محبت و الفت کے ساتھہ جو شخص تمام اُس حدیث اور وجہہ اُس کی فرمانے کو ملاحظہ کریگا اُسکو بخوبی واضح ہو جائیگا کہ اس حدیث سے حکم اتباع کلام مجید کا اور تعظیم و محبت اہل بیت کی ثابت ہوتی ہے خلیفہ بنانے سے اور وہ بھی کہ بعد وفات متصل ہون اس مسئلہ کو اس حدیث سے لگاؤ ہی نہین اور اُس حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوستی کا حکم اور دشمنی کی نہی نکلتی ہے فعلی الراس و العین لیکن ایسے الفاظ تنہا کچھہ حضرت علی ہی کیواسطے ثابت نہین بلکہ حضرت عباس اور انکی اولاد کے حقمین اور ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ کی وارد ہوئی ہین اور نیز حضرت ابوبکر کی بھی شامل ہین وارد ہوئی ہین عن ابی الدرداء فی قصۃ معاتبۃ معہ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکونی صاحبی ترجمہ ابی درداء سے روایت ہے کہا فرمایا نبی صلعم نے اللہ نے مجکو تمہاری طرف بھیجا تُم نے کہا جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا سچا ہے اور میری مدد کی اپنے جان و مال سے پس چھوڑ دو تُم میرے لئے میرے ساتھی کو ✤ اور شیعہ کے نزدیک بھی اتباع

عترت سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ اگر عترت مفضل وگمراہ ہو تو بھی اطاعت کرو غرضکہ عترت کی اطاعت
ماوا اسیکہ وہ مطیع کلام اللہ وسُنت رسول اللہ ہون ضرور ہے اب جاننا چاہئے کہ اہل سنت وجماعت
تمام اہل بیت کے بہزار دل وجان محبت وتعظیم کرنے والے ہین جتنی محبت اہل بیت کی ہوسکے فخر وعزت ہے
غرضکہ وہ کیسکی اہل بیت مین سے منکر نہین بلکہ حضرات شیعہ ماسواء بارہ اماموںکے اکثر عترت کو برائی سے
یاد کرکے مخالف اس حدیث کے ہوگئے ہین اور قرآن شریف کے باب مین جو کچھہ ان صاحبون نے کہاہے قابل ذکر
نہین کوئی بیاض عثمانی کہتاہے کوئی کمی بیشی وتبدیل وتحریف کا قائل ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ
ولامن خلفہ کا باور نہین رکھتے تعجب ہے کہ قرآن کو امام مہدی کو ساتھہ کہتے ہین اور حدیث ثقلین کو الفاظ کو دہیان نہین کرتے

سوال ۱۹- از جانب شیعہ

بعد انتقال پیغمبر خدا کے صحابہ اور نیز اس زمانہ مین اہل سنتہ اس حکم کے پابند ہین یا نہین۔

جواب سوال نوزدہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک اہل سنتہ اس
حکم کے غلام ہین ہان شیعہ نہین یہی وجہہ ہے کہ نہ کلام اللہ کے سنتے ہین اور نہ اہل بیت کے فیوض باطنی سے
بہرہ ور ہین یہ دولت بحمد اللہ نصیب اہل سنتہ ہوی قرآن اور اہل بیت دونون سے اپنی اپنی قسم کا فیض
لیا اور دونون کو ہاتہہ سے نچھوڑا چونکہ تفصیل اس اجمال جواب سوال سوم اجوبہ مشارٌ الیہا مین مرقوم
ہے مکرر لکھنے کی حاجت نہین ؛؛

جواب ثانی از جانب مولوی عبداللہ صاحب

صحابہ کا تمسک بالقرآن تو ایسا ظاہر ہے کہ اسمین کسیکو جائے تنگ نہین جمع قرآن شریف اور پھیلانا اسکا
اور تلاوت کی عمدہ انتظام اور تعلیم قرآن کی تمام اسباب صحابہ کا مقرر فرمانا ہوا ہے اور اُسی پر آجتک اہل
سُنتہ قایم ہین چنانچہ لاکہون حافظ قرآن اور ہزارون قاری اس زمانہ آخری تک ہین کہ تنہا کوتاہی
کا ہے موجود۔ اور تمسک بالعترت کا حال یہہ ہے کہ خدمت ازواج مطہرات اور اولاد رسول اللہ صلعم
اور آپ کے رشتہ دارونکی تعظیم اور تکریم اور توسل انکو ساتھہ اپنی دعاؤن مین اور درود بھیجنا اپنی اپنی
نمازون مین زمانہ صحابہ مین معمول ومروج تہا اور شبہات اس باب مین اسلاف شیعہ نے نکالے اور
اور آجتک انکی متبعین انہین خیالات کو دستاویز اپنی صحت مذہب کی گردانتے ہین علماء اہل سُنتہ چہ سلف
چہ خلف نے جواب شافی دیکر بیخ وبنیاد اُن شبہات کی اُکہاڑ دی چنانچہ جو کچھہ اس عجالہ مین مذکور رہے

یہ ہی ایک دانہ اُسی خرمن کا ہے اور اہل سُنت آج تک محبۃ اہل بیت مین تبع اسے قاعدہ مستمرہ کے ہین
چنانچہ درود وصلواۃ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد معمول متواتر ہے اور مودت فی القرباء کو ضروریات سے
جانتے ہین مگر حضرات شیعہ ہداہم اللہ الی الصواب جو مدعی تمسک بالعترت ہین اُنکا حال کچھہ تو جواب سابق
مین تحریر ہوا اور کچھہ یہان معروض ہوتا ہے یہ امر متفق علیہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ
وجہہ کے وقت سے لیکر تا تمامی ائمہ سب حضرت بظاہر طریق اہل سُنت رکھتے تھے یعنے اصحاب رسول صلعم علی الخصوص
شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے مداح اور ثنا خوان رہے ہین اور جن ناعاقبت اندیشون نے کوئی
کلمہ بے ادبی کا بھی کہا اور انکے سمع شریف تک اُسکی خبر پہونچی تو نہایت منع فرمایا ہے شیعہ کے نزدیک یہ سب
محمول تقیہ پر ہے جو ضروریات دین سے ہے ہمین اس سے کام نہین مقصود یہ ہے کہ ظاہر اُنکا ایسا تہا اور
باطن کی کیفیت انکی اللہ جانے کہ کیا تھی کاملین واکابر کا حال ہم جیسے قاصر ہمت اور کوتہ بینون کو سوا
استدلال آثار کے معلوم نہین ہو سکتا اسلئے جب اُنکے احوال پر نظر ہوتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ زہد
اور تقوے اور اعراض دُنیا اور ابناء دُنیا سے اور تنفر تکلف اور تصنع سے اور گوشہ نشینی اور خلوت گزینی اور
کثرت عبادت اور مدام ذکر خداوندی اور شدت آلہی اور کمال اظہار عبودیت جو عینہ طریقہ اُنکے جد امجد
یعنے رسول اللہ صلعم کا تہا وہ بزرگوار اُس کے نمونہ تھے اب ہم نے اپنے اس زمانہ کے شیعو نکا حال دیکہا ہے
اور اُنکے اسلاف کا سُنا ہے سوا اسکے کہ وظیفہ تبرا اور طعن اور تشنیع اہل سُنتہ کوئی امر ان امور مین سے
غالب نہین معلوم ہوتا منصف انصاف کرکے فرمائین کہ شیعون کا دعوے اتباع کس وجہ سے درست ہے
نہ طرز ظاہر ملتا ہے اور نہ وضع باطن پھر یہ دعوے سراسر دروغ بیفروغ ہے اور تمسک قرآن شریف کا تو
یہ حال ہے کہ اول تو اس قرآن موجودگی کی نسبت عقیدہ ہی صاف نہین اور اگر بسبب بعضے مصالح کے
انکے اسلاف نے اسکا پورا کلام اللہ ہونا بلے تحریف مان بھی لیا تب بھی خدمت قرآن شریف یعنے اخذ کتاب
اللہ سے علما وعملا محروم ہین حافظ ہونا کسیکو نصیب نہین اور قاری باوجودیکہ قراۃ فرض جانتے ہین
خال خال کوئی ہوتا ہے اور عمل تو جیسا قرآن پر ہے شیعہ کے مجموعہ عقائد اور مسائل سے بخوبی واضح ہوتا
ہے جسکا جی چاہے مقابلہ کرکے دیکھہ لے علماء اہل سنت نے خاص کر مولینا شاہ عبد العزیز صاحب نے
تحفہ مین ایسے مطلب کو بہت اچھی طرح ثابت کیا ہے کہ عقاید اور فقہیات مین یہ گروہ مخالف ثقلین
ہے فقط *

سوال ۲۰ از جانب شیعہ

عقبہ پر کون کون صحابی بارادۂ قتل پیغمبر خدا کے آئے تھے اُنکے نام اور وجہ آنیکی بیان کیجئے
اور یہ کہ وہ صحابی تھے یا نہین۔

جواب سوال بستم عقبہ پر کوئی صحابی بارادۂ قتل پیغمبر خدا صلعم نہین گیا آپ تو بفضل الٰہی
عاقل ہین ایسا سوال مہمل جاہلانہ ہی کوئی کیا کرتا ہے۔ اجی صاحب کیا آپکو اتنی بھی خبر
نہین کہ صحابی معتقد با ایمان کو کہتے ہین سو آپ ہی فرمائے اہل اعتقاد بھی کہین اپنے
بزرگون کے قتل کا ارادہ کرتے ہین ورنہ یزیدیون کو یہ گنجائش ہوگے کہ حضرت سید الشہدا
رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا کرایا تو کیا پر شمر اور یزید اور عبد اللہ بن زیاد وغیرہ سب
معتقدان بلا اختصاص اور مریدان خاص تھے ہان ہین ہی جو کا شیعے باوجود اس دعوے
محبت کے حضرت سید الشہدا اور اونکے ہمراہیون کے خون کے پیاسے ہین وہ خود نہ
ملے تو اونکے نقشون کی تصویرون کے ساتھ وہ کرتے ہین جو سوا یزیدیون کے اور کوئی نکرے
غرض کہ صحابہ مین سے کوئی نہین گیا نام کسکا بتاسے یہ کام منافقون اور کافرون کا تھا
باقی آپ کو اپنا مطلب پوچھنا منظور ہے تو جیسا آپ گو مگو پوچھتے ہین ہم ہی رلا ملا جواب دیتے
ہین پر اتنا فرق ہے کہ ہمارے رلاؤ کا تو یہہ فایدہ ہے کہ ایک اعتراض کے ساتھ ایک ساری اخیر اضمون
اور شیعون کے سارے وسوسون کا جواب دیتا ہون سو آپ ہی کہئے کہ کیسا اچھا رلاؤ ملاؤ ہے
اور آپ کے گول مول لکھنے کا یہ نتیجہ ہے کہ اگر ہم بہت چھان بین نکرین تو بروئے انصاف ہمارے
ذمہ اس سے زیادہ جواب ہی نہین بنتی ہم کر چکے خیر مطلب کی بات سنئے صحابہ کی شان مین کچھ
آیتین جواب اجمالی مین مرقوم ہوئین اور ایک آیت جواب سوال نہم مین مرقوم ہوئی اور اونکا ترجمہ
ہی بقدر ضرورت معروض ہو چکا او سکو دیکھئے اور پھر ہماری طرف منہ کرکے فرمائے تمہین۔
خدا کی قسم کیا تمہارے خیال مین آسکتا ہے کہ خدا کی اتنی تعریفون کے بعد ہی شیخین
کو یہ خیال باقی رہے اور اگر پھر بھی یہ بات متصور ہے تو یون لکھو تمہارے نزدیک نعوذ باللہ

رسول اللہ صلعم واجب القتل ور خدا کے دشمن تھے جو اونکے دشمنون کی اتنی لمبی چوڑی تعریفین کین
کہ العظمۃ للہ جناب من ہم تو فقط اس بھروسے پر کہ منشی شیخ احمد مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم
کے فرزند ارجمند ہین دیوبند کے رئیس زادے چال چلن کے اچھے راہ روش کے عمدہ اگر کوئی
یون اگر کہے کہ بلند شہر کے مواکہ ہین شریک تھے تو تصدیق نہین کر سکتے بلکہ دل وجان سے
تکذیب کرتے ہین آپ خدا کے بھروسے بہی اسبات کی تکذیب نہین کرتے جو چند شیطانون نے
ملکر آپکے کان مین پھونکدی ہے

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

غزوۂ تبوک سے واپس آتے ہوے بارہ منافقون نے چاہا کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھہ بُرائی سے
پیش آئین عمار بن یاسر و حذیفہ بن الیمان کو اس بھید سے آگاہی ہوگئی انہون نے اسوقت جاکر
ان خبیث طینتون کو دفع کیا اور شیخین کو اصحاب عقبہ مین شامل کرنا عین حماقت ہے کیونکہ نعوذ باللہ
منہا اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برائی منظور ہوتی تو وہ غار مین یا عریش بدر کے روز کرتے
اسوقت کیا کچہہ موقع تہا اور اگر خدا نخواستہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دلمین خرابی ہوتی تو
حضرت صلعم بمقتضاء آیہ ولتعرفنھم بسیماھم ولتعرفنھم فی لحن القول حضرت عمر کی
دلی خرابی کو مثل اخبار دیگر منافقین کے واشگاف فرما دیتے اور سب کو احتیاط کا حکم فرما دیتے
اور خود بہی احتیاط بدرجہ کمال ہر وقت رکہتے حالانکہ برخلاف اسکے بہت سی آیات اور احادیث
سے اونکے فضائل اور اتحاد حضرت سے کمال درجہ کا ثابت ہوتا ہے چنانچہ اونکو وزیر فرمانا اور
بسبب اونکے اسلام عزت اسلام کی سمجھتے اور لو کان نبی من بعدی لکان عمر فرمانا وغیر
ذلک پس جاننا چاہیئے کہ جن لوگون کو یہ رسوخیت اور یہ اتحاد ہو پھر وہ کیون موقع ڈھونڈین گے
اونکے لئے تو ہر وقت موقع ہی تہا واے بر افہام ناکسان ایسے متحدین کی نسبت یہ تہمت اللہ سے
ڈرنا چاہیئے ان اخذہ الیم شدید ایسا الزام شیخین کیطرف نسبت کرنا در پردہ
رسول اللہ صلعم کی کم فہمی ثابت کرنی ہے نعوذ باللہ منہا کوئی شخص کیسا ہے بیوقوف

ہو جنگے کہ وحوش و طیور جو حیوان مطلق ہین وہ بھی اپنے دوست دشمن کو پہچانتے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین کی دوستی یا دشمنی کو نجانتے ہونگے اور اگر رسول اللہ صلعم باوصف اُنکی طبائع کو جانکر چشم پوشی فرماتے تھے تو گویا اپنی جان اور دیگر دوستونکی جانکے حضرت دشمن اور گنہ یا کفار کی تعظیم وتکریم اور اختلاط و محبت با دشمنان خدا کہتے تھے اور یہ فعل اس آیت کے سراسر مخالف ہے الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله جب بزعم شیعہ کفار کے ساتھہ یہ خلا ملا ہوا ہدایت غلبہ دین حق کا کہان ہوا اور وکلمة الله هی العلیا سے بھی معارض ہوا کیونکہ بزعم امامیہ کفار و فجار کا عمل دخل رہا نعوذ بالله من هذه العقیدة الفاسدة شیخین کے برائی کرنے مین کچھہ تو آگے پیچھے کی خبر رکھا کرو۔ جاننا چاہئے کہ اول تو منافقین کی شناخت رسول اللہ صلعم کو آیت مذکورہ سے ثابت ہو چکی اُسکو بھی جانے دیجے نعوذ بالله منھ کیا خدا کو اپنے حبیب خاص اور محبوبان دیگر سے عداوت تھی کہ وہ اُنکے دشمن جان سے نہ آگاہ کر دیتا کیا حضرت جبرائیل کو بار بار آنے مین تھکان ہوتا تھا یا کچھہ حکم خداوندی مین عذر تھا سو اول بات کو تو اُن کی قوت بازوؤن کی حالات قطع کرتے ہین اور دوسری بات کو آیت لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون قطع کرتے ہین دوسرے یہ کہ جو آیت اس قصہ والونکے حق مین نازل ہوئی اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا مین ذلیل وخوار ہونگے اور ان کا کوئی مددگار نہو گا یہہ تو سب امور سوائے منافقین کے اور کس کس کے لئے ہوئی بلکہ شیخین کے لئے تو کہا منتفعین ومعین ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہین اللہ تعالے تمکو بھی ہدایت کرے آمین ثم آمین فقط۔

سوال ۲۱ و ۲۲۔ از جانب شیعہ

حضرت پیغمبر خدا نے اِن لوگون کے نام حذیفہ کو بتلائے تھے یا نہین اور حضرت عمر نے حذیفہ سے یہ سوال کیا یا نہین کہ پیغمبر خدا نے میرا نام تو نہین لیا۔ فقط

جواب سوال بست و یکم - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر نبوی صلعم تھے جو باتین بعضے اون کو معلوم نہین کہ وہ کسیکو معلوم نہ تھین نہ حضرت علی کو نہ حضرت ابوبکر نہ حضرت عمر نہ حضرت عثمان وغیرہ کو اور اگر ان اصحاب کبار کو بھی وہ باتین معلوم ہون چنانچہ حضرت ابوبکر کی دیر دیر کی نشست برخاست سے جو بوجہ دوستی اور خلت ما سلاگ جسپر احادیث صحیحہ شاہد ہین یہ بات مترشح بہی ہوتے ہے تو پہر حضرت حذیفہ کے صاحب السر ہونے کے یہ معنی ہون گے کہ وہ اپنے ہم جم لوگون مین اسبات مین ممتاز تہے بہرحال راز کی باتون کو کوئی کیا جانے پہر وہ بھی ہین اور آپ - ابتک یہ بہی خبر نہین کہ ایمان کسکا نام ہے باقی یہ نام کا ایمان کسکام کا اور اگر ثابت ہے تو اسقدر ثابت ہے کہ بعض صحابہ کو اسماء منافقین اور سلاطین جور معلوم تھے پر آپ کو اس سے کیا مطلب آپ کو ان باتون سے اپنے مطلب بہنا لی کی امید رکھنی ایسی ہے جیسے بیل کے پیٹ مین سے مرغی کی انڈیکی امید - **جواب سوال بست و دوم** - ہم نے آجتک اپنی یاد مین کوئی روایۃ اس مضمون کے نہین دیکھے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عمر نے حضرت حذیفہ سے یہ پوچہا ہو رسول اللہ صلعم نے میرا نام تو نہین لیا پر پوچھ لیا ہو تو حضرت عمرؓ کے قربان جانا چاہئے ایسا خدا کا خوف کسکو ہو گا جو یون خدا کی بے نیازی سے ڈر کر اپنے خاتمہ سے اندیشہ مند رہے - جناب من کلام اللہ مین سورہ مومنون مین تو اچہے بندون کی تعریف مین یہ ارشاد ہے اِن الَّذِین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون الخ جسکے معنے یہہ ہین تحقیق وہ لوگ جو خدا کے خوف سے ڈرتے ہین پہر اُس کے بعد اُن کا انجام بیان فرماتے ہین اُلئک یسارعون فی الخیرات وہم لہا سابقون یعنی ایسے ہی لوگ خیرات مین دیر نہین کرتے اور وہی لوگ خیرات کو لے بہاگے ادہر سورہ فاطر مین یہ ارشاد ہے - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء - جسکا حاصل مطلب یہہ ہے کہ خدا سے وہ ہی ڈرتے ہین جو خدا کے جانتے والے ہین علی ہذا القیاس اور سارے کلام اللہ مین ایک جا نہین بیسیون جا ہی

باتین ہین سو حضرات شیعہ کی ہم نہین کہتے سوا ونکے جس سے چاہیے پوچھہ لیجیئے ان باتون کو نشبہا دیت
کلام اللہ منجملہ کمالات ایمانی ہی سمجھے گا ہان شیعہ اگر خوف خدا کو کفر سمجھتے ہون تو دور نہین ورنہ پہر حضرت
علی کی محبت ہی کی کیا قدر رہجائے گی بہرحال یہ بات تو اس قابل تہے کہ آپ زنار دلی کو توڑ کر حضرت عمرؓ کی زیارت
کا احرام باندہ لیتے توبہ استغفر اللہ احرام نہین صاحب زیارۃ کا سامان کرتے پر اولٹی آپ تو منہہ کی
آئے مگر آن کہیان سنانے لگے سو اسکا جواب بجز اس شعر کے اور کیا دیا جائے، شعر چشم بداندیش کہ برکندہ
باد عیب نماید ہنرش در نظر۔ غرض جواب تو بندہ نے عرض کیا آگے اسکے ضرورت نہین یہ روایت صحیح ہے
یا غلط با اینہمہ اگر اسیکا شوق ہو تو مولینا محمد یعقوب مولینا سید احمد ملا محمود صاحبو نسے دریافت
فرمالین زیادہ سمع خراشی ہے۔

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

بڑے افسوس کی بات ہے کہ سائل کو قصص تک کی بہی خبر نہین علی الاٹکل زمین اور آسمان کی قلابے
ملاتا ہے کہان قصۂ عقبہ اور کہان حضرت حذیفہؓ کو رسول اللہ صلعم کا علامت نفاق بتانا اور کہان حضرت عمر
کا اپنے باب مین دریافت کرنا قصہ عقبہ کا تو ذکر جواب نستم مین بہ تفصیل تمام مذکور ہے نہ اسمین وہ نیز
حضرت صلعم نے حضرت حذیفہ کو اسماء منافقین بتائے اور نہ حضرت عمرؓ نے کچہہ انسے اپنے باب مین پوچہا
بلکہ حضرت رسول اللہ صلعم نے کبہی بطور قواعد کلیہ کے حضرت حذیفہ کو علامت نفاق کی فرمائی تہی
تاکہ وہ معلوم کرلین اور حضرت عمر کا انسے اپنے تئین پوچہنا یہ کمال حضرت عمر کی خوف خدا اور کمال ایمان

پر دلالت کرتا ہے لان الایمان بین الخوف والرجاء اور بدرجہ غایت تقوی و پرہیزگاری
پر دلالت کرتا ہے کہ اگر حسب اتفاق کوئی مجہہ مین برائے ہوگی بہی تو اسکے درپے اصلاح و استیصال
کے ہونگا یہ سائل کی فطرتین ہین کہ تین قصونکا ایک قصہ بنا دیا تاکہ ناواقف دہوکے مین آجائے
چنانچہ مدارج النبوت مین حضرت حذیفہ کے فضائل مین لکہا ہے اور اسکو قصہ عقبہ سے کچہہ علاقہ
نہین و ہکذا عبارت مدارج النبوت بالاختصار حذیفہ الیمانی کنیت ابو عبد اللہ از کبار صحابہ است
سر رسول اللہ بود و سر دوی علم منافق تعلیم کردہ بعد از آن حضرت صلعم او را صفات نفاق دانا بندہ

بود و اشخاص مناقان و اسماء ایشانرا کہ کدام اند و بود عمرؓ کہ سوال میکرد او را از حدیث فتنہ و سوال
میکرد از علامات نفاق و میگویند کہ یک یکباری پرسند عمر رضی اللہ عنہ از حذیفہ آیا کہ چیزے مے بینی تو
از علامات نفاق در من گفت نمی بینم۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ سائل نے خود کا بازی کر کے کیا جوتی
سے کان گانٹھتے تھے پر کیا ہوا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ جاننا چاہئے کہ حضرت صلعم نے حضرت
حذیفہ کو منافقین عقبہ ہی کا انھین نام بتایا بلکہ تمام منافقون کے نام بتائے اور چند نشانیان
بطور کلیہ جیسے کہ حدیث مین منافق کی وارد ہوئی ہین اذا حدث کذب اذا وعد اخلف واذا خاصم
فجر واذا اؤتمن خان فرماتے تا مرگ منافقین کو پہچان لین حضرت عمرؓ کا انسے اپنے باب مین دریافت کرنا
عین حقانیت و پاک طینتی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انہون نے بطمع اصلاح اپنے حال کے دریافت کیا
نہ بوجہ شبہ کیونکہ وہ لوگ بسبب کمال عرفان ذات باری کے باوجود ہزارہا بشارت کے ہر وقت اسکی
شان بے نیازی سے لرزان و ترسان رہتے تھے کہ مبادا کوئی خرابی بخانی خلم فنی ربانی ہم مین ایسی
نہو کہ جس سے انحطاط مرتبہ کا ہو جاے حضرت حذیفہ کے جواب سے معلوم ہو کہ ان مین کوئی علامت نفاق
کی نہ تھی اور یا نبوجہ حضرت حذیفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی قبول کی فقط

سوال ۲۳ - ازجانب شیعہ

حضرت عمر نے آخری وقت مین پیغمبر خدا کو وصیت کرنے سے کیون منع کیا۔ **جواب سوال
بست و سوم** - حضرت عمر نے رسول اللہ صلعم کو وصیت کرنے سے کہان منع کیا ہے اور اونکی
کیا مقدور تہی جو منع کرتے اتنا طوفان بھی کہین سنا ہے بھلے تو آپ ہی فرمائین کہ وہ وصیت ہی کب تہی
رسول اللہ صلعم نے دستور العمل کے طور پر کچھ لکھوانا چاہا تھا چنانچہ یہہ ارشاد اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ
اسپر شاہد ہے کہ سلئے کہ اسکا حاصل ما قبل سمیت یہ ہے کہ دوات قلم لاؤ ایسی کتاب لکھوا دون جو تم پھر کبھی
گمراہ نہو مگر اسوقت آپکو مرض کی شدت تہی کسیلئے یہ سمجھکر کہ کتاب اللہ کے بعد بشہادت آیۃ
ونزلنا علیك الکتاب تبیانا بکل شیء جسکا ترجمہ اوپر مرقوم ہو چکا اور نیز بدستاویز حدیث ثقلین
جسکے الفاظ اور معنی جواب سوال سوم منجملہ سوالات اربعہ مین مرقوم ہے اور کس چیز کی حاجت ہے یہ رای دی کہ کیا حاجت ہے

کہ ایسے وقت مین یہ تکلیف دیجاتی ہے آپ جو بکمال شفقت فرماتے ہین لیطور ایجاب نہین فرماتے کہنے امتثال
ارشاد کو مقدم سمجھا آخر کار حضرت عمر بہی یہ بولے حسبنا کتاب اللہ سو حضرت پیغمبر صاحب صلعم نے بہی بہی
اسے برقرار رکھے اور حضرت امیر نے بہی اسی رائے کو عمدہ سمجھا ورنہ حکم ایجابے ہوتا ہے اور یہ رائے ناپسند ہوتی
تو جناب رسالت مآب تو بحکم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ضرور اس کام کو کرکے چہوڑتے اور حضرت
امیر دوات قلم لے آتے نافرمانون کے زمرہ مین داخل نرہتے بہر حال حضرت عمر اتنے کہنے سے نہ رسول اللہ صلعم
چہوٹ سکتے ہین نہ حضرت امیر کی رستگاری متصور ہے اگر یہ نہین تو پھر ہم یہی کہین گے سب حضرت عمر کے
ساتہہ ہی ہین اس رفاقت پر تو خیال کرو کہ خدا کا خلاف کیا پر حضرت عمر کا خلاف نکیا جو شخص رسول اللہ
صلعم اور حضرت امیر کا عذر پیارا ہو کہ اُنکے سامنے خدا کا بہی لحاظ نہین کرتے پھر تم کس منہ سے برا
کہتے ہو استغفر اللہ لا حول ولا قوت الا باللہ شاید یہ پیار اور محبت اسوجہ سے ہو گا کہ آخر کار داماد
مرتضوی ہونے والے تہے ایسے مقامون مین اکثر حضرات شیعہ وہ عذر تقیہ جسکو عذر گناہ بدتر از گناہ
کہتے پیش کیا کرتے ہین سو یہ ہار جانے کی باتین ہین تقیہ کے رو سے تو کلام اللہ بہرا ہے پر تقیہ کا اثبات کہین نہین
دو چار دلیلین تقیہ کے ابطال کی بہت بسط کے ساتہہ ہدیۃ الشیعہ مین بہی موجود ہے اگر طلب حق
ہے تو دیکہنے لائق ہین باقی بقدر ضرورت تو اوراق گزشتہ مین بہی مذکور ہو چکا ہے بااین ہمہ حضرت رسول اللہ
صلعم اور حضرت امیر نے تقیہ کیا تو کیا بشر تہے اگرچہ شیعونکے طور پر خدا سے زیادہ نہین تو کم بہی نہین اور کم
بہی ہین تو اتنے نہین کہ تقیہ کے ضرورۃ ہو چنانچہ علم کی یہ وسعت کہ علم ما کان وما یکون ہو کلینی اسپر
شاہد ہے اور قدرت کی یہ زور کہ در خیبر چہوڑ آسمانکو بلا ڈالین پر یہ تو فرمائیے کہ خدا نے بہی تقیہ ہی کیا ہو جو چپ
ہو کے بیٹہہ رہی یہ خبر بہی نہ لی کہ ہمارا حکم امت محمدی کو پہونچا یا نہین مین پوچہتا ہون اگر حکم مشار الیہ پہونچ
چکا تہا تو حضرت عمر کی یہ گزارش ایسی تہی جیسے حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ مین لفظ
رسول اللہ کے مٹانے کو فرماتے تہے اور نمانا تہین کہو ایسے حکمون کا نماننا بے ادبی ہے یا عین ادب اگر انکی
والدہ ماجدہ خدا نخواستہ بوقت شدت بیماری آپسے اسبات کی خواستگار ہون کہ تمہارے کام مین ہی کر دونگی
تو گویہ انکار ارشاد بوجہ محبت سہی پر کیا آپ کی بہی سعادت مندی ہے کہ بے ضرورت اُنسے کام لینے کو تیار ہو

اگر حضرت عمر کی اس غرض کو بہی اسی قسم مین سے سمجہہ لیتے تو گیا گناہ تہا بہت ہو گا تو اتنا ہو گا ایک ممدوح خدا
کی بات بنادی تمہین کہو یہ بات بری ہے یا بہلی اگر بری ہے تو پہر اسکا کیا جواب کہ اگر عمرؓ ایسے تہے تو
خدا نے کس بہروسے پر تعریف کی تہی اور کہا تہا والذین معہ اشداء الخ والسابقون الاولون الخ الذین
امنوا وہاجروا الخ یوم لا یخزی اللہ النبی الخ ہان اگر یہ معنی اور یہ احتمال اوس احتمال سے عمدہ ہو جب
ہی کہو آپ ہی فرمائین اول تو وصیت کو اوس سے کیا علاقہ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ پہر کئی
روز حضرت بقید حیات رہے حضرت عمر کیا اسی در کے دربان تہے جو نہ ٹلے اور گنجائش نہ ملی پہر بیمار کے خط
تو اپنے تیمار دارونکی نسبت ہوا کرتے ہین جو کار خدمت ہوا کرتے ہین اہل وعیال کو کہا کرتے ہین آنے
جانے والون عیادت کرنے والونکو کوئی نہین کہا کرتا حضرت علی کا کام تہا انہون نے کیون نہ کہا۔
حضرت عمر نے بہی انہین ہی دیکہکر انکی پیروی کی سو اسمین کیا برائی ہے اگر حکم مذکور قبل ارشاد مذکور
یعنی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ امت کو پہونچانا تہا اور پہر بدستور بات وہ نہین رہی تو یہ دور تک
پہونچتی ہے تمہارے خیال کے موافق نہ حضرت امیر بچتین نہ رسول اللہ صلعم بچین نہ خود خداوند کریم
سالم رہین نعوذ باللہ من ہذا المذہب ایسے مذہب پر کیا کہون تم سمجہہ جاؤ اور اگر یہ وصیت ہی تہی اور
وصیت بہی خلافت ہی کی اور آپکو اس چہیڑ چہاڑ سے غرض یہی ہی ہے تو آپ کو یہ الہام کیونکر ہوا
کہ حضرت علی کے لئے وصیت تہی ہم کہتے ہین حضرت ابو بکر کے لئے لکہواتے تہے چنانچہ حدیث ویابی اللہ
ویدفع المومنون جو سوال اول کے جواب مین مرقوم ہو چکے اسپر شاہد ہے اس سے زیادہ تفصیل
منظور ہو تو کچہہ اوراق گزشتہ کو پلٹ کر مطالعہ فرمائین۔
یا ہدیۃ الشیعہ کو مطالعہ سے مشرف فرمائین۔

پر غور کی حاجت ہے انصاف کی ضرورت ہے فہم و فراست بکار ہے ورنہ ہدیۃ الشیعہ کیا چیز ہے وحی
آسمانی بہی بیکار ہے +

جواب ثانی از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کب وصیت کی اور حضرت عمر نے کہان منع کیا کچہہ بتاؤ تو کہ

رنج ہے کہ باوجود بزعم خود محبان عزت ہونی کی خدمت قرآن سے تو بدولت حضرت عثمان کے محروم رہے اور کثر اشخاص عزت سے بدولت عقیدہ فاسدہ اپنے کے اور قرطاس آخری سے بدولت حضرت عمرؓ کے محروم رہے یہ ہی تین چیزین ہدایت کی تہین انہین سے محروم ہوکر خسرۃ الدنیا والآخرۃ ہوگئے افسوس ہے کہ انکے لئے کوئی صورت ہدایت کی نہوی وادی جہل مین ٹکراتے رہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون کیسی کیا خطا خیالات خام کو مقتدی و پیشوا بنانے کا یہ ہی ثمرہ ہے فذوقوا العذاب بما کنتم تعملون چونکہ حضرت عُمر کی رائے اکثر امور مین موافق وحی کے ہوا کرتی تھی چنانچہ چند قصص سے معلوم ہوتا ہے اگر اس مقدمہ مین بھی دخیل ہوگئی تو کیا بُرا کیا یہ رد وحی نہین ہے اور اگر نہین مانتے تو حضرت علی نے التخلف فی النساء والصبیان حضرت صلعم کے ساتھہ نہ لیجانے پر کیون فرمایا باوجود صدور حکم کے خاموش کیون نہ رہے اور نیز رسول اللہ صلعم نے بغرض مصلحت و دفع مشقت اپنون کے بمشورہ حضرت موسیٰ نو بار کیون حکم آلہی مین رد و بدل رکھا اگر ایسے امور خدانخواستہ رد وحی ہوتی تو معاذ اللہ انبیا سب سے اول اس گناہ مین شامل ہوتی معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا فرمانا بخیال رفاہت اور آرام رسول اللہ صلعم تہا جیسا کہ خود حضرت نے بسبب شفقت و محبت امت مذنبہ کے کیا ؛

سوال ۲۴ - از جانب شیعہ

بیمار پر آخری وقت مین وصیت کرنی واجب ہے یا نہین اور خصوص پیغمبر خدا پر ؛

جواب سوال بست و چہارم بیمار کے ذمہ پر کسیکا لینا دینا ہو تو وصیت واجب ہی نہین تو نہین پر رسول اللہ صلعم کے پاس کچہہ تہا ہی نہین جو وصیت فرماتے اور جو کچہہ تہا اُسکی نسبت سنا دیا نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا باقی دربارہ دین بہت سی وصیتین فرماگئے ہین منجملہ یہ بھی ہین اقتدوا بالذین من بعدی اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اور انی تارک فیکم الثقلین اور لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد

جواب ثانی از مولوی عبد اللہ صاحب

کتب ای فرض علیکم اذا حضر احدکم الموت ای اذا دنی منہ وظہر امارا تہ ان ترک خیرا مالا کثیرا لما روی عن علی ان مولا لہ اراد ان یوصی ولہ سبعمائۃ فمنعہ وقال قال اللہ تعالیٰ ان ترک خیرا والخیر المال الکثیر ولیس لک مال وفاعل کتب الوصیۃ للوالدین والاقربین وکانت الوصیت فی بدء الاسلام فنسخت بآیۃ المواریث

كما بيناه فی شرح المنار وقیل ہی غیر منسوختہ لانہا نزلت فی حق من لیس بوارث بسبب الکفر لانہم کا نوا حدیث
عہد نا سلام یسلم الرجل ولا یسلم ابوہ وقرابتہ والاسلام قطع الارث فشرعۃ الوصیۃ فیما بینہم قضاء
الحق القرابتہ ندبا وعلی ہذا الابرا دیکتب فرض از تفسیر مدارک ؛ معلوم ہوا کہ وصیت مال کثیر مین
جاری ہوتی ہے اول تو حضرت کی پاس مال ہی کہان تہا اور پہر کثرت کی بہی شرط اذا فات الشرط فات
المشروط اور با این ہمہ ہم یون کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کے پاس خواہ مال قلیل تہا یا کثیر اسکو
تو وہ صدقہ کر ہی چکے تھے چنانچہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے
باین وجہ مدعی کا دعوی وراثت بہی غلط اور وصیت بہی کس جگہہ جاری ہوا اور رسول صلعم نے
صرف یہ چند اشیاء چہوڑی ہین جو اس حدیث سی ثابت ہوتے ہین ما ترک رسول اللہ صلعم عند موتہ
درہما ولا دینارا ولا عبدا ولا امتہ ولا شیئا الا بغلتہ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلہا صدقۃ اور وصیۃ
خلافۃ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو کسیطرح ثابت نہین کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین متی اوصی الیہ
وقد کنت مسندا الی صدری او قالت حجری فدعا بالطست فلقد انخنس فی حجری فما شعرت انہ قد مات
فمتی اوصی الیہ یہ احادیث بخاری شریف کی ہین خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وصیت کا پتا ہی
نہین ہان دو تین باتین بطور وصیت عامہ فرمائی ہین ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا
دوسرے یہ کہ جو جماعت وفود کی تمہارے پاس آئے اسکی خاطر داشت اور جائزہ سے پیش آنا جیسے مین
پیش آتا تہا تیسرے وصیت راوی سی فراموش ہوگئی غالبًا وہ تجہیز جیش اسامہ تہی ہان بالخصوص حضرت
علیؓ کو عید الضحی مین ہر سال اضحیہ کو فرمایا کہ تم میری طرف سے کر دیا کرو چنانچہ امیر المومنین تا دم زیست
اسپر قائم رہے اگر کوئی اور بہی وصیت درباب خلافت ہوتی کیا ایسی بڑی وصیت کو چہوڑ دیتے اور
بروقت خلافت شیخین مدعی نہوتے یہ بات انکی علو ظرفی اور بلند ہمتی سے بعید ہے کیا حدیث من
قتل دون حقہ فہو شہید بہی یاد نہو گی ؛

سوال ٢٥ - از جانب شیعہ

اس وصیت کی تحریر نہونیسے اسلام مین رخنہ واقع ہوا یا نہین

جواب سوال بست و پنجم اول تو ارشاد مشار الیہ یعنی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی وصیت
نہین اور درباره دین وصیت کئے تو کچہہ رخنہ نہین پڑا ہان کلام اللہ باقی نہ رہتا یعنی بسنفہ یا نہ کرتے

اور شیعونکی طرح اسکی عوض مرثیہ کتاب سوز نوحہ یہ بہی مقرر کر لیتے تو البتہ دین مین رخنہ پڑجاتا کتاب مفصل کے ہوتے کتاب مجمل کی کچہہ ضرورت نہین ہان یہ کہئے شیعہ بگڑ گئی مگر جیسے احوال کو ایک کی دو نظر آتے ہین اور وقت ہجوم استفراغ لڈو پیڑے بہی نہین ہلتے حضرت عمر کی ایسی اچہی بات جو خدا اور رسول صلعم اور حضرت امیر سبکو پسند آی چنانچہ عرض کر چکا ہون شیعونکو برے لگتے ہین سو یہ انکا قصور ہے حضرت عمر کا قصور اور وصیت کے نہ لکہنے کا ظہور نہین جیسے احوال کا قصور ہے اس شئے کا قصور نہین مرد بیمار کا قصور ہے لڈو پیڑون کا قصور نہین یہان بہی شیعونکی آنکہون کا قصور ہے اور ذوق وفہم کا فتور نہ دین مین رخنہ نہ حضرت عمر کا کچہہ گناہ غرض جیسے یہان لڈو پیڑون مین کچہہ رخنہ نہین پڑا وہان دین مین کچہہ رخنہ نہین پڑا۔

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

سینونکے اسلام مین توکچہہ رخنہ واقع نہین ہو اگر ہان جو تحریر ہو جاتے تو البتہ ہدایت کا شیعونکے ہی ہاتہہ آجاتا یون جوہے کی طرح کورے گہڑے مین رہجاتے اے حضرات امامیہ قرطاس وصیت نہونے پر اتنے کیون بگڑتے ہو سنیان سلمہم اللہ تعالے کو اس وصیت قرطاس کی حاجت بعد واقعۂ غدیر کیا تہی جنہون نے بزعم شیعہ ہزارون کی سامنے کی بات کو چہپا لیا اُن سے ایک کاغذ کا خلاف نہو سکتا نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات اور اس وصیت کی تحریر کی نہ رخنہ انداز ہوتے پر یہ دلیل ہے کہ امام احمد سے روایت ہے عن سفینہ قال سمعت رسول صلعم یقول الخلافۃ ثلثون عام ثم یکون بعد ذلک الملک فرمایا علمائے ہمارے نے کہ تیس برس تک خلافت خلفاء اربعہ اور امام حسن تہے اور بعض روایات مین ثم یکون ملکا وجبریۃ ہی معلوم ہوا کہ بالفرض اگر حضرت لکہہ ہی دیتے تو کیا ہوتا بعد خلافت کے ملکیہ جبریۃ کا تو ظہور ہونا ہی تہا کہ جسکی خبر اتنی مدت پیشتر حضرت نے بطور پیشین گوئی فرمائی غرضکہ نہ لکہے جانیسے ہی جبتک خدا وند تعالے نے چاہا بات بنی رہی سب باہم شیر وشکر کیطرح ملے رہے اور جب کسی قسم کا فتنہ اور فساد منظور ہوا صدہا آیات قرآنی اور احادیث رسول سبحانی درباب اتحاد و ائتلاف فیمابین کے رکہے رہ گئے ایک وصیت بیچارہ کیا بگاڑ کرتا۔

سوال ۲۶ ۔ از جانب شیعہ

شیخین اور دیگر صحابہ نے جیش اسامہ سے تخلف کیا یا نہین باوجود تاکیدات سخت حضرت کے؟

نے عود کیا حتی کہ جرف مین اسامہ کو حالت نزع کی خبر پہونچی بمجرد استماع اس خبر کے حضرۃ اسامہ اور دیگر
صحابہ افتان وخیزان حضرت کے پاس آے اور نشان دروازہ حجرہ مبارک پر نصب کر دیا پہر گاہ کہ دفن
سے فارغ ہوئی اور امر خلافت کا حضرت ابوبکر پر قرار پایا حضرت ابوبکر نے اُسید م روانگی جیش اسامہ کا
حکم فرمایا جب وہ جرف تک پہونچی بسبب انتقال حضرت کے بعض قبائیل مُرتد ہو گئے بعض اصحاب نے حضرت
خلیفۂ اول کو یہ راے دی درصورتیکہ بغل مین دشمن پیدا ہو گئے ہین لشکر سنگین کا دور دراز بہیجنا خلاف
مصلحت ہے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر مدینہ مین درندہ ہی میرا لقمہ کرلین تو ہی مین خلاف فرمان رسول اللہ
صلعم نکرونگا یعنے جیش اسامہ کو نہ واپس کرون گا حضرت ابوبکر نے باجازت اسامہ حضرت عمر کو اپنے
پاس بلا لیا اور غرہ ربیع الثانی کو اسامہ نے بسواے اینی کہ ایک مقام ہے کوچ کیا۔ اب جاننا چاہئے
کہ حضرت ابوبکر کی طرف اسبات کا طعن ہے کہ وہ حسب فرمودہ حضرت تیار نہوئی تو یہ بھی سب غلط ہے
کیونکہ وہ سب سامان جرف مین بہیج چکے تھے اور اگر انکی طرف یہ اعتراض ہے کہ بعد وفات کے اُنہون نے
تجہیز جیش نکی تو یہ بہی صریح غلط ہے کیونکہ بسبب ارتداد قبائل عرب کے بعض اصحاب کی تو یہ راے
یہ ہی ہو گئی تہی پر حضرت ابوبکر نے نہ تسلیم کے اُسید م لشکر کو روانہ کیا اور اگر اعتراض حضرت ابوبکر کے
طرف تخلف جیس کا ہے تو یہ بہی نہین ہو سکتا کیونکہ تخلف اُنکا بامر الرسول بخلافۃ الصلواۃ تہا کیونکہ
ایک امر دوسرے ماقبل کا ناسخ ہوتا ہے اور یہان دونون امرون کا تقدم و تاخر واضح ہو چکا ہے
اور بعد وفات کے اسوجہ سے تشریف نہ لے گئے کہ تمام امت کے امور کے متولی ہو گئے تھے اگر انکو چہوڑ کر
وہان تشریف لیجاتے تو اول تو قبائل عرب مرتدین کے اژدہام کا خوف دوسرے امر خلافۃ مین
رخنہ پڑے تیسرے یہ کہ کوئی متنفس یعنی جان پناہ بنا رہے تاکہ دفعہ واحدۃ استیصال دین کا ہو
اور دار السلطنت بالکل خالی نہ ہو جائے ؛

سوال ۲۷ از جانب شیعہ

شیخین اور دیگر صحابہ پیغمبر کو بلا تجہیز و تکفین چہوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ مین واسطے قرار داد امر
خلافۃ کے چلے گئے یا نہین۔

جواب سوال بست و ہفتم شیخین کا سقیفہ بنی ساعدہ مین جانا بغرض نفسانی نہ تہا
جو آپ اتنا بُرا مانتے ہین وہ بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تہا تجہیز و تکفین ہین حضرت

وہ بات نہین جو سقیفہ بنی ساعدہ کے جانے مین پر جیسے کہا کرتے ہین۔ دیکہنی کو چشم بینا چاہئے۔ ایسی باتونکو
سمجھنا ہر کسیکا کام نہین عقل صائب ذہن رسا چاہئے مگر ہر چہ بادا باد ہمکو آپکو سمجھانا ہے انشاءاللہ
بال کی بلّی بناکر دکہاتے ہین تسپر بہی آپ دیکہین تو ہماری قسمت۔ اوقات کہوئی قلم گہسایا کاغذ سیاہ
کیا اونگلیان تہکاین اور پہر وہی مرغے کے ایک ٹانگ قایم یہ کیا بات ہے منشی شیخ احمد صاحب مرد
ہوشیار ہین کہ تو سہی سمجہ جائینگے انشاء اللہ تعالےٰ منشی صاحب آپ سنئے کچہری مین نوکری کر آئے ہین
کچہری کی بات آپ خوب سمجہین گے ایک سرکار کی بہت سے کارخانے ہوتے ہین پہر ہر کارخانہ مین
مختلف کام ہوتے ہین ہر کام پر ایک جدا نوکر ہوتا ہے دیکہئے کلکٹری کا کارخانہ بہی سرکار ہی کا ہے
فوجداری کا کارخانہ بہی سرکار ہی ہے عدالت کا اسٹام کا ڈاک کا نہر کا ایک ہو تو گنا ؤن سب
کارخانے سرکار انگلشیہ ہی کے ہین پہر ہر کارخانہ مین دیکہئے کیا کیا کام ہین ایک کارخانہ مین کوئی
تحصیلدار ہے کوئی پیشکار کوئی پٹواری کوئی خزانچی کوئی کچہہ کوئی کچہہ یہانتک کہ ایک سطر ایسی ساہی
محرر آمد محصول منشیات بہی ہے غرض مختلف کام ہین ہر کام پر ایک ایک جدا ملازم تعینات ہین ہان
کوئی دوسرا کام ہی کوئی ہلکا سو ایسا ہی تجہیز تکفین بہی رسول اللہ صلعم ہی کا کام ہے اور نہلانا اور
نماز جنازہ بہی آپ ہی کا کام ہے قبر کہودنی بہی آپ ہی کا کام ہے امامت نماز بہی آپ ہی کا کام ہے
انتظام خلافت بہی آپ ہی کا کام ہے اسمین گہٹ کر تو قبر کنی ہے اور بڑہکر امامت نماز اور انتظام
خلافت حضرت علی رضہ نے تو تجہیز و تکفین کو سنبہالا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے خلافت کا انتظام
کیا اسمین تقدیر سے حضرت ابوبکر ہی کو لوگون نے گہیر لیا اور خلیفہ بنا لیا اسمین انکا کیا قصور وہ
بیچارے تو بہت کچہہ ٹالتے رہے پر انکے ہوتے کوئی نظرون ہی مین نہ جچا اسکی ایسی مثال ہے کسی بادشاہ
پر کسی غنیم نے تلوار چلائی سپاہی کوئی حاضر نہ تہا رعیت کے ایک آدمی نے بنظر خیر خواہی وہ وار
اپنی سر پر لیا اور پہر غنیم کا سر قلم کیا بادشاہ قدر شناس تھے اس خدمت کے انعام مین منصب سپہ
سالاری پر اسے ہی مامور کر دیا دیکہئے اس شخص کے خواب مین بہی یہ خیال نہ آیا تہا کہ مین اور
سپہ سالار ہونگا پر تقدیر کی الٹا پلٹی نے کہانسے کہان پہونچایا ظاہر مین خدمت مذکورہ بلا بہانہ ہوگیا
سو ایسے ہی بشہادت قصہ بیعت ابوبکر کو خلافت کا خیال تک نہتہا ہان رفع مفسدہ مد نظر تہا
اگر یہ دونون وہان نہ جاتے تو انصار سعد بن عبادہ کو کر چکے پہر حضرت امیر کو اول بار ملتے نہ دوسری بار

بتیجین چاہین نہ ہوسکے آئین پر ناشکری کا کیا علاج حضرات شیعہ تسپر بھی نہین مانتے غرض کارپردازان
تقدیر نے اُنکے حسن نیت اور حُسن خدمت کی جلدو مین کہ دین کی سر سے شیطان ایسا بہاری وار ٹالا انہون
کو خلیفہ بنا دیا بااینہمہ وہ لوگ کچھہ خلافت کو ایسا بڑا کام نہین سمجہتے تھے جسکے واسطے یہ انتظار کرتے کہ فلانے کو
آجانے دو اور فلانے کو بہی تشریف لانے دو یہہ تو حضرات شیعہ نے غل مچا مچا کر اُسکا انتظام کر دیا ورنہ حضرت
علی اور حضرت ابوبکر تو اسکو اتنا بہی نہ سمجہتے تھے جتنا یہان پٹواری کا یا چوکیدار کا عُہدہ ہے جو آپ کو
کوی پٹواری یا چوکیدار بنا دے تو آپ کیا خوش ہون گا اور کوئی نہ بنائے تو آپ کیا شکایت کرینگے بہرحال
سقیفہ بنی ساعدہ مین جانا خدا ہی کی لئے تہا اسکو چہوڑ کر جانا سمجہنا ایسا ہی ہے جیسا کفن کو چہوڑ کر قبر کہودنے
کو جانا سو جیسے اس کام مین لگنے والیکو بوجہ بیغرضی اُس کام کا چہوڑ کر چلے جانے والا اور میت کا دشمن
کوئی عاقل نہین سمجہتا یہان ہی اہل عقل کارفرمایان انتظام خلافت کو یون نہین کہہ سکتے کہ بوجہ
بیغرضی تجہیز و تکفین کو چہوڑ کر چلے گئے اور جو یون ہی دہینگا دہینگی ہے تو یون ہی سہی حضرت ابوبکر
او حضرت عُمر اگر تجہیز چہوڑ کر چلے گئے تو پہر آ ہی گئے نماز پڑہی دفن مین شریک رہے پر حضرت علی انتظام مذکور
مین بالکل شریک ہی نہین ہوئے پہر آپ جانتے ہین کہ خلافت اور امامت کیسا بڑا کام ہے اور تجہیز و
تکفین کو اُس سی کیا نسبت ہے امامت تو وہ کام ہے جسپر بقاء دین کا مدار ہے اور دین وہ چیز ہے جس کی
لئے خاص رسول اللہ صلعم کو خدا نے بہیجا یہ کام عام نہین ہان مرنا جینا کفن کاٹہی قبر کنی ایسی عام
باتین ہین جسمین مسلمان کافر نیک و بد سب شریک ہین سو اگر حضرت ابوبکر صدیق ایک دو عام کام
مین شریک نہوی تو حضرت علی ایسی خاص کام مین شریک نہوئے جسپر مدار کار دین و ایمان تہا اگر یہ
کام درست نہوتا تو دین کا پتا ہی نہ تہا اور اگر یہ عذر ہے کہ حضرت علی کو کسی نے پوچہا نہ بلایا تو حضرت
ابوبکر اور حضرت کو بہی کسی نے پوچہا نہ بلایا ؛

جواب ثانی از مولوی عبداللہ صاحب

جاننا چاہئے کہ تجہیز و تکفین اہل بیت کے متعلق تھے اور تمام صحابہ کا اسمین شریک ہونا لازم نہ تہا
پس جبکہ رسول اللہ صلعم نے دار فانی سے بملک جاودانی انتقال فرمایا اور جمیع مہمات دینی و
دنیوی آنحضرت ہی پر ہی موقوف تھی اور کفار بہی بسبب تسلط حضرت کے مغلوب تھے ۔ اب اگر
انکے بعد کوئی اُن مہمات کا متولی نہوتا ۔ تو طرفۃ العین مین کارخانہ ریاست [illegible] کا درہم برہم ہو جاتا

سالہا سال کی محنت و مشقت رائیگان جاتی نئے سر سے کفر کا جھنڈا کھڑا ہو جاتا اور شیطان علیہ اللعنۃ
سبکو اپنی راہ لگا لیتا اور آنحضرت پر نبوت ختم ہو چکی تھی اگر پھر ویسے ہی تاریکی چھا پھیل جاتی پھر کہا نسے
آفتاب ہدایت کا نکلتا لہذا ضرور ہوا کہ کوئی شخص بمجرد وفات حضرت کے متولی تمام امور کا ہو جائے تاکہ
جون کی تون بات بنی رہے اور ریاست و سیاست کا کام بدستور جاری رہے اسمین اصلاح تمام
امت کی مقصود تھی یا بیں وجہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اس امر مین مبادرت کی اسلئے کہ تجہیز و تکفین کی طرف سے
تو بسبب اہل بیت کے بیفکر ہو گئے تھے اور یہ بھی حضرت صلعم کی خدمت ہی تھی جیسا کہ نایب کا پڑھانا عین
مدرس کی خدمت ہے اور اگر بالفرض و التقدیر تجہیز و تکفین انپر ہی موقوف ہوتی تو بھی بوجوہات مذکورہ
بالا امر خلافت مین مبادرت کرنی ضرور تھی پس جس حالتمین تجہیز و تکفین کے متولی دیگر شخص ہون
توان کا امر خلافت مین مبادرت کرنا اولی ہوا کیونکہ اگر تجہیز و تکفین مین دیر ہو جاتی جیسا کہ تدفین
مین تین روز لگ گئے تو کچھ حرج نہوتا پر امر خلافت مین کچھ دیر کرنے سے کچھ کی کچھ بات ہو جاتی شعر
سدا دور دوران دکھاتا نہین ٭ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ٭ تکفین و تدفین ہی حلاوت سے ہوتی
خدا جانے کیا کیا خرابیان دم کے دم برپا ہو جاتین ہین چنانچہ بعد وفات علیہ الصلواۃ والسلام
کے انصار اسبات پر آمادہ تھے کہ سردار سے ہمکو ملے بہت سے بہت یہ ہو کہ ایک ہم مین سے سردار
ہوا اور ایک تم مین سے پس اگر وہ مبادرت نکرتے اور بیعت کسی انصاری کی ہاتھ پر منعقد ہو جاتی
تو اب اس مین دو صورتین تہین یا تو مہاجرین بھی اُسی شخص کی بیعۃ اور اطاعۃ قبول کرتی یا
کوئی اور جُداگانہ اپنا خلیفہ بناتے درصورت اول کی اس حدیث کی مخالف ہوتا الملک فی قریش والقضا
فی الانصار ولاذان فی حبشۃ بعض روایات مین الخلافۃ فی قریش صراحۃً آیا ہے جب انصار کو ہی
خلافت ملجاتی تو پھر کلہم سے کو مہاجرین کو خلافت نصیب ہوتی اور دوسری صورت مین یعنی مہاجرین کا
خلیفہ جُداگانہ بنالیتے مین تفرق کلمہ لازم آتا اور منشا خدا و رسول اتحاد و اتفاق کو چاہتا ہے چنانچہ
آیۃ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم و لکن اللہ الف بینہم اور حدیث لطویل قراءت
معاذ بن جبل کے باوجود انپر عنایت بیحد کے حضرت کا امتنان یا معاذ فرمانا دلالت کرتی ہے اس ہو تین
وہ بات ہاتھ سے نکلجاتی اور کام ریاست و سیاست کا بخوبی انجام نہوتا اور باہمی منازعت کا بھی خوف
تہا۔ چنانچہ لو کان فیہما الہۃ الا اللہ سے مستفید ہے کہ اگر ایک سلطنت مین دو حاکم ہون تو وہ

برباد ہوجاویگی معلوم ہوا کہ ایک امر خلافت مین دو خلیفہ کا ہونا موجب خرابی کا ہے باین نظر شیخین نے اُسکی تاسیس و توثیق مین مبادرت کی حضرات شیعہ جیسے خود ملوث بطمع دینا دینہ اور سگ دُنیا ہین ویسے ہی خیالات معاذ اللہ اکابر وارکان دین کی طرف بھی نسبت کرتے ہین کیسے کج فہم ہین اس موٹی بات کو نہین جانتے کہ پانچون انگلیان برابر نہین ہوتی ہین۔

سوال ۲۸- از جانب شیعہ

حضرت علی اور حضرت عباس اہل حل عقد مین یا نہین اگر داخل ہین تو اُنکو کیون شامل نہین کیا اجماع مین

جواب سوال بست و ہشتم حضرت علی اور حضرت عباس اول درجہ کے اہل حل وعقد مین سے تھے پر اجماع کے انعقاد کے لئیے یہ ضرور نہین کہ سارا جہان ایک آن واحد اور ایک ہی لحظہ مین ایک بات مُنہ سے کہی یہ تو آپ کے نزدیک بھی ممکن نہوگا ہان یہ باتین بتدریج آگے پیچھے ہوا کرتی ہین حضرت علی سے جو بیعت ہوئی تھی وہ ہی ایک دفعہ نہین ہوی بلکہ خود رسول اللہ صلعم کے ہاتھہ پر سبنے ایک ساتھہ ہی بیعت نہین کی جب کبھی کوئی آجاتا تہا بیعت کر جاتا تہا اور بیعت تو درکنار اسلام بھی سبکا ایک ساتھہ نہین کوئی آج مسلمان ہوا کوئی دس برس کے بعد کوئی بیس برس کے بعد سو انکی بیعت تو آپ بھی جانتے ہین جبھی ہوئی ہوگی جب وہ مسلمان ہوئے ہونگے یا اُس کے بھی بعد یا یون کہو انہون نے بیعت کی ہی نہو پھر حال یہ تو ممکن ہی نہین کہ قبل اسلام بیعت کر گئے ہون سو جو نسے احتمال پر آپ چین ہمارا اُدہر ہی لیکھا ہے غرض ہمارا مطلب کسیطور ہاتھہ سے نہین جاتا ہہت سے آدمی تو سقیفہ بنی ساعدہ ہی مین دست بیچ ہوئی پر بیعت عام دوسرے روز ہوی اسمین حضرت علی نے اور بھی بعد مین بیعت کی پر یہ بعد مین رہجانا بایمعنی نہ تہا کہ اُنکی خلافت کے منکر تھے اور اگر بالفرض انکار خلافت حضرت صدیق اکبر ہو تو پھر حضرت علی کو روز کی نمازون اور جمعہ کے خطبون کے سُنتے اور جہادون کی باندہون مین مال اسباب کے تصرف مین لانے کی کوئی وجہ متصور نہین بلکہ شیعون کا یہان ایسا قافیہ تنگ ہوگا کہ بریز بر نہی کرنی پڑیگی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابوبکر تو حضرت امیر کی خلافت بلا فصل کے منکر کیا فراخم ہی تھی ہم بھی جانتے ہین تم بھی جانتے ہو پھر اگر حضرت امیر بھی حضرت صدیق کی خلافت کے معتقد نہون یعنی سُنی نہون شیعہ مذہب ہو تو یہ معنی ہون کہ حضرت صدیق اور حضرت عمر کافر تھے نعوذ باللہ کیونکہ جیسے ہمارے نزدیک ایمان کے دو جز ایک لا الہ الا اللہ دوسرا محمد الرسول اللہ شیعونکے نزدیک ایک تیسری شاخ امامت کی اور

یہی ہے جیسے ہمارے نزدیک آدمی انکار لا الہ الا اللہ یا انکار محمد الرسول اللہ سے کافر ہو جاتا ہے انکے نزدیک انکار امامت حضرت امیر وغیرہ ائمہ ہدی سی بھی کافر ہو جاتا ہے بہرحال اگر حضرت علی شیعہ مذہب ہون تو اُنکو بھی اپنی امامت پر ایمان لانا ایسا ہی ضرور ہوگا جیسے بشہادت آیۃ اٰمن الرسل بما انزل الیہ من ربہ والمومنون اور نیز بشہادت آیۃ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المومنین رسول اللہ صلعم کو اپنی رسالت پر ایمان ضرور ہے اور ظاہر بھی تو ہے اگر رسول اور امام ہی کو اپنی رسالت اور امامت کا انکار ہو تو پھر دوسرون کو کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مجھپر ایمان لاؤ اس صورت مین حضرت امیر منکران امامت کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہون گے جیسے رسول اللہ صلعم منکران رسالت کو پھر فرمائیے حضرت علی جو ہمیشہ ان منکران امامت کے پیچھے نماز پڑھتے رہے تو کیا باعث تھا کافرون کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے بلکہ یہ لوگ امامت پر ایمان رکھتے تھے اور شیعان پاک مین سے تھے یا امامت کی شاخ ایسی ہے جیسا کسی نے کہا ہے **شعر** عریان ہی دفن کرنا تھا زیر زمین مجھے ÷ اک اور دوستون نے لگا دی کفن کی شاخ ÷ ہم سے اگر پوچھتے ہین تو یہی صحیح ہے ورنہ پھر مذہب امامیہ کی خیر ہے نہ حضرت امیر کی امامت اور بزرگی کے صحیح سالم رہنے کی کوئی تدبیر بالجملہ نین پانچ کرنیکو تو بہت سی باتین ہین اس بات کا جواب نہ مجتہد صاحب سے آئے نہ امام زمان کے پاس کوئی جاکر لائے یہ بات لاجواب ہے اور کیون نہو در دروغ گو را حافظہ نباشد ÷ بانیان مذہب شیعہ یہان آکر چوکڑی بھول گئے آگے سنئیے یہی نہین کہ نماز ین پڑہین حضرت امام زین العابدین کی والدہ ملکہ حضرت امیر کی حرم محترم انہین خلیفون کے جہاد مین آئین تہین جنکو کافر نہ کہئے تو مذہب شیعہ اُڑ جاتا ہے اور کافر کہئے تو پھر جہاد کی کوئی صورت نہین جو کچھ ہوا ظلم ہوا پھر اُن حرمونکی مالکیت ہی تو کیونکر ہونے جو آگے زیر تصرف رکھنے کی گنجایش ہو اگر یون ہوتا کہ مسلمان کرکے آگے پیچھے نکاح ہی پھر ہو لیتے تب بھی ایک بات تھی یہ بھی نہوا کہئے تو سہی کیا ہوا اور یہان نکاح کا بہانہ کر لینا تو مال کا تو نکاح ہی نہین ہوتا اس سے آگے بڑہکر اور سنئیے۔ طاہرہ مطہرہ جگر گوشہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رسول اللہ صلعم کی قرۃ العین حضرت خدیجہ الکبرٰی کے راحت جان حضرت حسنین کے قوت دل تمام اہل ایمان کے دین و ایمان کو حضرت ام کلثوم دختر شکم خاص حضرت بتول کو حضرت عمر سے بیاہ دیا ایسے پاک طاہر پاک باطن کہ سن خوردسالی مین ایسے کافر کہنہ سال کے کوئی حوالہ کرتا ہی

ذرا سی بات پر فوج شام و عراق سے تو لڑ مرے اور ایسی پاک دامن کو یون بیچون چرا عمر کے حوالہ کر دیجے مسلمان کا کام تو نہین کہ ایسے انسانونکو بیموقع احتمالون پر محمول کرے خدایا میرا تو بال بال کانپتا ہے یہ خبیث کس طرح ایسی بیہودہ باتین بکدیتے ہین اگر حضرت عمر کا لحاظ نہین تو ننگ و ناموس اہل بیت نبوۃ کا تو لحاظ کیا ہوتا۔ دیکھئے اس نکاح سے زید بن عمر پیدا ہوئے اور پہر بقضاء الہی اپنی والدہ کے انتقال ہی کے دن خانہ جنگی مین مارے گئے یہانتک کہ اکٹھی دو نو جنازون کی نماز پڑہی گئی بہر حال حضرت علی و حضرت عباس دونون معتقد خلافت حضرت صدیق تھے اور انعقاد اجماع کیلئے اتنا ہی کافی ہے ہر ہر شخص کی بیعت کی ضرورت نہین یون تو بہت سے چھوٹے بڑے نزدیک و دور کے لوگ رہ گئے ادہر آج کل کے اہل سنت سب اجماع مین داخل ہوتے چلے جاتے ہین اور بیعت کا کچھ حساب نہین الغرض اعتقاد دلی اور شہادت حالی یا مقالی چاہئے سو بحمد اللہ یہ بات قبل بیعت ہی حضرت علی کو حاصل تھی اور بعد بیعت ہی باقی رہی پر جب حضرت امیر نے دیکھا کہ مردمان ظاہر بین اور سادہ لوحان صحر النشین اس بیعت کے نکرنے کو اور بات پر محمول کرتے ہین ادہر موافق مزعوم شیعہ علم ما کان و ما یکون حاصل تہا یہ سمجھکر کہ آخر زمانے کے ہمارے نادان دوست ہمکو شیعہ کہینگے کچھ اور اس دست کشی کے تئے بہت ہاتھ پاؤن پھیلائین گے زبان کے رستے بہت کچھ بکین گے حضرت صدیق کی ہاتھ پر بیعت کرکے شبہ مکنون متردون کی دل سے مٹا دیا پر جنکے دل کو یہ خیالات فاسدہ ایسی طرح کہا گئے تھے جیسے تلوار یا کسی اور ہتیار کو مورچہ۔ اونکی اصلاح نہوئی وہ اوسی لکیر کو پیٹے جاتے ہین اور حضرت امیر کی راہ پر نہین آتے اب بس کیجئے اور جانے دیجئے یا اللہ تیرا شکر ہے یہ تیری عنایت ہے کہ مجھ جیسے ہیچدان بلکہ نادان سے ایک دن اور کچھ اوپر آدہی رات مین اکٹھے اٹھائیس سوالون کا جواب لکھوا دیا تیرا شکر کس زبان سے ادا کرون ہر بن مو مین زبان ہو تو پہر بہی ایک ادنے سے ادنے احسان کا شکر ادا نہین ہو سکتا اے میرے اللہ میری نیت تو دیسی ہی ہے جیسا مین ہون تو اپنے کرم سے اسکو قبول فرما کر میری لئے ذریعۂ آخرۃ کر دے اور اس تحفہ نخفرہ کی بدولت حضرات اہل بیت اور صحابہ رسول اللہ صلعم کی خوشنودی میرے نصیب کر پہر انکے طفیل سے اپنے حبیب پاک سید لولاک کی عنایت مین اس کمینہ عالم کو شامل کر اور مجھکو اور میرے ماباپ کو اور تمام احباب کو بخشکر مجھکو مسرور کر آمین ثم آمین فقط

التماس بخدمت منشی شیخ احمد صاحب

منشی صاحب میری کم فرصتی اور کم توجہی کا حال اگر نہ سنا ہو تو حاجی ظہور الدین احمد صاحب سے دریافت

فرمائین آپ کے تپنے یقین جانئے اونگلیان تہک گئین کل شام بیٹھہ کر آدہی رات تک لکہا آج صبح سے
اسی خیال مین تہا اسوقت بعد عشا فراغت پائی اب ہی اونگلیان نہ تہکین تو اور کیا ہوگا بار بار
یہہ شعر یاد آتا ہے **شعر** حال دل لکہون کہانتک جاؤن اُسکو دکہلا دون ٭ اُنگلیان افگار اپنی خامہ خون چکان اپنا
آپ سنا ئین تو بخرا سکے اور کیا لکہون **مصرع** جو اسپر ہی نہ سمجھے وہ تو پہر اُسکو خدا سمجھے ٭ خیر یہ تو آپکی حسن اخلاق
کے بہروسے عرض معروض تہی دوسرے عرض یہ ہے آپنے وہی پُرانے سوالات کئے جو اول سے شیعون
نے ایجاد کئے اور صدہا جواب اُسکے سُنیون کی طرفسے ہوچکے بروے انصاف یہ تو تنگ کرنا ٹہرا آپ
کو تو نہین کہہ سکتا شیعون کو تو ڈوب مرنے کی جا ہے جواب دندان شکن سنتے چلے جاتے ہین اور پہر بہی اپنی
گالی گفتار سے باز نہین آتے بہلے مانسون کو تو منہ پر کہا کرتاب مقابلہ نہین رہتی ہان بیجا اللہ پٹتے جاتے ہین
اور گالی گفتار سے باز نہین آتے آپنے یا جنہے یہ سوال کئے یہ سمجہا ہوگا کہ سنیون مین ایسا کون فارغ بیٹہا ہے
جو اپنا نماز روزہ چہوڑ کر اس طومار کے طومار کا جواب لکہیگا ہمین کہنے کو جگہہ ہوجاے گی یہہ نہ سمجہا ہوگا
کہ قاسم سے گنہگار ہی بہت ہین جنکو نماز روزہ کی چندان توفیق نہین پہر تسپر ایسے ایسے صداے بیمعنی
کو یون ہی چٹکیون مین اُڑا دیتے ہین اور لگا وا رہی نہین آتا سو آپ خدا کے لئے غور فرمائین اور
پہر بہی راہ پر نہ آؤ تو مجتہدان ضلع سہارنپور و مظفر نگر سے ان جوابون کا جواب اور میرے سوالات
مُرسلہ کا جواب لکہوا کر بہجواؤ پر جواب ہو تو ایسا بے لگا ہو جیسا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کہاٹ کے
جواب مین کہا تہا تیرے سر پر کولہو اگر بوجہہ ہی مین دبانا منظور ہو تو آپ ہی بہت ہین مگر ہمین کون سکہلا
ہم دو نو علم پڑہے ہین بے تکی کہنی ہی آتی ہے غرض ان اٹہائیس سوالون بوجہہ جیسے مجھے یاد رہیگا
انشاء اللہ اُس سے زیادہ جناب مجتہدین چکر مین آئین گے فقط

جواب ثانی از جانب مولوی عبد اللہ صاحب

یہہ دونون صاحب داخل اہل حل عقد ہین پر تمام اہل حل عقد کا آن واحد مین اجماع محال ہے
اور نیز انعقاد بیعت کے لئے تمام کا موجود ہونا ضروری نہین ہان اکثر کا مجمع ہونا ضرور ہے سو اکثر لوگ
مہاجرین اور انصار جمع ہو ہی گئے تھے اور حضرت علی اور حضرت عباس اگرچہ بضرورت مشغولی تجہیز و تکفین اجماع مین شامل
نہ تھے مگر حضرت ابو بکر کی خلافت و فضیلت کے مُنکر ہی نہ تھے افضیلت حضرت ابو بکر کی ہر صغیر و کبیر کی زبان
زد تہی کسی نے بایں وجہ بیعت مین تاخیر نہین کی کہ حضرت ابو بکر لایق امامت و خلافت کے نہین تو شیعہ

شیعہ ہی سمجھکر اپنا دونو جہان کا برا کرتے ہین صرف حضرت علیؓ کو اسی بات کا ملال تہا کہ باوجود اس اتحاد باہمی کے پہر مجھکو کیون نہ شامل کیا کس لئے ایسی جلدی کی چونکہ حضرت امیر اسد اللہ الغالب تھے بسبب کمال شجاعت کے اُنکے خیال شریف مین برہمی درہمی سلطنت کا کچہہ خطرہ نہ گزرا اور یہی وجہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی مبادرت کو پسند نہ فرمایا حالانکہ اُنکے نزدیک امر سلطنت کا اہتمام پیشتر کر لینا اولے و اقدم ہوا تاکہ دفن حضرت اور دیگر امور بجمعہ خاطر ہون اور اگر خدا نخواستہ اس امر کا پیشتر سے اہتمام نکیا جاتا اور انصار جدا سردار مقرر کر لیتے تو حضرت عباس وحضرت علیؓ کیونکر روکتے بیٹھے بٹھلائے طرفۃ العین سلطنت اسلام جاتی رہتی اور حضرت علیؓ کی اتنی شکایت کچہہ بیموقع نہ تھی بلکہ اپنون ہی کی شکایت کیا کرتے ہین غیر کا کون شاکی ہوتا ہے شعر بے محبت نہین اے ذوق شکایت کے مزے ‡ بے شکایت نہین اے ذوق محبت کے مزے ‡ اگر انکو شکایت تہی تو محبت بہی تہی کبہی قبل خلافت یا بعد خلافت حضرت ابوبکرؓ کے حضرت علیؓ نے برائی نہین بلکہ تیغ احادیث سے تعریف کری ثابت ہوتی ہے چنانچہ خاص اس قصہ مین بہی کی ہے انہ لم یجد علی الذی صنع نفاسۃ علی ابی بکر ولا انکارا للذی فضلہ اللہ بہ اور حضرت صدیقؓ نے جو مرتدین بنو صنیفہ سے جہاد کیا وہان کی سبایا مین سے ایک لونڈی خولہ نام حضرت مرتضی علی کو بہی ملی اور آپنے اُسپر تملک مین تصرف فرمایا اور محمد بن حنفیہ اُسیکے بطن سے پیدا ہوئے اور شہربانو یزدگرد بادشاہ کہ بران کی بیٹی حضرت عمرؓ کے وقت مین پکڑی ہوئے آے اور حضرت امام حسینؓ کو ملی اور امام زین العابدین اُسکے بطن سے پیدا ہوئے اور جو کچہہ باہم اتحاد اور رشتہ و قرابت پیش رہا ہر چند اصول شیعہ پر تقیہ کی رو سے تہا مگر ان خیالات کو بیخ و بن سے اکہاڑ تا ہے اور تقیہ بقدر ضرورت ہوتا ہے نہ ہر امر مین تردید تقیہ کے لئے تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ حضرت علیؓ کے دلمین جبتک ملال رہا بیعت نکی اور جب صاف ہوگئے فوراً کرلی اگر خدا نخواستہ تقیہ کرتے تو بیعت مین اتنی مدت کیون لگتی معلوم ہوا جو کرتے تہے بیباکانہ صاف دلی سے کرتے تھے فقط

مادہ تاریخ از مولوی عبد اللہ صاحب

قَالَ تَعَالٰی جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

مادۂ تاریخ یہہ از فکر رسا عزیزم حافظ مولوی معین الدین صاحب خلف الرشد مولوی محمد یعقوب صاحب

مولوی میرے بہائی عبد اللہ جنہین حق نے بہت بہرے ہین گن ان سوالون کے ایسے لکہے جواب
جنسے شیعونکی اوکہڑی بیخ وبن سن روافض نے ان جوابون کو سرکو اپنے کہا یہہ سننے دہن
یون تو بود اتہا پہلے ہی مذہب ان جوابونسے لگ گیا اور گہن ہاتف غیب نے ندا انب کی
سال تاریخ مین یہہ آیت سن یون ازل مین ہی ای معین حق نی کہدیا فی قلوبہم زیغ

ایضا منہ سلمہ

مَنْ تَوَاضَعَ دُفِرَ + وَمَنْ تَعَاظَمَ صُغِرَ +

سوالات ازجانب اکمل الکملاء افضل الفضلا نخبۃ الاکارم جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب بخدمت علماء اہل تشیع

۱- عقیدہ امامت جزایمان ہے اُسکا ثبوت یقینی چاہئیے پر نہ کلام اللہ مین اُس کا پتہ نہ احادیث متواترہ مین اسکا ذکر جواب موجہ بیان فرمائیے اور آئین بائین نہ اوڑائیے ؞

۲- اگر آیۃ انما ولیکم اللہ سے امامت حضرت امیر علیہ السلام ثابت ہوتی ہے تو اس سے اور اماموںکی امامت باطل ہوتی ہے چنانچہ لفظ انما سے ظاہر ہے ؞

۳- لفظ ولی کے معنی حاکم ہونے پر کون سی کتاب لغتہ شاہد ہے اور اگر کوئی کتاب اسپر دلالت کرتی ہے تو کونسی ضرورۃ ہے کہ معنی مشہور محبوب کو چہوڑ کر یہہ معنی لیتے ہین با اینہمہ جب احتمال آگیا تو پہر کلام مشتبہ ہو گئی قابل استدلال نرہی وہ بہی ایسی ضروریات دین کے لیئے ؞

۴- امام زمان باہر کیون نہین آتے اور تشریف لاکر دین نبی کی تائید کیون نہین کرتے اگر عذر تقیہ تہا تو بہی شیعان ایران و ہند و مخلصان دکن و سندہ کی تعداد لاکہون کو پہنچ گئی ہان اگر شیعونکو حضرت امام ایماندار نہین سمجہتے اور بظاہر یہہ گا تو یہی ہوگا وہیسی فرمائیے ؞

۵- امام کا تقرر اگر اس غرض سے ہے کہ امتیونکو غلطی نہو تو حضرت امام روپوش رہتے ہین

خطاوار ہین اور اگر کوئی اور غرض ہر تو ضرورۃ ہی کیا تہی جو ایمان مین ایک تیسری امامت کی پچر لگائی اور پہر شیعون پیر بوجہ خلافت خلفا کے جو معصوم نہین کیا اعتراض رہا

۶-کلام اللہ بجنسہٖ محفوظ ہے تو اول احادیث کلینی اور اتفاق مذہب کا کیا جواب دوسری آیات مدح صحابہ مثل والسابقون الاولون الخ اور الذین آمنو وہاجروا وجاہدوا الخ اور الذین معہ اشداء علی الکفار وغیرہ پر ایمان مین کیا دیر ہے اور اگر صحابہ کے ایمان مین کلام ہے تو سوا اُن کی جو کوئی ان آیات کا مصداق ہے اُسکی ایمان پر کیا دلیل ہے ایسی دلیل جس سے خوارج کو ساکت کر سکو پیش کرو*

۷-اگر کلام اللہ غیر محفوظ ہے تو اول تو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وغیرہ کا کیا جواب دوسرے بشہادت حدیث ثقلین شیعونکو ثقلین کے ساتہہ تمسک باقی نرہیگا۔

۸-حضرت امام حسن عسکری نے جو اسی کلام اللہ کی تفسیر لکہی باقی کلام اللہ کی نہ لکہی تو کیا اونکا بہی مثل اور شیعونکی کلام اللہ یاد نتہا*

۹-تقیہ کی کیا سند ہے یعنی کہین کلام اللہ مین حکم ہی یا ارشاد نبوی ہی کہ کیا کرو*

۱۰-تقیہ کس غرض سے دین مین داخل ہوا اگر نبی و امام دین تبلانے کے لئے آئے ہین تو چہپانے کے کیا معنی اور چہپانے کے لئے ہین تو فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین کی کیا معنی ہین۔

۱۱-غار مین آپ کے ساتہہ کون تہا حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے اور یہی کہوگی تو بعد اسکے کہ خدا اونکو بشہادۃ لفظ لصاحبہ صحابی کہتا ہے تم کیون نہین کہتے*

۱۲-دوازدہم حضرت ابوبکر کی شان مین کلام اللہ مین ان اللہ معنا فرمایا ہے خدا تو اون کا ساتہہ دے تم کیون نہین دیتے۔

۱۳-حضرت علی یا ائمہ اہل بیت کی شان مین بہی کہین ان اللہ معنا ہے*

۱۴-حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا اگر وہ کافر تہی یا فاسق تھی تو کیون بنایا

۱۵-حضرت امیر نے شیخین اور حضرت عثمان کے پیچھے نمازین کیون پڑہین اور اُنکے زمانے کے جہادون کی باندی غلام کیون اپنی تصرف مین رکہی اگر وہ کافر تھے تو یہ نماز ہوئی نہ جہاد پہر نہ مال حلال ہوا نہ باندیان اور مسلمان تہی تو بی اقرار امامت کیونکر مسلمان ہو گئے جواب معقول دیجئے*

۱۶- موافق ارشاد آیۃ- الذین آتینٰہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ الخ- جو منجملہ علامات ایمان ہے یون معلوم ہوتا ہے کہ جس فرقہ کے لوگ بکثرۃ تلاوۃ قرآن کرینگے وہ تو مومن ہونگی باقی کا فراب فرمائے کہ ایسے لوگ شیعہ ہین یا اہل سُنتہ جواب معقول لکھئے اور اگر حق تلاوۃ سے خشوع وخضوع مراد لیتے ہو تو شیعون مین وہ بھی نہین اسلئے کہ خشوع کے لئے اعتقاد چاہئے شیعہ کلام اللہ کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین باینہمہ حق تلاوۃ مفعول مطلق ہے اور عامل اُسکا یتلونہ اسلئے ضرور ہے کہ وہ بھی از قسم تلاوۃ ہو سو خشوع خضوع امر قلبی ہے اور تلاوۃ امر لسانی ؟

۱۷- آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ حفظ کلام اللہ خدا کا کام ہے اسصورت مین سُنی بندگان خاص ٹھیرے کہ خدا کا کام کرتے ہین اور انکا کیا خدا کی طرف ایسی طرح منسوب ہو جاتا ہے جیسے راز مزدورون کا بنایا ہوا مکان صاحب مکان کا بنایا کہا کرتے ہین۔

۱۸- شیعون کو کلام اللہ یاد کیون نہین ہوتا اگر یہ وجہ ہے کہ صحابہ اُستاد کلام اللہ ہین اور استاد کا بُرا کہنے والا کامیاب نہین ہوتا تو توبہ کیجئے باقی یہہ جو کہین کہین شیعہ ملقب بحافظ ہین یا ایک دو کا کہین کہین۔ نشان دیتے ہو البتہ اول تو کہنے کی باتین اور اگر سچ بھی ہو اہل سنتہ کے مقابلہ مین ایک دو کا حافظ ہونا بہت شرمانے کی بات ہے ؟

۱۹- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہین تو حضرت فاطمہؓ نے ترکہ کیون مانگا زندونکی مال مین میراث جاری نہین ہوتی اور شہیدونکی نظیر دو تو یہہ نظیر کام کی نہین کیونکہ شہدا اُنہ کے بدن سے زندہ نہین ہین۔ اس بدن کے حساب سے تو مردہ ہین ہان جنت مین انکو دوسرا بدن ملجاتا ہے اور موت کا جواب بھی کام کا نہین کیونکہ موت سے حیات جاتی رہتی ہے تو آپ حیات النبی نہین اور نہین جاتی تو میراث کی کوئی صورت نہین۔

۲۰ کلینی وغیرہ کتب شیعہ سے یون معلوم ہوتا ہے کہ فدک منجملہ اموال فی ہے اور آیۃ ما افاء اللہ علی رسولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اموال فی ملوک بنوی نتھی اسلئے کہ اول تو بشہادت آیۃ ذوی القربی یتمی مساکین وغیرہ شریک جنکی کوئی تعداد معین نہین جو اون سبکو پہونچائی دوسرے بشہادۃ آیۃ والذین جاؤ من بعدہم سے یون معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ مصارف وہ لوگ بھی ہین جو ابھی پیدا نہین ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے سو اُنکی شرکت تک کی کوئی صورۃ نہین کیونکہ مالک

کا بالفعل موجود ہونا چاہئے باایہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انواع کی ہر ہر فرد کو نہ زمین فدک بانٹی نہ اوسکی آمدنی بانٹی اگر ملک ہوتی اون سب ہی کی ملک ہوتی اور آپ ضرور تقسیم کرتے ہو نہو وقف ہو اس صورۃ مین حضرت فاطمہ نے کیون طلب کیا کیونکہ وقف مین نہ میراث جاری ہو نہ ہبہ

سوال ۲۱- اگر خطاب فانکحوا عام ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سے زیادہ نکاح کرنیکی وجہ بیان فرمائیے اور خاص ہے تو خطاب یوصیکم اللہ ہی خاص ہے ہوگا اسصورت مین حضرت فاطمہ نے دعوے میراث کیون کیا اور اگر آیۃ یاایہا النبی انا احللنا سے تخصیص فانکحو کرتے ہو اول تو بعد نبوۃ تاخر نزول آیۃ یاایہا النبی یہہ بات متصور ہے اور ثبوت تاخر معلوم دوسری ایسی تخصیص بلکہ اسی ہی زیادہ تو بوسیلہ احل لکم ماوراء ذالکم سکے لئے متصور ہے۔

۲۲- حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کافر تھے تو حضرت علی نے دختر مطہرہ حضرت ام کلثوم کا نکاح اونسے کیون کیا اور نہ تھے تو باوجود اسلام کے تبرا کی کیا وجہ

۲۳ تبرا کی کوئی کلام اللہ یا حدیث متواتر مین سند ہے یا نہین اگر ہے تو پیش کیجئے نہین تو ایسے وسوسہ اندازونکی جھوٹی سچی باتو نپر اون قطعی نصوص کو جو مثل روز روشن حرمتہ اور کبیرہ ہونے پر سب و شتم کی دلالۃ کرتی ہین کیسکو بُرا کہنا کیون ثواب جانتے ہو۔

۲۴- اگر تقیہ فرض یا مستحب یا مباح تہا تو حضرت سید الشہداء نے کیون نکیا اور اس تہوڑی جماعت سے کہ دشمن کے عشر عشیر ہی نہ تھے کیون مظلومونکو قتل کرایا اور اُن کا بار اپنی گردن پر لیا اور نہ تہا تو حضرت امام حسن نے باوجود فوج کثیر کے کیون صلح کی اور جہاد نکیا اور دین کو برباد کیا اگر عذر علم انجام ہے اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ امام تھے تو کیا حضرت امام حسینؓ کو علم انجام نتہا یا اسوقت امام نہ تھے۔

۲۵- اماموںکو علم ماکان ومایکون ہوتا ہے تو اس آیۃ کے اور سوا اسکے اور ایسی ہی آیتون کے کیا معنی ہوتے ہین قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور اگر نہین تو پہر اس عقیدہ کی کیا جڑ اور کلینی کی روایتون کا کیا جواب ہے۔

۲۶- امامونکی موت اونکی اختیار مین ہے تو اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعتہ ولایستقدمون کا کیا جواب اور نہین تو اس عقیدہ فاسدہ کی کیا بنا ہے۔

۲۷- متعہ اگر جایز ہے تو الا علی ازواجہم او ماملکت ایمانہم کے مخالف ہوتا ہے کیونکہ متعہ کی عورت

باتفاق علماء شیعہ نہ منجملہ ازدواج ہے اور نہ منجملہ ما ملکت ایمانہم اور اگر جائز نہین تو پھر یہہ فضائل کیونکر
حاصل ہو سکتے ہین اور قصہ خیبر سے استدلال کرتے ہو تو وہ حدیث متواتر نہین جو ناسخ کلام اللہ ہو دوسرے
وہ حکم منسوخ ہو چکا نہین تو اُس سے تو کم ہی نہین کہ احتمال ہی پہر حال تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ
وہ حکم باقی ہے احتمال یہہ ہی تو ہے کہ اس آیۃ کا حکم جو نکاتون ہو فقط براے چندے بوجہ ضرورت رخصت
ہو گئی ہو علاوہ برین آیۃ والمحصنات من النساء کو بوجہ حلت متعہ منسوخ نہین کہہ سکتی کیونکہ بزعم
شیعہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ اوس آیۃ پر متفرع ہے اور یہی آیۃ دستاویز متعہ ہے
مگر ہم پوچھتے ہین کہ عدۃ والی عورت محصنات مین داخل ہے یا نہین اگر داخل ہے تو یہہ ممانعت جسے
احسان کہئے بوجہ بقائی نکاح کی تو کہہ ہی نہین سکتی کیونکہ نکاح ایک امر اضافی ہے جو وجود ناکحین
پر موقوف ہے ہو گی تو بوجہ محافظت نسبت ہوئی لیکن اس صورت مین محصنین غیر مسافحین کے معنی مین
بھی یہ ہے احصان ملحوظ رہے گا پھر آپ ہی فرمائیے متعہ مین یہ بات کہان ہو اگر ہوتی تو یہان بھی عدت
ہوتی۔ اور اگر معتدہ داخل محصنات نہین تو فرمائیے پھر کس وجہ سے اوسکا نکاح ممنوع ہے حالانکہ یہہ
ارشاد موجود ہے واحل لکم ماوراء ذالکم اس صورت مین یون ہی نہین کہہ سکتے کہ معتدہ محصنات
مین تو داخل نہین مگر آیۃ والذین یتوفون منکم سے اسکی حرمت ثابت ہے چنانچہ اہل عقل پر ظاہر ہے
جواب معقول عنایت ہو ورنہ حرمت متعہ کا اقرار کیجئے۔

۲۸۔ منکوحۃ الاب ہے یا ام ولد الوالد سے متعہ جائز ہے یا نہین اگر جائز نہین تو کیا دلیل آیۃ ولا
تنکحوا ما نکح آباءکم سے تو فقط ممانعت نکاح ثابت ہوتی ہے اور جائز ہے تو نکاح ہی مین کیا نقصان تھا

۲۹۔ لواطت زنان جو مذہب شیعہ کے موافق جائز ہے اور دینون مین بھی جائز ہوئی ہے یا یہہ
پاکبازی اور سنت قوم لوط خاص مذہب شیعہ ہی کے لئے رکھی ہوئی تھی۔

۳۰۔ لواطت کے جواز کی کیا دلیل ہے اگر لفظ فاتوا حرثکم انی شئتم پر اعتماد ہے تو اُس سے تو تعمیم مقام ثابت
نہین ہوتی وقت معہود زوجہ کی رو و پشت اپنی طرف رکھنے کی اجازت نکلتی ہے باینہمہ جملہ نساؤکم
حرث لکم سے صاف یہ ثابت ہے کہ عورتین اولاد کی کہیتی ہین پھر آپ ہی فرمائین کہ بچہ دُبر زن
مین سے نکل سکتا ہے یا نہین اگر کوئی خاص کرامت زنان مذہب شیعہ مین ہو تو مطلع فرمائیے

۳۱۔ باندیونکی فرجون کا عاریت دینا جو علامہ حلی کی کتاب ارشاد مین موجود ہے اسکی

اسکی کیا دلیل ہے پہر آیۃ الاعلی از واجہم اوماملکت ایمانہم کی مخالفت کیا جواب

۳۲- لواطت سے ثبوت نسب کی وجہ تعلیم فرمائین توبڑی عنایت ہو۔

۳۳-آیۃ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہاناظرہ دیدار خداوندی پر شاہد ہے اور لفظ الی کو معنی نعمت لینا جو تیون سے کان گانٹہنا ہے کیونکہ اول ناضرۃ فرمایا اُس سے صاف ثابت ہو گیا کہ نعمائے خداوندی کے استعمال تک کی نوبت آگئی اس کے بعد پہر نعمتون کے دیکہنے کی کیا حاجت تہی جو یہ ترقی معکوس ایسے کلام معجز نظام مین آئی باینہمہ آیۃ کلام انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون کا کیا جواب دوگے اور آیۃ لاتدرکہ الابصار پر نظر ہے تو وہ سالبہ جزئیہ ہے باینہمہ سلب ادراک پر دلالت کرتا ہے نفی رویت پر دلالت نہین کرتا علی ہذا القیاس لن ترانی عدم سے قابلیت ابصار دنیوی حضرت موسی ثابت ہوتی ہے عدم دیدار ثابت نہین ہوتا ہان اگر لن اری بصیغہ متکلم مجہول ہوتا تو یہ خیال بجا تہا۔ اور اگر رویت اور ابصار کے لئے خواہ مخواہ تقابل کی ضرورت ہے اور اس وجہ سے تامل ہے تو اول تو خدا کے بصیر ہونیکے لئے جہانسے تقابل لاؤگے وہین سے اُسکے دیدار کے لئے سہی اگر ضرورت ہوگی تو ابصار کے لئے خدا کو ہی ہوگی کیونکہ تقابل تو طرفین ہی سی ہوتا ہے باینہمہ سامنے کا مکان سامنے کی جہتہ جسطرح بے جہتہ اور بے مکان سامنے ہے ایسے ہی خدا ہی ہو تو کیا عجب ہے پہر کلام اللہ کی تکذیب کیون کیجاتی ہے ؞

۳۴- آیۃ وعد اللہ الذین آمنو امنکم مین جو خلافت کا وعدہ ہے پورا ہونا تو اُسکا ضرور ہے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے اور ادہر دیکہتے ہین تو خلیفہ موصوف باوصاف مندرجہ آیۃ مسطورہ سوا چار یار اور کوئی نہین ہوا خاص کر لیبدلنہم من بعد خوفہم امنًا سے تو روشن ہی ہو گیا حضرت امیر معاویۃ کو پہلی خلافت کے کفار سے کبہی خوف ہی نہین ہوا اور اگر خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مراد لیجئے تو مخالفت بدلو الذین امنو لازم آتی ہے اس لئے کہ اوسے جمعیت ثابت ہوتی ہے نہ وحدت اور امام زمان کو مراد لیجئے تو وہ منکم کے مخالف ہے اسلئے کہ اوسکے موافق تو ان خلیفون کا صحابی ہونا بہی ضرور ہے ورنہ یہہ لفظ بیکار ہوگا اُسے لغو لازم آے گا اس صورت مین کیا وجہ ہے کہ انکو خلیفہ راشد نہین سمجہتے۔

۳۵-آیۃ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم سے یہ بات ثابت ہے

کہ جو لوگ مرتدین سے جہاد کرینگے وہ اللہ کے پیارے اور بڑے ہی کامل ہون گے مگر سوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُنکے ہمراہیون کو اور کسی نے مرتدین سے قتال نہین کیا اور خوارج کو مرتدین کہنا ہی نہایت بیجا ہے اونکو بدعتی کہنا نہایت کار کا فر بدعتی غرض اوسی دین اوسی نبی کی معتقد ہین

۶ ۳۳۔ خدا کے ذمہ عدل واجب ہے تو آیۃ لایسئل عما یفعل وہم یسئلون کا کیا جواب ہے :

۷ ۳۳۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے تو آیۃ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ کا کیا جواب :

۸ ۳۳۔ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم بشہادت رسالہ المکاتیب آپکی کتابون مین موجود ہے اس سے صاف مذہب اہل سنۃ ثابت ہے۔

۹ ۳۳۔ آیۃ یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت بشہادت سباق وسیاق ازواج کے حق مین نازل ہے اسکا کیا جواب باقی حدیث اہل عبا اہل البیت سے یہ اعتراض نہین اوٹھ سکتا کیونکہ اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ برکت دعاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما ہی اہل بیت ہو گئے علے ہذا القیاس ضمیر مذکر سے استدلال کرنا غلط اول تو یہی کلمہ کم جو ضمیر مذکر ہے۔ دوسری جا حضرت سارہ کے خطاب مین موجود ہے علاوہ برین یہ اعتراض خدا پر ہوگا شہادت سیاق اور سباق کا جواب نہین"

۴۰۔ آیۃ الطیبات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان مین نازل ہے اسکا شیعہ ہی انکار نہین کرسکتے یہ لفظ جسقدر اُنکی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے اوتنا لفظ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا دلالت نہین کرتا کیونکہ لفظ طیبات صفۃ مشبہ ہے جو اصلی پاکیزگی پر شاہد ہے اور یذہب ویطہر تجدد پر دلالت کرتے ہین جس سے اول سے اوتنا پاکیزہ ہونا ثابت نہین پھر کیا وجہ ہے کہ آیۃ تطہیرا کے بھروسے اہل بیت کو معصوم کہو حالانکہ وہ بہی اصلی نہین بلکہ ازواج کی شان مین عارضی ناپاکی زایل ہوجانے پر دستاویز ہے اور باعتبار آیۃ الطیبات حضرت عائشہ صدیقہ اور سوا اُنکے اور ازواج کو معصوم نہین کہتے اگرچہ مورد خاص ہے پر الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہین۔

۴۱۔ شیعہ کی عورتون کو مثلاً بوجہ متعہ فضایل ہون تو وہ مل سکتے ہین یا نہین۔

چوتھے متعہ مین بشہادت تفسیر منہج فتح اللہ شیرازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ میسر آجاتا ہے پانچوین متعہ مین خدائی مل سکتی ہے یا نہین فقط

۴۴۔ نکاح مین جو یہہ حکم رہا کہ زمانہ واحد مین ایک شوہر سے زیادہ سے عورت نکاح نکر سکے تو فقط بغرض محافظت نسبت ہے اور جب نسب پر نظر ہی نہین جیسے متعہ مین ہوتاہے چنانچہ جواب متعلق متعہ سے خوب واضح ہے تو متعہ در دریہ بلکہ نکاح دوریہ اور ہبہ زن منکوحہ و زن متعہ اور عسار تبہ زن منکوحہ و زن متعہ کیون جایز نہین فقط

سوالات از جانب مولوی عبداللہ صاحب

التماس بخدمت علماء شیعہ کہ ان سوالونکے جواب معقول مرحمت فرمای اور ناحق زمین و آسمان کو قلابے نملائے ورنہ خلفاء اربعہ کی خلافت و مرتبہ پر ایمان لائے

سوالات

(۱) بعد وفات رسول اللہ صلعم کے ابوسفیان نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کو کہا تہا کہ اگر تم چاہو تو مین مدینہ کو سوار پیادہ سے بہردون اگر مہاجرین و انصار نے بیوفائی کی اور عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چہپایا تو باوجود اس سامان کے پہر وجہ تقیہ کی کیا تہی اور اگر بنی امیہ کا اعتبار نہ تہا تو بقول شیعہ مانعین زکوۃ وجہ منع زکوۃ کی یہی تہی کہ ابوبکر خلیفہ برحق نہین اس صورتمین مالک بن نویرہ اور اُسکی مانند سردار بنی تمیم اقوام وغیرہ کے مدد کو موجود تھے اور اتباع امام برحق کے مشتاق پہر اس سب خرابی اوٹہانیکی اور گمراہی کو جڑ جانیکی کیا وجہ ہوئی اگر بالفرض حضرت امیر جہاد فرماکر مثل اپنے زمانہ خلافت کے غالب نہ آتے یا مثل حضرت امام حسین شہادت پاتے حجت تو تمام ہو جاتی۔

۲۔ امیر المومنین اور جملہ امہ کے تقیہ کرنیکے راوی وہ لوگ ہین جو آپ ہی خادم خاص ان حضرات کی بنتے تھے مگر یہہ حضرات اون لوگون کے حقمین بے مزاری ظاہر فرماتے تھے اگر کوئی ثبوت تقیہ کا اس کا این نہج کہ جان بچانیکے لئے دین اور آبرو سب کچہہ برباد ہو جائے تب ہی تقیہ ہی کیجئے اگر کچہہ سند قرآن و حدیث سے ہو تو بیان فرمائیے یا عقل سلیم تقاضا ہو تو کہئے:

۳۔ انبیا اور امام ہدایت خلق کے واسطے ہوتے ہین جب اونہون نے تقیہ کیا اور حق بخوف دشمنون کے چہپایا تو حق کا پہیلانیوالا کون ہوا اور آپ لوگون تک کیونکر حق پہونچا اور جب دوزبانی ہوئی اور دو رنگ، تو تمیز حق کی کیا ہے اور اب لوگونے کس نہج سے حق پہچانا:

(۴) اس زمانے کے بعضے علماء شیعہ یا عوام جو تقیہ نہین کرتے اب انکو کیا امن حاصل ہو گیا ہے اور اگر وہ ایسے امامون ہین کہ تقیہ کی حاجت نہین تو حضرت امام مہدی کیون غار سر من راے مین اس دم تک غیبت کبری مین معروف ہین یا حضرت امام خطا پر ہین یا یہہ لوگ خلاف امام عمل کر رہے ہین ؛

(۵) بعد گزرنے زمانہ عباسیون کے تسلط چنگیز خانی مین جس مین علماء شیعہ کو نہایت فروغ ہوا ہے اور زمانہ سلاطین ایران اور امراء ہندوستان مین حضرت امام نے خروج کیون نہ فرمایا اور اگر دعوت سلطنت مین امید بہبود نہ تہی تو بطور ائمہ سابق ان ممالک مین ظہور فرماکر محبین کو ہدایت فرماتے اور اعداء پر حجت قایم کرتے طول عمر امام کا ایک ایسی کرامت ہوتی کہ سنّی تو سنّی یہود و نصارا اور کفار چین و ہند پر حجت تمام ہوتی کوئی وجہ معقول ارشاد ہو۔

(۶) شیخین کے باب مین علماء شیعہ کے اقوال مختلف ہین بعضون نے منافق اصلی اور بعض نے مرتد بعد واقعہ غدیر اور بعض نے مرتد بعد وفات اور بعض نے ایمان سے خارج اور اسلام مین داخل اور بعض نے مرتکب اکبر کبایر یعنے حق چہپانے والا کہا ہے ان وجوہ پر یا تو رسول اللہ صلعم معاذ اللہ نادان یا نہایت عاجز اور خداوند کریم ہی ڈرتا اور اُنکے نجات پر قادر نہوتا ان باقی صورتون مین رسول اللہ صلعم کی صحبت نہایت بے تاثیر تہی کہ سواء دو ایک کے کوئی مخلص نہ رہا اور حضرت امیر المومنین کو خمس اور فی انکے جہاد کا لینا اور لونڈیونپر تصرف کرنا کیونکر جایز ہوا اور نہ انکا لڑنا جہاد تہا اور نہ وہ دین کے مددگار تھے نہ یہ کچہہ غنیمت اور فی تہی

(۷) مذہب شیعہ خلاف ظاہر ہے اسلئے کہ حضرت امیر سے لیکر تا جملہ ائمہ بظاہر اہل سنت تھے اور شیعہ کو اُس مین گنجایش انکار کی نہین دعوی تقیہ جو بہت سے امور کا جواب ہے اسی پر مبنی ہے اور اثبات خلافت کی واسطے دلیل یقینی چاہئے وہ کیا دلیل ہے عقلی یا نقلی ارشاد ہو۔

(۸) آیت انما ولیکم اللہ و رسولہ نص نہین ہوسکتی اور شان نزول اگر خاص ہو تو حکم عام ہوتا ہے اور الذین امنوا صیغہ جمع کا ہے اور انگشتری دینی نماز مین اس روایت کا کیا ثبوت ہے اور سواے حضرت امیر کے اور کوئی مراد نہو اُسکی کیا دلیل ہے اور انگشتری کا دینا زکوٰۃ تہا جیسا ظاہر لفظ قرآن سے معلوم ہوتا ہے تو اس مین کیا وجہ کمال کی ہے کیونکہ فرض ادا کرنا ہر مسلمان کا کام ہے۔

(۹) حدیث ثقلین یعنے خطبہ غدیر وہ ہی پوری حجت نہین مولی کا لفظ مشترک ہے اور اللہم

معنی کا موجود ہے پہر شیعہ کے پاس کیا حجت ہے کہ ایسے امر ضروری کو کہ مثل اقرار توحید و رسالت ہی ایسی چیستان کی طرح ثابت کرتے ہین۔

(۱۰) اذان کے اندر جو اشہد ان امیرالمومنین علیا ولی اللہ مذہب شیعہ مین زائد ہوا ہے اور معمول یہ ہے اگر ایسی اذان زمانہ رسول اللہ صلعم سے اسیطرح مروج اور مروی ہے ہوتی آئی ہے تو اُسکی سند ارشاد ہو اور اگر بعد مین ارشاد ہوئی تو کون سے امام کے وقت مین یہ صورت اعلان مذہب کی ہوئی

(۱۱) حضرات امیرالمومنین امام حسینؑ وعلی اباءہ الکرام نے جو گردن تقیہ کی میدان کربلا مین مار دی۔ علے الخصوص جب سب رفقاء شہید ہو چکے تھے تو اُسکی کوئی وجہ معقول ارشاد ہو اور فسق پزیر کیا کفر و ارتداد و نفاق خلفاء سے کچھ بڑہا ہوا تہا جو حضرت امام نے ایسا کیا؛

(۱۲) اولاد ائمہ نے جیسے حضرت زید شہید اور یحییٰ بن زید اور اسمٰعیل نے دعوے امامت کیا شیعہ کے اصول پر ناصبی بلکہ اسلام سے خارج ہوتے ہین اور چاہئیے یون تہا کہ اہل بیت اور ی بافیہ نص امامت سی انکو زیادہ آگاہی ہوتی اور آیت تطہیر کا اثر اور عشرہ کی تمسک بہ ہونیکی کچھ تو تاثیر انمین باقی رہتی علاوہ برین ائمہ نے جو اُس زمانہ ہی مین انکے فعل کو گناہ تک نہ گنا اس کا کیا جواب ہے +

(۱۳) یہ زمانہ بزعم شیعہ امام سے خالی نہین اور امام سے یہ غرض ہے کہ حجت قایم ہو اور طالب حق کو حق مل سکے اب امام کی یہ غیبت کہ آشنا و بیگانہ کسیکو رسائی نہین اب سارے جہان مین موافق و مخالف مین کوئی طالب حق نہین یا دین مین کوئی حاجت پیش نہین ہوتی یا یہ صورت امام سے خالی ہونیکی نہین ہوتی اگرچہ یہ وجود عدم کی برابر ہے؛

(۱۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین شیخین کے مناقب برسر ممبر بیان فرمائے ملکہ تفضیل پر حد افترا سے تہدید کیا اگر یہہ تقیہ تہا تو ان مردے لوگون سے تہا یا زندون سے زندے تو آپ کے سب شیعہ تھے اور جان نثار تھے اور بعض منافق بہی ہون گے تو ایسے لوگون کا کیا ڈر تہا اور مردون سے اتنا ڈر خارج قاعدہ سے ہے بہت ہو تا سکوت فرماتے یا قلیل سی کچھ تعریف کردیتے اسکی کیا وجہ ہے ارشاد ہو؛

(۱۵) جب اپنی خلافت کے وقت مین حضرت امیرالمومنینؑ کو حاجت تقیہ تہی تو فرمائے شیخین کے زمانہ مین اگر خلافت ہو بہی جاتی تو کیا کام نکلتا اس سے معلوم ہوا کہ جز وعدہ موہوم خروج مہدی

علیہ و علی ابائہ السلام زمانہ غلبۂ حق کا کوئی نہین ہوا جب گیارہ امام اس تنگی سے ہوئے اب بارہوین امام سے باوجود اتنی غیبت کے کوئی عاقل کیا توقع رکہہ سکتا ہے اس مخافت کی کوئی وجہ معقول بیان فرمائیے فقط

خط شکایت امیز منشی شیخ احمد صاحب مع حال صفائی عقیدہ خود بجانب مولوی عبداللہ صاحب

حضرت مولوی صاحب

جوابات جو آپنے بہیجے ہین وہ واقعی نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہین جس جس معاملہ مین مجکو شک واقع ہوا تہا وہ معاملات طے ہوگئے اور جو کچہہ معاملات اور شک سے باقی ہین وہ بوجہ برہمی مزاج خدام مین پوچہہ نہ سکا مگر عالم و فاضل کو سوال کے جواب دینے مین سختی اور برہمی کرنی واجب نہین کیونکہ علماء کا یہی کام ہے اور سائل جسکو پوچہنا کسی امر کا منظور ہوتا ہے وہ کس سے پوچہے سوائے عالم کے مگر افسوس کہ یہان برخلاف معاملہ ہوتا ہے کہ آیندہ سائل سوال نہ کرے فقط بندہ شیخ احمد

خط مولوی عبداللہ صاحب بجواب خط منشی شیخ احمد صاحب

مہربان والاشان حنانۃ لاتعد منشی شیخ احمد صاحب سلمہ اللہ تعالی — خاکسار عبداللہ بن مولوی محمد لقا

بعد سلام مسنون الاسلام منظہر مرام ہے کہ خط فرحت پہنچا باعث فرحت بیغایت کا ہوا- جو کہ اپنے شکایت برہمی مزاج کی تحریر فرمائی یہہ تحریر بسبب ناواقفیت کتب مناظرہ کی ہے جب آپ داب مناظرہ سے واقف ہونگے یہ برہمی بموقع اور خلاف طبع معلوم نہوگی- خصوصاً مذہبی مناظرہ مین کہ ایک دوسرے کو گمراہ اور ناحق شناس جانتا ہے اس کی تصدیق آپکو ان تحریرات سے جو کہ سید احمد خان کیطرف بطور فتوی ہوئی ہین اونسے ہو جاوے گی اور واللہ ثم باللہ آپ ہماری کلام کے مخاطب نہین بلکہ ہماری کلام کے مخاطب وہ ہین کہ جنکی مجاورت سے تمکو یہ شبہات دینی متین مین پڑ گئی اور وہ لوگ در حقیقۃ عند المسلمین خصوصاً نزد علماء ایشان ایسے ہی ہین جیسا کہ ہم نے انکو لکہا ہے کیونکہ سہارنپور مین علماء شیعہ نے اظہار دیا کہ ہمارے مذہب مین تبرا فرض عین ہے اور جسطرح بن پڑے کرتے ہین یہانتک کہ دہلیز اور فرش کے نیچے خلفاء کے نام لکہہ کر زمین کے لیئے رکہتے ہین- جب انکا یہہ حال ہے تو علماء سنیہ موافق قول فقہاء سب الشیخین کفر کفر کا فتوی دیتے ہین اور ہم نے تمہاری اس شبہ کی پیش بندی کر دی تہی چنانچہ عبارت سوال سے واضح ہے کہ ہم نے مخاطب علماء شیعہ کو بنایا ہے آپنے اس کا کچہہ خیال نفرمایا جو کہ سوالات آپنے کئے تہے وہ درحقیقت ہم نے شیعون کی طرف سے سمجہے اور تمکو سفیر محض جانا- اس لیئے ہم نے انہین سے سوال کئے ورنہ خاص تم سے سوال کرتے مگر واللہ ہم تمکو سفیر جانتے ہین- کیونکہ درحقیقت آپکو پوچہنا مدنظر ہوتا تو آپکو یہان آنے سے کیا یہ نہیں آ جیسے اور لوگ مسئلہ پوچہہ جاتے ہین آپ بہی پوچہہ لیتے پر چونکہ آپ نے لکہکر بہیجی ہم نے جانا کہ یہہ اور ہے در پردہ سوال

کرتا ہی کیونکہ آپکا تو عقیدہ ایسا نہین اس لئے ہم نے اوسکو ہدف بنایا آپکو کیون ایسا برا معلوم ہوتا ہی ہرگز
ہرگز آپ کی طرف خطاب نہین شوق سی جو چاہو پوچھو تم ہماری مہربان اور کرم گستر ہو آپ کے حسن ظن سے نہایت
بعید ہی کہ آپ ایسے خطاب اپنی طرف جانین اور ہماری عین خوشنودی ہی کہ جو شبہات تمکو اور باقی ہون وہ
بہی پیش کر دو تاکہ مذبذبین مین نرہو اور اپنی دین کی پختگی معلوم ہو جائی۔ حدیث مین آیا ہی کہ ناواقف کی
شفا سوال ہی یعنی جسکو شبہ لاحق ہو اوسکو پوچھ لینا چاہیئ ورنہ شیطان بلکہ بعض انسان صورتاً و شیطان حقیقتاً
مثل روافض کے اوس شبہ کو اور پختہ کر دیتے ہین حتی کہ خارج از اسلام ہو جاتا ہی اس لئے التماس ہی کہ ضرور
بالضرور طبیعت شریف کو شبہات باقیہ سے صاف کر لیجئے آپ کے والد ماجد رکن دین کے تہی بمقتضاء الولد
سر لابیہ کے آپ کو بہی صفائی در باب عقیدہ ضرور حاصل کرنی چاہیئ جبکہ ہماری تمہاری اتحاد حاصل ہے تو
مناسب ہی کہ آپ بے تکلف تشریف لاکر بالمواجہ خواہ علانیہ یا در پردہ صفائی باطنی کر لیجئے نقل مشہور ہے
شرع مین کیا شرم ہی جبتک آدمی اپنی دین کی کتابون سے واقف اچہی طرح نہین ہوتا اور دوسرے دین
کی کتابین نظر سے گذرتی ہین تو یقیناً شبہات پڑ جاتے ہین۔ اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت
دیکہنے سی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخص کو منع فرمایا اسواسطی عاقل کو مناسب ہی کہ جبتک طرفین کے دلایل
نہ سُنے ایک طرف نہ ڈہل جائی۔ حاکم بہی دونون ہی بات سنکر فیصلہ کرتا ہی خاص کر دین کے باب مین نہایت
احتیاط رکھنی چاہیئ اس قاعدہ کو اگر آپ بہی ملحوظ خاطر شریف رکھین گے تو انشاءاللہ کبہی کسی بیدین کے دہوکے
مین نہ آئین گے اور یہ جو کتاب تمہاری سوالات کے جواب مین بہیجی تہی یہ مدرسہ عربی دیوبند کی طرف سی
تہی اور انہین سوالات کے جوابات جناب مولینا مولوی محمد قاسم صاحب نے میرٹھ سے بہیجے ہین بعد نقل کے وہ
بہی خدمت مین مرسل ہونگی۔ جیسا کہ جواب مدرسہ سے ازالہ شبہات ہوکر آپ کو نفع حاصل ہوا انشاءاللہ
مولوی صاحب ممدوح کے جوابات سے اوس سے زیادہ نفع حاصل ہو گا اور باقی شبہات اگر پیش کر دو تو فبہا
ورنہ انکو بہی شبہات زائدہ پر قیاس کرکے گذشتہ جانو مگر پیش ہی کرنا اولی اور انسب ہی۔ والسلام علی من اتبع
الہدیٰ فقط۔

اشعار طبعزاد مولوی عبداللطیف صاحب سہسپوری طالب العلم مدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور۔

حمد خدا و نعت نبی مین میری زبان ؛	لرزان ہے مثل بید کہ ہیبت کا ہے مکان

کیاتاب ہے قلم کو لکھے وصف چار یار
کیا پوچھتے ہو خوبی حضرات اہل بیت
اے سالکان سنت خیر البشر سنو
شیخین کی جو شان مین کرتے ہین اعتراض
کرتے ہین جو خلافت شیخین مین کلام
شیر خدا کی زور شجاعت سے سوہنہ کو موڑ
کھتے ہین صاف صاف خلافت علی سے لی
ایسا ہی بن خطاب نے اون سے کیا سلوک
دعوی حب حیدر کرار دیکھنا ؛
ظاہر مین پنجتن کی محبت مین دم بھرین
عبداللہ بن سبا جو یہودی تھا بد گہر
لعنت پہ جنکی ٹھہرے ہے بنیاد آنکے
صدیقہ جنکی شان مین نازل ہو طیبات
کچھ بھی لحاظ ننگ علی ہی نہین انہین
مرثیہ کو کتاب الہی سمجھتے ہین ؛
بولین کہیا چ خانہ کو سب خانۂ امام
صدہا بنائے شاہ نجف اور کربلا ؛
ہر سال تعزیہ یہ بنا کر کے روسیاہ
کھتے پھرے ہین شہر کے کوچو مین برملا
اللہ رے یہہ حب علی اور یہہ گفتگو ؛
باغ فدک کے باب مین ناگفتنی کھین ؛
جو جو کھین ہین فاطمہ زہرا کی شان مین
متعہ کا ایک بہانہ عجب ہاتھہ آگیا

مداح جنکا آپ ہی ہے رب دوجہان
مضمون انکا اسے کرتا ہے خود عیان ؛
شیعونکا حال نظم مین کرتا ہون کچھ بیان
ہین محض بے وجود کچھ انکا نہین نشان
بے اصل ہے سمجھتے نہین ہین وہ بدگمان
دھبا لگائین ہائے تقیہ کا ناگہان ؛
از راہ ظلم حضرت صدیق نے میان
عثمان ذی حیا کا بھی ایسا ہی یہہ بیان
ٹپکے ہے اس کلام سے جو کچھ ہے دوستان
باطن مین سو طرح کی عداوت رکھین نہان
پیرو او سیکھے ہین یہ سبھی خورد اور کلان
پھر وہ محب آل نبی ہون بھلا کہان
یہہ انکا ہو نہ جو انکو کہین کچھ خدا کی شان
داماد مرتضی کو کھین میر خائنان ؛
قرآن کو بتاتے ہین ہنارت کی پوتھیان
مسجد کو گاؤ خانہ سمجھتے ہین بد زبان
لکھا بنائین گور شہ مختصر خاندان
روح یزید و شمر کو کرتے ہین شادمان
قید یزید مین ہوا حضرت کا خاندان
پردہ مین دوستی کے کرین دشمنی عیان
لانورث وہ سنتی نہین ہین بگوش جان
پھٹ جاز مین قریب ہے گر جائے آسمان
مشہور وقف ہے زنان مین ہر ایک پیر اور جوان

وہ انکے مجتہد ہیں کہ جنکے قیاس سے
مومن وہی ہے جو کہے اصحاب کو برا
سمجھائے کوئی لاکھ پہ یہہ مانتے نہین
ہین چند اعتراض قدیمی گھڑی ہوئے
علماء دیندار سبھی دیکر انھین جواب
ہر شیخ احمد ایک جوان دیوبند مین
دیکھا جو اونکو مولوی یعقوب نے تمام
دندان شکن جواب لکھوا انکا کل تلک
پھر وہ سوال مولوی صاحب نے جلد تر
لکھکر جواب مولوی قاسم نے فی البدیہہ
عبد اللہ مولوی نے بہی اونکا لکھا جواب
وہ سب جواب مسجد جامع مین الغرض
شاباس و آفرین کی صدا چارسو ہوئی
پھر وہ جواب بھیجے گئے جب کہ لکھنؤ
تاریخ کا جو فکر تھا عبد اللطیف کو ؛؛
کس فکر مین ہے دیکھ لے حالات لکھنؤ

جاری ہوا جہان مین اک فعل لوطیان
مینے سنا ہے بارہا یہہ قول شیعان
سنتے نہین کسیکی حدیث ہووے یا قرآن
کرتے ہین باربار وہی پیش مومنان
تر دید مین ہین مذہب باطل کے جاودان
بھیجے تھے مدرسہ مین سوال اوس نے ناگہان
عبد اللہ مولوی کو بلا کر کہا کہ ہان ؛؛
تا آئین راہ راست پہ بدراہ گمرہان
ایک خط مین بند کر کے میرٹھہ کو بھی روان
بھیجے وہ دیوبند مین فی الفور اے میان
کس شان و اہتمام سے دو دنکے درمیان
کس لہجہ سے پڑہے گئے پیش شائقان
احسنت و مرحبا کی ندا سے کھلے دہان
ہر مجتہد کی آیا زبان پر کہ الامان ؛
ہاتف نے کان مین کہا یون آ کے ناگہان
چکر مین آرہا ہے ہر اک مجتہد یہان۔
۱۲ ہجری ۹۰

ایضاً منه

بفضل خدا طبع فرموده اند ؛
سن الطباعش چو میجو استم
جوابات شیعه بطمر ز نکو ؛
ملک گفت رو رو رافض بگو ؛
۱۲ ہج ۹۱

اطلاع

کوئی صاحب بلا اجازت احقر کے قصد طبع نفرماوین

العبد طالب نجات محمد سراج عفی عنه ؛

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء

حصہ دوم

اجوبہ اربعین

رد روافض

باہتمام [illegible] حاجی محمد سراج الدین [illegible] مطبع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین واٰلہ و ذریتہ وصحبہ اجمعین
اما بعد طالب نجات محمد حیات عرض کرتا ہے کہ یہہ کتاب لاجواب دوسرا حصہ اجوبہ اربعین کا ہے پہلے حصہ مین
اٹھائیس ۲۸ سوال معہ جواب چھپے ہین اب باقیماندہ بارہ سوالات اہل تشیع کے جوابات جو خاص ریختہ قلم صواب
رقم فاضل بینظیر عالم عزیز خاتم المحققین سلطان المدققین تحفۃ الاکارم جناب مولینا مولوی محمد قاسم صاحب
نانوتوی کے ہین اس حصہ مین طبع ہوئے اب یہہ کل سوالات بہی اور جوابات بہی چالیس چالیس پورے ہوگئے
مگر افسوس کہ اس نالایق کی جی کی جی ہی مین رہے اور جو جیمین نہ تہی وہ بے ساختہ زبان قلم سے نکل گئے
یعنے اس کتاب کا دیباچہ میری طرف سے لکہا گیا تو بے اختیار جیمین آیا بلکہ واجب و فرض تہا کہ مین کچہہ ذکر خیر
جناب مولینا ممدوح سلطان الاذکیا امام الاتقیا امیر الفقراء نحریر العلماء کا بہی لکہون اور اس فرصت و مدت
قلیل مین اون کے قلمبرداشتہ تحریر متینہ کے کچہہ تعریف واقعی اور توصیف حقیقی بلا مُبالغہ بیان کرون مگر اول
تو مجہمین نہ قوت بیانی نہ طاقت لسانی نہ چندان معنے فہمی نہ سخندانی پہر کس حوصلہ پر فصحاسے ہمداستانی
دوسرے اگر کچہہ سنے سنائے سیکہے اوڑائے سٹر پٹر خاک بدتر دو چار حرف شاید لکہہ بہی سکتا تو اس اندیشہ نے
ہاتہہ روکا کہ مبادا حرف ان مزخرفات کے ہی جوابات لکہنے مین کوئی جناب ممدوح کی تعریف کا حصر سمجہہ لے
یا خدانخواستہ ان جوابات کی عظمت پر سوالات کے متانت اور سائل کی لیاقت پر بہی کسیقدر احتمال کرے
اس لئی میری زبان تو دلی تمنا کے ادا سے عاجز و قاصر رہے مگر ہان قلم بیہودہ رقم سے بہ نسبت سوالات کی
نفرین کی جگہہ بے ساختہ آفرین نکل گئی کیونکہ اگر اہل شیعہ یہہ زہر نہ اوگلتے تو مولینا کی قلم سے یہ مضامین تریاق
فاروقی کیسے نکلتے اگر یہہ لوگ محرک نہوتے تو مولینا ممدوح اہل تسنن کی بے علمی پر رحم فرما کے اپنے احباب کے
اصرار سے کیون اپنے اوقات قدسیہ کو اس طرف ضایع کرتے اور پہر کس ذریعہ وحیلہ سے یہہ جوابات دندان
شکن اور جواہرات سخن آویزہ گوش ہوتے۔ اس ظلمات مین تو ہمکو آبحیات ملا ہے شجرۃ الایمان کے سرسبز
ونشو ونما ہونے کے لئی یہہ عُمدہ کہات ملا ہے اسے کسیس نے تو مولینا کے شمشیر قلم کے جوہر دکہائے ہین اس
[illegible]ک نے تو آئینہ قلوب کے زنگ مٹائے ہین۔ اللہ اللہ ع یہہ لعل بے بہا پائے ہین ہمنے کوڑے کرکٹ مین
اب ان سوالات کے رکاکت اور اُنکے جوابات کی وجہہ تحریر کی نسبت جو جناب مولینا لکہتے ہین وہ دو تین

سطور ن ہی ہم بلفظ سوال وجواب سے پہلے لکھے دیتے ہین وہ فرماتے ہین کہ ہرچند تحریر سوالات سے سایل کی لیاقت اور حُسن فہم ایسا آشکارا ہے جیسے کالے توے مین سے چاند مگر باین نظر کہ اگر ایسے سوالات کا جواب نہین دیا جاتا ہے اور یون سمجھکر کہ جواب جاہلان باشد خموشی اگر ایسے خرافات کے جواب مین سکوت کیا جاتا ہے تو جاہلون کو اور بھی جرات ہوتی جاتی ہے اور باطل کو اور بھی حق سمجھنے لگتے ہین اسلئے مختصر مختصر جواب سوالات مرقوم ہے وباللہ التوفیق۔

سوال اول از جانب شیعہ

سنی کہتے ہین کہ یہہ شیعہ گری کس سے ایجاد ہوئی فقط ایران سے نکاس اس فرقہ کا ہے بیچاری ایران والے تعزیہ نہین بناتے البتہ اور طرح کی بدعت قبیحہ کرتے ہین سو انشاء اللہ تعالےٰ بہ یوم الحساب معلوم ہوگا آدمی کو چاہئیے کہ جسمین دخل ہو اسمین دخل نہ دے سینون کو معلوم نہین کہ شیعہ کسے کہتی ہین اور سنی کسے آخر اس کہانی کو کسے کتاب سے کہتا تہا جبکہ سُنی کے کلام سے معلوم ہوا کہ شیعہ ایران سے ہوئی تو ضرور سنی مسلمانون نے حضرت امام حسینؑ کو ذبح اور امام حسنؑ کو زہر دیا پھر یزید ہونے سے کیون بُرا مانتے ہین واضح ہو کہ شیعہ اُسے کہتے ہین کہ بعد آنحضرت کے آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کو جانشین حضرت کا جانے اور سنی اُسے کہتے ہین کہ بعد آنحضرت کے شیخین وجناب امیر و معاویہ و یزید و عبدالملک و ولید و ہشام و سلیمان و ولید بن یزید کو اعتقاد کرین چنانچہ تصریح اسکے ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین صفحہ ۱۵۰ اور ابن حجر عسقلانی نے وملا علی قاری شارح فقہ اکبر و قاضی عیاض وغیرہم نے کی ہے۔

جواب اول

اجی صاحب اتنا کیون بُرا مانتے ہو اور مذہب شیعہ کی ایران سے نکلنی سے ایسا کیون کانون پر ہاتھ دہرتے ہو سینونکا یہہ مطلب نہین جو آپ سمجھ لئے یہہ فرقہ یون تو بہت دنونسے کار فرمائے بدعت وفساد ہی ہان ہندوستان مین یہہ بدعت البتہ ایران ہی کی بدولت پہونچی ہے نہ ہمایون اور بادشاہان ایران کی باہم یہہ ربط واتحاد ہوتا نہ وہان کے امراء علما یہان آکر سادہ لوحان ہندوستان کو گمراہ کرتے بالجملہ ہندوستان مین یہہ فساد ایرانیون ہی کی طفیل پہیلا ہے ورنہ یہ فرقہ یون تو قدیم سے چہپا چہپایا چلا آتا تہا اور انہین صاحبون نے جگر گوشہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا حضرت شہید کربلا رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تفصیل اسکی اگر مطلوب ہے تو کان دہرئے اور سنئے کوفیان باوفا جنہون نے سالہا سال داد شیعہ گری دی

تھے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر بیعتہ کرکے پھر پھر گئے اور میدان کربلا مین آکر خون شہیدان اہل بیت
علیہم السلام سے دست کربلا کو رنگین کیا کوی صاحب حضرات شیعہ سے پوچھی یہ کون تھے اور کسکی مرید تھے
حضرت امیر علیہ السلام رونق افروز کوفہ رہی یا حضرات اصحاب ثلثہ امیر معاویہ کے مقابلہ مین یہی مدعیان
محبتہ تھی جنھون نے دعوائے تشیع کرکے انجام کار بیوفای کی یا اور کوئی بالجملہ حضرت امیر علیہ السلام کی رکاب
مین ہمیشہ یہی مدعیان دروغ رہی جنکی مداخلتہ کے باعث دوستان با اخلاص کو رسائی نہو نی پائی
الغرض یہی با وفایان بیوفا حضرات ائمہ علیہم السلام کو ہمیشہ دہوکا دیتی رہی حضرات امیر علیہ السلام
کی شکست کی باعث یہی ہوی اور حضرت مسلم کو انہون نہی نے شہید کرایا حضرت سید الشہداء وشہید
کربلا کی جان نازنین پر انہین کی تیغ ستم چلی حضرت زید شہید صاحبزادہ حضرت سجاد انہین بزرگوارون
کے بہروسے جان بحق ہوئی سُنی بیچارے تمہارے گمان کے موافق کسدن ساتھہ ہوئے تھے سچ یون ہی
حضرت شیعہ ناحق یزید وشمر اور کارپردازان عبد اللہ بن زیاد ہین زمانہ کے گذرجانیسے ناچار ہین ورنہ
جو کچھہ کرتے حضرت امام ہی کے ساتھہ کرتے ناچاری اُنکی مقبرہ کی تصویر اور اُنکے ہمراہیون کے نعشون کی
خبر لیتے ہین ڈہول بجاتی ہین علم اوٹھاتے ہین شدسے دکھلاتے ہین یہہ کام اُس روز کسنے کئی تھے مشتی نمونہ
خروارے ؎ قیاس کن زگلستان من بہار مرا - اور یہ سچ ہے کہ سُنّی اصحاب اربعہ یعنی چار یار کو بترتیب
معلوم جانشین حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ الہ اجمعین سمجھتے ہین اور خلیفہ راشد اعتقاد کرتے ہین پر
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید پلید اور عبد الملک وغیرہ کو سُنیون مین کوئی ایک ہی خلیفہ راشد نہین
سمجہتا ہان جھوٹ کا جواب جھوٹ ہے دروغے راجزا باشد دروغی اسلئی یہ عرض ہی کہ حضرات شیعہ البتہ ان
بزرگوارون کو امام اور خلیفہ سمجھتے ہین ورنہ یون انکا اتباع نکرتے کہ حضرت امام ہاتھہ نہ لگے تو انکی روضہ
کے بانس بانس جُدے کرڈالے اور حضرت قاسم پر بس نچلا تو اونکی نعش پر تبر چلا کر دلکے پھپولے پھوڑے
مرثیہ گائے اور شادیانے بجائے باقی یہہ جو آپ ابن حجر مکی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور قاضی
عیاض کا حوالہ دیتے ہین یہہ آپ کا قصور نہین یہہ آپکے مذہب کی خوبی ہے تقیہ کی آڑ مین جہان خدا تعالے
اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سیکڑون طوفان باندہے خدا والون اور رسول والون پر
ہی ایک تہمت لگائی چلی تو کیا بیجا کیا اجی صاحب اہل سنتہ ان لوگونکو بادشاہ سمجھتے ہین خلیفہ راشد
نہین سمجھتے اگر کسینے ان کو خلیفہ لکھدیا تو اس سے خلیفہ راشد مراد نہین حضرت داود علیہ السلام

کے حق مین وشدفرمانا ملکہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان مین وہب لے ملکا وارد ہوا بلکہ جواب
خداوندکریم اپنی شان مین لله ملک السموات اور لمن الملک الیوم لله الواحد القہار فرماتاہے پر اس لفظ
سے آج تک کسی خوش فہم نے یہہ نسمجہا کہ جناب باری اور یہہ دونون نبی علیہما السلام بہی ایسی ہی تہی جیسی
اور ملک والے مثل نمرود شداد فرعون کے گذرے ہین یا پادشاہان مذکور فقط بوجہ ملک داری خدا اور انبیا
مذکورین کی برابر ہوگئی یہہ خوش فہمی البتہ حضرات شیعہ پر ختم ہوئے اور لفظ ملک کو جو فہم کے پیش کے ساتہہ
ہی کچہہ چندان مفید مطلب اہل سنۃ نہین سمجہتی تو کلام الله ہی مین الملک لام کے زیر اور میم کی زیر کی
فرماتے ہین اگر کلام الله یاد نہو اور کیون ہوگا تو اونتیسوین سیپارہ مین سورہ حشر کا مطالعہ فرمادین
اور یہہ فرماوین کہ لفظ ملک جو میم کی زبر اور لام کے زیر سے ہی کیا معنی ہین بادشاہ ہی کو کہتے ہین یا کچہہ
اور معنی ہین اگر حضرات شیعہ اس بات کو تسلیم کرین کہ لفظ مذکور بمعنی بادشاہ ہی اور بادشاہ سے ایک نگہی
ہوتے ہین خواہ یون کہو کہ بادشاہان مذکور خدا کی سی شان رکہتے ہین یا خداوندکریم نعوذ بالله ونکا ہمرنگ
ہہا تو اہل سنۃ جماعت کی طرف سے ہم ذمہ کش ہین کہ ہم بہی جسکو خلیفہ کہا کرتے ہین اس سے خلیفہ راشد
مراد لیا کرتے ہین اور اگر حضرات شیعہ اسبات مین تین پانچ کرین تو بڑی ستم کی بات ہے کہ اہل سُنۃ پر
مفت الزام لگاتے ہین اور آپ نہین شرماتے اجی حضرت اہل سُنۃ گو سبکو خلیفہ کہین پر خلیفہ برحق اور خلیفہ
راشد چار یار ہی کو سمجہتے ہین اور یہہ ایسی بات ہے جیسے اولاد کو ہر کوئی خلف کہتا ہے پر خلف رشید اُس کو
کہتے ہین جو فرزند کامل ہو ورنہ یا تو ناخلف ہی یا کوئی صفتہ بہلی بُری اُسکی ساتہہ کچہہ نہین لگاتے سو
خلیفہ راشد تو چار یار ہی تہی اور یزید ولید عبد الملک وغیرہ مروانی عباسی اکثر ناخلف اور حضرت امیر
معاویہؓ اسباب مین نہ خلیفہ راشد ہین نہ ناخلف ہین ہان فضیلۃ صحبۃ اور بزرگی صحابیتہ اور اخوۃ ام المومنین
ام حبیبہ رضی الله عنہا کے اونکو حاصل تہے اور اسلئے سبکی واجب التعظیم ہین جو برا کہے وہ اپنی عاقبت
کہوتا ہے کیونکہ خداوندکریم تمام صحابہ کی نسبت فرماتا ہے یوم لا یخزی الله النبی والذین امنو معہ جسکا
حاصل یہہ ہے کہ قیامت کے دن الله تعالے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے ساتہہ ایمان لانیوالونکو
رسوا نکریگا سو جو کوئی اسپر بہی انکو رسوا کرنا چاہے وہ خدا کا مقابل ہے ہمکو تو اب بہی لازم ہے کہ
انکے عیب چینی نکرین اور یون سمجہین کہ حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امیر معاویہ وغیرہ صحابہ رضی
الله عنہم مین اگر باہم کچہہ مناقشہ ہوا ہی تو وہ ایسا ہی جیسا حضرت موسی اور حضرت ہارون اور

حضرت یوسف اور اونکے بہائیون اور حضرت موسی اور حضرت خضر مین جہگڑا ہی قضیے ہوئے یہہ سب قصے
کلام اللہ مین مذکور مین انکار کی گنجایش نہین ورنہ اہی حضرات شیعہ خوف کفر ہے پہر سبہی کو بزرگ سمجہنالازم
ہے مناقشات صحابہ کا تو نہ کلام اللہ مین مذکور ہے نہ حدیث مین ذکر ہے تاریخون مین ان افسانون کا بیان
ہے سو تاریخون کا ایسا کیا اعتبار اور وہ بہی شیعونکی تاریخ کا اعتبار تسپر حضرت موسیٰ وغیرہ کو باوجود
مناقشات معلوم برا نہین کہتی اگر ایسا ہی ان حضرات کو کچہہ نکہو تو کیا پیٹ پہول جائیگا کلام اللہ کی مخالف
نہین حدیث منافی نہین اگر ہی تو موافق ہے بالجملہ اہل سنۃ خلیفہ سبہی کو کہدیا کرتے ہین اس لفظ مین
کچہہ بزرگی نہین اسکے معنی فقط جانشین ہین سو نہین کہو اسمین کیا بزرگی ہی اگر کسی نیک آدمی کی جگہہ
کوئی بدمعاش بیٹہہ جائے تو اُسکو جانشین تو ضرور کہین گے پر اسمین کچہہ بزرگی نہ نکلے گی ہان لفظ راشد
بزرگی پر دلالت کرتا ہے اس صورت مین خلیفہ کی دو قسمین ہونگی ایک تو خلیفہ راشد یہہ تو چار یار اور
پانچوین پانچ چہہ مہینے کے لئے حضرت امام حسن علیہ السلام ہو گئی تہی دوسرا خلیفہ غیر راشد او خلیفہ غیر راشد
کو بادشاہ اور ملک ہی سینونکی اصطلاح مین کہتی ہین یزید اور عبد الملک وغیرہ سب اسی قسم کے ہین ہان
عُمر بن عبد العزیز البتہ مرد انہیون مین خلیفہ راشد ہوئے ہین فقط باقی رہی یہہ بحث کہ شیعہ کسے کہتے ہین
اور سنی کسے کہتے ہین سو اس سے ہمین کیا بحث پر بات مین بات آگئی تو ہم ہی تفصیل وار نہین تو بالا
جمال ہی اس امر مین کوئی چٹکلا سناتے چلین صاحبو شیعہ اتنی ہی بات سے نہین ہو جاتا شیعہ ہونے کے
لئے بڑی بڑی سامانون کی ضرورت ہے ایک تو یہہ کہ حضرت علی اور باقی ائمہ اطہار کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین سمجہو دوسرے یہہ کہ ان کی نسبت نزول وحی کا ہی اعتقاد رکہی تیسری
یہہ کہ ان حضرات کو دربارہ نسخ احکام مختار سمجہے سو سمجہنے والے آپ سمجہہ گئے ہونگے کہ اس صورت مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبین ہونا بالکل گاؤخورد ہو جائیگا کیونکہ حضرات ائمہ جب دربارہ
تحریم و تحلیل احکام خود مختار ہوئے چنانچہ جملہ یحلون ما یشاؤن و یحرمون ما یشاؤن جو کتاب ادب مین
اسی بارہ مین موجود ہی اس مطلب کی لئے دلیل قاطع ہے تو اونکی نبوت مین حالت منتظرہ ہی کیا باقی
رہ گئی گو اطلاق اسم نبی انپر لکہا جاوے اور درصورت ثبوت نبوت حضرت ائمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خاتمیت کا بطلان ایسا ظاہر و باہر ہے کہ کوئی کور باطن ہی انکار کرے تو کرے ملکہ اگر
فہم سلیم ہو تو جملہ یحلون ما یشاؤن و یحرمون ما یشاؤن سے فقط انکار خاتمیت ہی نہین نکلتا اس

انکار کی ساتھہ حضرات ائمہ کا جملہ انبیاء سی افضل و اعلے ہونا بھی مفہوم ہوتا ہے ان تینون باتون کی
سوا دو امر اور بہی شیعہ بننے کے لئے ضروری ہین بلکہ اگر انکو اصل اصول مذہب تشیع کہا جاوے
تو مناسب ہے اوّل تو بدا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ خداوند کریم نعوذ باللہ ناعاقبت اندیش اور نا
عواقب امور سے جاہل محض ہے۔ دوسرے تقیہ جسکا ماحصل یہہ ہے کہ حضرات انبیاء ائمہ تو ہمات ادر
انکار کے بہروسے ہمرنگ کفار و فساق بنی رہی اور بوجہہ خوف اعدا ہمیشہ فرایض و ضروریات دین کو
چہپاتے رہے نعوذ باللہ من ہذا الخرافات ان شروط کے بعد ایک شرط شیعہ ہونے کے لئے یہہ بہی ضروری ہی
کہ چند حضرات اہلبیت کی محبت کا برائے نام دعوے کرے باقی جملہ حضرات اہلبیت کو کلمات گستاخانہ مثلاً
کافر و فاسق و خالد فی النار کے ساتھہ یاد کیا جاوے چنانچہ سب جانتے ہین کہ شیعہ بہ نسبت ازواج عموماً
اور بہ نسبت حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ خاص حضرت خاتم النبیین خصوصاً کیا کیا ہرزہ سرائی کرتے ہین
باوجودیکہ ازواج مطہرات کا اہلبیت ہین داخل ہونا شرعاً و عرفاً و عقلاً ظاہر و باہر ہے اسکی سوا
حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو بخلاف جملہ علماے نسبت و اہل تاریخ بلکہ خلاف احادیث
و اشارہ قرآنی جناب ختمی مآب کے صاحبزادے ہین ہی نہین کہتے اور نسب سے ہی خارج کئی دیتی ہین علاوہ
ازین زید بن علی بن حسین اور انکی بیٹی یحیی بن زید کو دشمن سمجہتے ہین جعفر بن موسی کاظم کو ملقب بکذاب
کر رکہا ہے حسن بن حسن المثنی وغیرہ کو کافر و مرتد و خالد فی النار جانتے ہین اُسکے سوا اور عقائد و خصائل
مذہب شیعہ کو اسپر قیاس کر لینا چاہئے قیاس کن ز گلستان شان بہار شان پہر باوجود ان ظلمون
اور گستاخیون کے جو شیعہ حضرات اہل بیت کی شان ہین کرتے ہین اگر کوئی شیعہ محبت اہل بیت کا
بفرض محال دعوے کرے وہ جہوٹا ہے مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ یہہ مذہب حضرت سید المرسلین
صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ اجمعین کا تعلیم کردہ ہو ورنہ آپ ہی کی اولاد کو کیون قتل کرتے
ہان یون کہئی کہ آپ کے پیشوا عبد اللہ بن سا یہودی نے اس مذہب کی بنیاد ڈالی اول اول
تو یہہ لوگ یون ہی چہپے لگے رہے اور جیسے خوارج اور معتزلہ وغیرہ فرقہاء باطلہ گئے گذرے تھے یہ بہی
دس دس پانچ پانچ کہین سوتے تھے پہر جب اتفاق سے سلاطین ایران نے یہہ مذہب قبول کیا تب
البتہ اس مذہب کو کسیقدر فروغ ہونا شروع ہوا مگر پہر بہی بحمد اللہ ایران ہین بہی اہل سنۃ
بہت ہین اور کیون نہوتے وہ ملک کسکا فتح کیا ہوا ہے معہذا یہہ فروغ اہل سُنت کے فروغ

کے سامنے ایسا ہے جیسے آفتاب کے سامنے کرم شبتاب کا فروغ اب فرمائیے آپ کو یہہ کہنا مناسب ہے یا ہمکو کہ
کہ انشاء اللہ یوم الجزا معلوم ہو جائیگا آدمی کو چاہئی جس بات مین دخل نہو اُسمین دخل ندے اپنے قصور کو
اہل سنت کے ذمہ لگاتے ہو اور خدا سے نہین شرماتے اہل کوفہ سب شیعہ تھے ہان یزید اور عبید اللہ بن زیاد
کو اگر یون کہو کہ وہ شیعہ نتھے تو بجا ہے مگر انکو سُنی ہی کون کہتا ہے وہ نہ سُنی تھی نہ شیعہ تھے ناصبے تھے پہر جاہل
آدمی کو چاہیئے جس بات مین دخل نہو اُس مین دخل ندے مگر ہان ایک حساب سے آپ نے ہی سچ فرمایا
بیشک اس مذہب فاسد کی جزا روز قیامت ملیگی

سوال دویم از جانب شیعہ

سُنی کہتے ہین کہ بعد آنحضرت کے ابوبکر امام اور بعد اُن کے عُمر امام تھے سو واضح ہو کہ بعد مرتبہ نبوت کی
مرتبہ خلافت اور امامت کا ہے جس طرح خلقت اپنی طرف سے رسول اور نبی نہین بنا سکتے اوسیطرح
امام و خلیفہ بہی نہین بنا سکتے اگر یہہ بات ثابت ہو جاے کہ بعد آنحضرت کے ابوبکر و بعد اونکے عُمر خلیفہ
و امام تھے تو مذہب شیعون کا باطل اور اگر امامت اور خلافت اُنکی باطل ہو تو مذہب سُنیون کا جہوٹا ہے
پس باتفاق سنی و شیعہ منصب امامت و خلافت واسطے شیخین کے کسی آیت و حدیث سے ہرگز ثابت نہین
بلکہ آیت قرآنی لاینال عہدی الظالمین یعنی نہین پہونچتا عہد میرا ظالمین کو اُس سے بہی لایق عہدہ
امامت کے شیخین نہین ہو سکتے فضل روزبہان ابطال باطل مین تصریح کرتا ہے کہ ابوبکر و عمر باجماع صحاب
خلافت آنحضرت کی پائی یہہ فقیر کہتا ہے کہ جیسا اجماع سے نبوت نبی کی ثابت نہین ہوتی اوسیطرح امام کی
امامت خلقت کے بنانے سے ثابت نہین ہوتی امام مین ہشت شرطین اعلم الناس ازہد الناس اورع
الناس عدل الناس شجع الناس افضل الناس افصح الناس ارحم الناس تاکہ خلقت کو اوس سے ہدایت
ہووی اور امام ایسا ہو کہ دوسرے شخص اُس سے مسائل دینیہ ہدایت پاوین اگر ایسا امام و نایب نبی
کا درباب شرعیہ محتاج دوسرے کا ہو پہر وہ نایب رسول کس بات مین ہے آنحضرت خلقت کو ہدایت
فرماتے تھے اور ہرطرح کے شکوک رفع کرتے تھے ایسی طرح خلیفہ ہونا چاہئے کہ اُسکی طرف تمام خلقت علوم خدا
مین رجوع کرین اور جو سوال اُس سے کرے بخوبی تمام تسلی و تشفی کرے تاکہ خلافت نیابت آنحضرت کی
اُس سے ثابت ہو پس شیخین نہ اعلم الناس نہ ازہد الناس الخ تھی قبل از اسلام بُت پرستی وغیرہ گناہ
کبیرہ و صغیرہ مین مشغول تھی پہر تعجب ہے کہ کس طرح خلافت شیخین کی برحق ہوئی اور انتظام دُنیاوی ملک

کا فتح کرنا باعث خلافت حقہ کا نہین ہوسکتا جیسا کہ تیمور بادشاہ نے بہ کثرت ملک فتح کیا نائب ہونا جناب رسالتماب کا اس سے لازم نہین آتا اور جناب امیر مین یہہ سب صفات موجود تھی حاصل تقریر یہہ ہے کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت قرآن وحدیث سے ہرگز ثابت نہین پس جو کوئی انکو خلیفہ رسول اعتقاد کرے وہ مخالف قرآن وحدیث کے ہے پس جبکہ خلافت اُنکی باطل ہوئی تو مذہب اہل سنت باطل ہوا

جواب سوال دوم

اس سوال مین تو آپ نے اپنے گمان مین آسمان کے تارے توڑ لئے اور ایسی دُون کی لی کہ خدا کی پناہ مگر صنعت قیاس مع الفارق تو کوئی آپسے سیکھہ جائے فرماتے ہین کہ بعد مرتبہ نبوت کی خلافت وامامت کا مرتبہ ہے جس طرح خلقت اپنی طرف سے رسول نبی نہین بنا سکتی اسیطرح امام وخلیفہ بھی نہین بناسکتی خدا اخیر کرے شاید اسی قیاس کے موافق حضرات شیعہ یہہ بھی کہنے لگین کہ خلیفہ نبی بھی نبی اور رسول ہی ہونا چاہئے اور انصاف سے دیکھئے تو یہہ کام بھی آپ ہی کا ہے کیونکہ حضرات ائمہ کو دربارہ نسخ وتبدیل احکام شرعی مجاز ومختار کہنے کے سوا اسکی اور کیا معنی ہین کہ حضرات ائمہ کو بھی مرتبہ نبوت حاصل ہے مرحبا جناب ختمی مآب کی خاتمیت بلا سے باطل ہوجائے مگر اپنے قیاس فاسد مین ذرا خلل نہ آئے ایسے مدعیان اسلام کی ہوتی کفار دشمنان دین کو کون پوچھتا ہے شعر آنچہ بفیضی نظر دوست کرد ❊ حیف کہ آن دشمن جانی کند ❊ اور کیا عجب ہے کہ حضرات شیعہ اسی قیاس کے بھروسے دربارہ نائبان ائمہ مثل قضاۃ وغیرہ اور رفتہ رفتہ مجتہد بنکے لئے بھی مثل نائبان انبیاء علیہم السلام معصوم وافضل الناس ومنصوص من اللہ ہونیکی شرط لگانے لگین اوپر حضرت آدم علیہ السلام کا خلیفہ خداوندی ہونا خود کلام اللہ مین موجود اُسپر مسجود ملائک ہونا جو آیات متعددہ سے ثابت ہے اُسکا موید پھر ضرور اسی قیاس کے موافق حضرات شیعہ بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام ضرور معتقد الوہیت وجمیع صفات خداوندی ہونگی سبحان اللہ قیاس ہو تو ایسا ہو اسکی سوا ہم کہتے ہین کہ تقرر امام بوسطہ وحی کوئی اور کہی تو کہی شیعہ کس مُنہ سے کہتے ہین دیکھئے نہج البلاغتہ جو شیعون کے نزدیک قرآن سے بھی زیادہ معتبر ہے اُس مین حضرت امیر اپنی خلافت کی حقیقت کی ثبوت کے لئے بمقابلہ امیر معویہ یہہ استدلال پیش کرتے ہین انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان للہ رضیً یعنی معتبر دربارہ تقرر خلیفہ مہاجرین وانصار کا مشورہ ہے سو مہاجرین وانصار جس شخص کو بالاتفاق خلیفہ بنالیوین وہی عند اللہ پسندیدہ ہوگا اگر حضرت علی کے پاس دربارہ ثبوت خلافت کوئی نص صریح موجود تھے تو جناب امیر نے اُسکو کس روز کے لئے لگا رکھا تھا کیا قیامت کو کام آئے گی حالانکہ شوریٰ مہاجرین وانصار مین تو آخر کسیقدر مجال گفتگو بھی تھی نص صریح تو ہر کسیکی نزدیک

واجب التسلیم ہے اسکو چھوڑ کر اُسکو اختیار کرنا اسبات پر حجت قاطع ہے کہ حضرت امیر کے پاس دربارہ خلافت کوئی نص موجود
نہ تھی ورنہ وفات نبوی کی بعد سے لیکر آخیر عُمر تک کبھی تو ظاہر ہوتی بالجملہ بفرض محال امام کا منصوص من اللہ ہونا کوئی
اور ضروری کہے تو کہے مگر شیعہ کو تو بوجہ ارشاد مرتضوی اس کا قائل ہونا درپردہ جناب امیر کی قبول کی تکذیب کرنی
ہے علاوہ ازین اور بہی روایتین کتب شیعہ مین اسکی موید موجود ہین بلکہ احادیث مرفوعہ سے بہی یہہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ باوجود استفسار جناب رسالتماب نے بالتخصیص کسی کا نام لیکر خلیفہ مُقرر نہین فرمایا ہان یہہ پتہ
ونشان بطور قواعد کلیہ جو قیامت تک دربارہ تقرر خلیفہ کارآمد ہون بیان فرمائی اور یہی امر قرین عقل بہی ہے کیونکہ
خاص خلیفہ کا تقرر جانب شارع سے ہونا موجب حرج عظیم ہے جیسا تمام امور شرعیہ مین مثل نکاح و بیع وغیرہ کی
شارع نے لوازم و شرائط و اسباب جواز و عدم جواز وغیرہ بطور قواعد کلیہ کے بیان فرمادئی اور تعیین شخصی مکلفین کی
ذمہ رکہے گئے ورنہ بہت تنگی وقت پیش آتے علے ہذا القیاس تقرر خلیفہ کے لئے بہی علامات و لوازم بیان کئے گئے
اور تقرر شخصی مکلفین کی اختیار مین رہا اپنی حاجت و ضرورت کے موافق جسکو مناسب سمجہین سب رل ملکر
اُسکو خلیفہ بنالیوین ہان اسمین شک نہین کہ جناب رسالتماب نے خلفاء اربعہ کی ساتہہ عموماً اور شیخین بالخصوص۔
صدیق اکبر کے ساتہہ خصوصاً ایسے معاملات کئے اور انکی ایسے اوصاف بیان فرماے کہ جنسے ہر ادنی و اعلے کو
اُن کا خلیفہ اول و جانشین نبوی ہونا ظاہر و باہر ہو گیا تہا یہی وجہہ ہے کہ بعد وفات نبوی بلا اختلاف ہر کسی
نے حضرت صدیق اکبر کے ہاتہہ پر بیعت خلافت کرلی اور خاص حضرات شیعہ کو تو بوجہ نہونے نص صریح کی یہ نفع
بہی بہت بڑا ہوا کہ اگر دربارہ خلافت صدیق اکبر کوئی نص صریح موجود ہوتی تو سب جانتے ہین کہ اُسکی منکر کا
کیا حال ہوتا جو اب ہوگا انشاء اللہ اُس سے کچھہ زیادہ ہی ہوتا اور تقریر بالا سے یہہ بہی معلوم ہو گیا ہوگا
کہ سائل کا یہہ کہنا پس باتفاق شیعہ و سُنی منصب امامت و خلافت واسطے شیخین کے کسی آیۃ و حدیث سے ہرگز
ثابت نہین بالکل لغو ہے کیونکہ اگر مراد اس سے یہہ ہے کہ تعیین شخصی بالتصریح دربارہ شیخین موجود نہین تو مسلم
مگر اس مین ہمارا کیا نقصان چنانچہ مذکور ہوا اور خود جناب امیر و دیگر آئمہ کے باب مین بہی اس قسم کی نفی موجود
نہین اور اگر یہہ مطلب ہے کہ شیخین کا لایق خلافت ہونا بہی کسی نص سے ثابت نہین تو اور کیا کہون جھوٹونکے
مُنہ مین کچھہ اور معاملات نبوی و احادیث نبوی کو دیکہا جائے تو صاف معلوم ہو جائے کہ حضرات شیخین کا
مستحق خلافت ہونا۔ ایسا روشن ہے کہ بجز تیرہ درون کوئی اُس کا انکار نہین کرسکتا سو دیکہا چاہئے
کہ اُن احادیث کا منکر کون ہے شیعہ یا اہل سنت باقی یہہ جو بکمال ناز ایت لاینال عہدی الظلمین

پرہی جانتے ہے اُس کے انجام کی خبر سی ہے کیا ہوتا ہے اجی حضرت کلام اللہ کے معنی سنئی جائین آپ کیا
جانین آپنے کیون اس بیچ مین ٹانگ اڑا کر اپنی ٹانگ تڑوائی کوئی آپ سے پوچھے عہد بمعنی امامت کون سی
کتاب مین آپ نے لکھا دیکھا قاموس نے آپکی ہمت بندھائی یا مطالعہ صراح سے یہہ بات ہاتھہ آئی
اگر آیت انی جاعلک للناس اماما پر آپ کی نظر ہے تو اس کے معنی ہم سے سُنیئے خداوند کریم نے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا چند باتون مین امتحان لیا تہا جب اوس امتحان مین حضرت پورے اُترے
چنانچہ آیت ماقبل اسپر دلالت کرتی ہے ترجمہ دیکھیے یون تو آپ کیا سمجھین گے تو خداوند ذوالجلال نے
اس جلدو مین پیشوائی عالم کا وعدہ فرمایا چنانچہ لفظ للناس اسپر شاہد ہے سو خداوند کریم صادق القول
نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اس زمانہ سے لیکر آج تک حضرت ابراہیم علیہ السلام سب انبیا اور اولیا کے
پیشوا رہے یہان تک کہ خود حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے ان اتبع ملت
ابراہیم حنیفا جسکے یہ معنے ہین کہ تم ہی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی
کرو مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
سے افضل ہوجائین بڑے بڑے امیر بادشاہون کے آگے راہ کی درستی اور صفائی کے لئے چلا کرتے ہین
اور بادشاہ اس باب مین اُن کی پیروی کیا کرتا ہے غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام سب کے پیشوا ہین
سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو معلوم ہوچکا باقی حضرت یوسف علیہ السلام خود فرماتے ہین
واتبعت ملت آبائے ابراہیم واسحاق ویعقوب جس کا حاصل یہی ہے کہ مین اپنے باپ دادون حضرت ابراہیم
اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی ملت کا پیرو ہون علے ہذا القیاس اور انبیا کو اسی پر قیاس فرمائی
جب یہ بات مقرر ہوچکی تو یہ عرض ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام امام بمعنی خلیفہ و نائب
نبی تھے یا امام بمعنی نبی و رسول تھے اگر اس امامت سے پیشوائی نبوت و رسالت مراد ہے تو اہل
سُنت کب کہتے ہین کہ جو لوگ پہلے بُت پرست وہ نبی ہوسکتے ہین اور اگر امامت بمعنی خلافت مراد
ہے تو یہہ معنی ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی نتہے نعوذ باللہ بلکہ نائب نبی تھے سو یہہ
بات اور یہہ مذہب شیعون ہی کو مبارک رہے اہل سنت تو بجان و دل اُنکی
نبوت اور رسالت کے معتقد ہین وہ سب کے پیشوا ہین کسی کے نائب نہین مگر
اس تقدیر پر شیعہ اون کو کس کا نائب کہین گے آزر کا کہین گے نعوذ باللہ منہا یا

اسی اور کا مہربانی فرماکر ہمکوبہی اطلاع فرمائین یا بالبہہ ہم پوچہتے ہین جیسے یہان لاینال عہدی الظالمین
ہے اسی سورت مین دوسری جا ان اللہ لایہدی القوم الظلمین بہی فرماتے ہین اور ظاہر ہے کہ اسمین اس سے
بہت کچہہ زیادہ تاکید ہے جسکے باعث یون کہہ سکتے ہین کہ یہہ وعدہ اس وعدہ سے بدرجہا محکم ہے سو اگر ظلمین
ظلم گذشتہ اور ظلم حال دونون کو شامل ہے تب تو لازم آتا ہے کہ کسی بت پرست کو ہدایت ہو اگر ہے اور یہہ ایت
نبوی اور ائمہ اطہار اور انبیاء سابقین ایک افسانہ غلط ہو جائے اور تمام شیعان زمانہ حال و گذشتہ بشہادت
آیت مذکورہ مسلمان نہون اسلئے کہ گناہون سے کوئی خالی نہین تسپر اسلاف اکثر شیعہ بت پرست تھے جو بت پرستی
چہوڑکر اس مذہب مین داخل ہوئے اور اگر ظلم حال مراد ہے تو اصحاب ثلثہ ایام اسلام مین ایسی جرایم کے
مرتکب نہین ہوے ورنہ اور کبایر کا صدور انسے وقوع مین آیا اور اگر فرق بالقوہ اور بالفعل مراد ہے یعنی
جو لوگ اصل طبیعت مین ظالم اور گنہگار ہین انکو تو ہدایت نہین ہوتی جیسے جو اصل سے کالا ہو وہ سفید نہین
ہو سکتا اور جو اصل طبیعت مین گنہگار نہین اسکو ہدایت ہو جاتی ہے جیسے جو کپڑا وغیرہ کو نلونکے رنگ سے
سیاہ کر لیا ہو اسکو سفید کر سکتے ہین تو یہہ فرق مسلم مگر یہی فرق بنسبت آیت لاینال عہدی الظلمین بہی محفوظ
رکہنا پڑیگا اور یہہ کہنا ہوگا کہ جو لوگ باعتبار اصل طبیعت ظالم ہین وہ قابل خلافت و امامت نہین اور
جن لوگون کی طبیعت اصلیہ لوث ظلم سے پاک ہے وہ قابل ہون تو اسمین کچہہ حرج نہین اگرچہ زمانہ سابق مین
بوجہ امور خارجیہ ظلمت ظلم انکی طبیعت پر اسطرح عارض ہو گئی ہو جیسے آئینہ مصفی و مجلی پر اوپر سے سیاہی گر پڑی
سو ظاہر ہے کہ آئینہ کی صفائی اصلی اس سیاہی سے زایل نہین ہو جاتی بلکہ سیاہی عارضی سے صفائی اصلی
اسطرح پر مستور ہو جاتی ہے جیسے نور آفتاب پردہ ابر مین چہپ جاتا ہے زایل نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اگر
سیاہی مذکور پانی سے دہو ڈالئے تو صفائی اصلی خودبخود ظاہر ہو جاتی ہے یہی صورت بعینہ لاینال عہدی
الظالمین مین خیال فرمالیجئے چنانچہ ظاہر ہے علاوہ ازین آپ جو حضرات شیخین کو نعوذ باللہ ظالمین مین شمار
کرتے ہین تو اوس کی کیا وجہ اگر یہ وجہ ہے کہ انکی عمر کا ایک حصہ زمانہ جاہلیت مین بسر ہوا تو اتنی
بات مین تو خود جناب سرور کائنات بلکہ حضرت امیر بہی شریک ہین اور اگر مطلب سایل یہ ہے کہ شیخین زمانہ جاہلیت
مین مرتکب کفر ہوئے بخلاف جناب رسالت مآب و حضرت امیر اور اسوجہ سے انکو ظالمین کہا جاتا ہے تو قطع نظر اس
کے جو اوپر مذکور ہوئی اس دعوے کے لئے آخر کوئی دلیل بہی تو چاہئے اور ظاہر ہے کہ بدون دلیل نقلی
اس باب مین کام چلنا معلوم مگر کتب معتبر کا حوالہ ہو یا دونکی گہڑی ہوئی بات نہو کتب معتبرہ مین تو اس کا نشان

انشاء اللہ نکلیگا چنانچہ جملہ لم یسجد الصنم قط وغیرہ شیخین کے شان مین موجود ہے باقی فضیل روز بیان پر آپکا
یہ اعتراض کرنا کہ تقرر خلیفہ مین اجماع سے کام نہین چلتا بلکہ خلیفہ کے لئے اعلم الناس وازہد الناس واورع
الناس واعدل الناس واشجع الناس افضل الناس افصح الناس وارحم الناس ہونا ضرور ہے محض ہزیان
سرائی ودعوے بلا دلیل ہی پہلے گذر چکا کہ امام کا بواسطہ وحی مقرر ہونا کسی دلیل سے ثابت نہین بلکہ اُسکی
جانب مخالف کی تائید کے لئے دلیل بلکہ خود قول مرتضوی موجود ہے کما مر اور اُسی قول سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ اصل اصول تقرر خلیفہ مین اجماع مسلمین ہے ہان اہل اجماع کو چاہئے کہ متجمع شرائط خلافت کو خلیفہ بناوین
اور آپ جو امام کا اورع الناس وارحم الناس وغیرہ ہونا ضروری فرماتے ہین اول تو اُن سب کے ثبوت کے
لئے دلیل چاہئے سو یہہ اُمید تو آپ سے رکہنی بیجا ہے یون معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر افعل التفضیل آپکو
یاد تہے کیف ما اتفق نقل فرما دیئے دوسری اگر ان امور کو دربارہ ثبوت خلافت شرط مانا جائے تو فرمائے تو سہی
سُنیون کا کونسا قول غلط ہو جائیگا سب جانتے ہین کہ بفضلہ تعالی حضرت ابوبکر صدیق موصوف بہمہ صفات
کمال تہے انکی اعلم ہونے پر تو وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسمین یہہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہم وسلم
نے ایک روز یہہ ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو خدا نے دُنیا کی نعمتون اور آخرت کی نعمتون مین مُخیر کیا تہا کہ انمین
سے جسے چاہو لیلو سو اُسنے آخرت کو اختیار کیا دنیا کو اختیار نکیا اسپر ابوبکر صدیق روئے اور یہہ کہا کہ
قربان آپ پر ہمارے مان اور باپ اسکے بعد راوی کہتا ہے کہ ہمکو تعجب ہوا اس شیخ کو دیکہو کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایک شخص کا ذکر کرتے ہین اور یہہ روتا ہے سو عبد مخیر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے اور
ابوبکر صدیق ہم سب مین اعلم تہی علاوہ برین آخر ایام حیات مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اونکو
امام بنانا اور انکو ملقب بصدیق کرنا چنانچہ صحاح مین موجود ہے اسپر شاہد ہے باین نظر کہ یہہ بحث کسیقدر
آگے آتی ہے یہان اتنی ہی پر اکتفا کرتا ہون اور وجہہ شہادت کا دریافت کرنا تحقیق آیندہ پر چہوڑتا ہون
اور ازہد ہونے پر حضرت علیؓ کی روایت جو مشکوٰۃ شریف مین بہی موجود ہے دلالت کرتی ہے یعنی وہ روایت
جسمین یہہ ذکر ہے کہ آپ سے درباب خلافت عرض کیا گیا تو یہہ فرمایا کہ اگر ابوبکر کو امیر کروگے تو اسکو امین
اور زاہد فی الدنیا اور راغب فی الآخرۃ پاؤگے کیونکہ یہہ وصف کسی صحابی کی شان مین آپنے نہین فرمایا
اور اُنکی اورع ہونے پر آیت وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی شاہد ہے کیونکہ اتقی اور اورع کے معنے
ایک ہی ہین بلکہ کچہہ زاید کہئی تو بجا ہے اور اُنکی اشجع ہونے پر وہ حدیث گواہ ہے جسمین حضرت علیؓ سے یہہ

روایت ہے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے آگھیرا مین دیکھتا رہا اور مجھ سے کچھ نہو سکا
اور حضرت ابوبکر صدیق اُس مجمع مین گھسگئے غرض آپ کی مدد کی اور اسکو مارا اسکو مارا آپ کو بچالیا کیونکہ یہہ
روایت غالبًا باین طور ہے کہ آپ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیتہ نے آپ سے پوچھا کہ سب مین زیادہ بہادر کون
ہے تو اسپر آپ نے یہہ فرمایا کہ ابوبکر اور پھر اُسکے ثبوت مین یہہ فرمایا یہہ حدیث صحاح مین موجود ہے فقط شبہ ہے
تو اتنی بات مین ہے کہ یہہ روایت آپکے صاحبزادے سے ہے یا کسی اور سے اور اُنکی افضل الناس ہونے پر
بقول خُدا تو یہی آیت سورہ واللیل کی الغنی وسیجنبہا الاتقیٰ الذی یوتی مالہ یتزکی یہ شاہد ہے کیونکہ دوسری آیت
سورہ حجرات کی اعنی وانّ اکرمکم عنداللہ اتقکم۔ اسپر دلالت کرتی ہے کہ جو اتقی ہوتا ہے وہی افضل اور اکرم
ہوتا ہے دوسری آیت الاتنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول
لصاحبہ لاتحزن انّ اللہ معنا اسپر شاہد چونکہ اس کی شرح و بسط ہدیتہ الشیعہ مین بوجہ اتم مرقوم ہے تو ہمکو
حاجت تحریر نہین جسکو شوق ہو مطالعہ کر دیکھے تسپر بھی نہج البلاغت جو شیعونکے نزدیک وحی آسمانی سے بہی
بڑہکر ہے اوسے ہدایت الشیعہ مین حضرت علیؓ سے حضرت ابوبکرؓ کی وہ وہ تعریفین جو بعد انبیاء سواء صدیق اکبر اور
کسیمین متصور نہین بہ قسم منقول ہین جسکو شوق ہو کتاب موجود ہے مطالعہ فرمالین عنوان اس روایت
کا یہہ ہے للہ بلاد ابی بکر لقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنتہ وخلف البدعتہ ذہب نقی الثوب قلیل العیب
ترکہم فی شعب متشعبت لایہتدی الضال ولایستقین المہتدی بلکہ ان لفظون سے ایکدو زیادہ ہی ہونگے
علاوہ برین بروایت محمد بن الحنیفتہ بخاری مین حضرت علیؓ سے صاف منقول ہے کہ حضرت ابوبکر سب مین افضل ہین
اور انکی افصح الناس ہونے پر وہ خطبے جو بعد وفات وقبل دفن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پڑہی ہین شاہد
عادل ہین علی ہذا القیاس لفظ ارحم امتی بامتی ابوبکر جو جمعہ کے خطبون مین بحوالہ حدیث پڑہا جاتا ہے اُنکی
ارحم ہونے پر دلالت کرتا ہے باقی رہا اعدل ہونا سو اسکے ثبوت کی لئے بعد اثبات اوصاف مذکورہ کچھ
حاجت نہین کیونکہ عدل کے لئے فقط امانت و دیانت اور زہد و تقویٰ اور علم کی ضرورت ہے ظالم مین یہی
اوصاف نہین ہوتے جو وہ مرتکب ظلم ہوتا ہے غرض باعث ظلم حب دُنیا اور خیانت اور عدم ترحم ہوتا ہے
جسمین وہ اوصاف ہین اور یہہ خرابیان نہین وہ لاجرم اعدل الناس ہوگا اب اگر کسی صاحب کو
اسوجہ سے تامل ہو کہ اکثر روایات مذکورہ اہل سُنت کی روایات ہین تو اول تو وجہ ثبوت دعاوی
مذکورہ فقط روایات ہی نہین آیات بہی ہین اگر آیات کو اہل سنت ہی کی روایت سمجہتے ہو تو زہے نصیب

اہل سنت اور بڑی کہوٹی نقیب شیعون کے جنکے پاس مطلب کی ثبوت مین کلام اللہ تک ہی نہین بلکہ اولٹا
انکے مطلب مخالف ہے پہر تیسیر حضرت علی کی ان اوصاف مین سب سے افضل ہونے پر کیا دلیل ہے اگر روایات شیعہ
ہین تو کیا اعتبار اور روایات اہل سُنت یا آیات کلام اللہ مین تو لائی دکہلائیے مثل استدلال مذکور جو آیت
لاینال عہدی الظلمین سے ماخوذ تہا انشاء اللہ اسکی کیل پرزے ہی اودہیڑے جائینگے اور یہہ جو ارشاد ہی
کہ اسیطرح خلیفہ چاہئی کہ اُسکی طرف تمام خلقت علوم خُدا مین رجوع کرے اور جو سوال اس سے کرے
بخوبی تمام تسلی وتشفی کرے تاکہ خلافت و نیابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس سے ثابت ہو اگر سچ ہے
تو حضرت ابوبکر صدیق وغیرہم بحمد اللہ ایسی تہی اور اگر کسی بات مین اُنکو اورونکی طرف رجوع کرنیکی ضرورت
ہوئی تو اس سے انکی فضیلت کو بٹا نہین لگتا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے وشاورہم فی الامر
یعنی صحابہ سے مشورہ کرلیا کرو اگر ابوبکر وعُمر رضی اللہ عنہم نے کسی بات مین کسیکی طرف رجوع کیا اور اس
سبب سے اُنکار تبہ نعوذ باللہ کم ٹہیرا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تو خود حکم خداوندی ہو ابوبکر عُمر نے
تو اپنی ہی طرف سے رجوع کیا ہوگا۔ اس صورت مین نعوذ باللہ حضرات شیعہ صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے افضل سمجہین نہ کہ ایسا بُرا تسپر حضرت علی رضی اللہ عنہُ سے بیسیون جا ایسے وقایع ثابت ہوتے ہین اور
لوگون نے انکی غلطیان پکڑین ہین ہم کہہ سکتے ہین خارجیون سے اپنی تسلی کرلین غرض ایک دو جا غلطی ہو جانیسے
منصب امامت کو زوال نہین ہوسکتا حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا قصہ کلام اللہ مین مذکور ہے دیکہئے حضرت
موسیٰ کیا کا کیا سمجہہ گئے اور پہر منصب نبوت مین کچہہ فرق نہ آیا منصب خلافت تو ایک نمبر اور ہی کم ہے اتنا غل
کاہیکے لئے اور یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ انتظام دُنیاوی اور ملکون کا فتح کرلینا باعث خلافت حقہ کا نہین ہوسکتا
اگرچہ بظاہر حق معلوم ہوتا ہے پر شیطان صاحب نے اپنی بات پہر بہی ہاتہہ سے جانے نہین دی آپ سے اس
آڑ مین اپنا کلمہ کہلا لیا اجی حضرت آپ کس خیال مین ہین یہی اعتراض بعینہ نصرانی اور یہودی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کرتے ہین آپکو انکا طریقہ ایسا کیون مرغوب ہے آیت وعد اللہ الذین آمنو
منکم وعملو الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبد
لنہم من بعد خوفہم امنا الخ کو بغور دیکہئے کیا ارشاد ہے رسول اللہ صلے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلفاء
راشدین کی یہی نشانی ہے کہ وہ زمین کے خلیفہ ہوجائین اور بزور شمشیر و سلطنت دینِ متین کو جما دین
چونکہ اس آیت کے مضامین پہی درج ہدیۃ الشیعہ ہوچکے ہین اس لئے اونکے ذکر اور اس آیت کی تفسیر سے

معذور ہون اہل شوق خود مطالعہ کرلین گے ہان اگر خلفاء راشدین کے زمانہ مین ترقی اسلام نہوئی ہوتی بلکہ مثل تیمور فقط ملک گیری ہوتی تو اُنکو تیمور چھوڑکر انگریزون سے تشبیہ دیدی ہوتی اور درصورتیکہ عرب سے ایران تک اونہین کی بدولت کلمہ اسلام جاری ہوا ہو تو پھر یہہ کہکر مصداق ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون جو بعد آیت مذکورہ واقع ہے بنتی ہو کیونکہ اُسکی یہہ معنے ہین کہ رسوخ خلافت اسلام اور تمکین دین کے بعد جو شخص ان بزرگوارون کا شکر ادا نکرے وہ فاسق ہے اور بہی کوئی نہین تو شیعونکو تو شکرگذاری اصحاب ثلثہ لازم ہے اگر یہہ صاحب نہوتے تو نعرہ یا علی یا علی کڑسے لیکر ادہر کی حد ایران تک جاری نہوتا مجمل تقریر یہہ ہے کہ جب کلام اللہ وحدیث سے بزرگی ابوبکر صدیق اور انکی خلافت ثابت ہوگئی اور شیعون کا دعوے ثابت نہوا تو مذہب اہل سُنت حق ٹہرا اور مذہب شیعہ باطل ہے ؛

سوال

متعہ مین اختلاف شیعہ واہل سنت مشہور ومعروف ہے مگر شیعہ کہتے ہین کلام اللہ مین تو آیت فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ اُسکی جواز پر دلالت کرتی ہے خاصکر قراءت عبداللہ بن مسعود جو اہل سنت کی عُمدہ پیشوا ہین کیونکہ انکی قراءت مین بعد منہن لفظ الی اجل بہی زائد ہے اور ظاہر ہے کہ تجدید اجل متعہ ہی مین ہوا کرتی ہے نکاح مین تجدید مدت کی کوئی صورت نہین اور احادیث مین حدیث اباحت متعہ کا بعض غزوات مین شہرہ عالمگیری باینہمہ لفظ اجورہن انکی مطلب کے بہی موید ہے اسلئے کہ اجر عقد اجارہ مین ہوا کرتا ہے اور صحت اجارہ کی لئی تعین مقدار کار یا تحدید زمانہ وروزگار ضرور ہے - مثلاً نوکری ایک دو انگرکہہ بشی دینے کا نوکر ہوتا ہے یا ایک دو روز کا یہہ نہین ہوسکتا کہ زمانہ کی کوئی حد ہو نہ کام کی کوئی مقدار ہو اس صورت مین اگر مرد وزن مین کوئی زمانہ مقرر ہوگیا تب تو ثبوت متعہ بطور شیعہ سنیون ہی کے اقرار سے لازم آجائیگا اور اگر عدد کرات مجامعت معقود علیہ ہی تب بہی وہی بات ہے کیونکہ کرات مجامعت ایک زمانہ معین مین پوری ہوسکتی ہین اسلئے پھر وہی انجام نکل آتا ہے - مگر شاید اہل سُنت وجماعت کو آیت - والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ماملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون پر نظر ہوا اور یہہ خیال ہو کہ آیت مسطور سے زوجہ اور باندی کے سوا اور عورتون سے اجتناب نکلتا ہے اور زن متعہ بالیقین دونون قسم سے خارج ہے باندیون کی قسم سے علاحدہ ہونا تو محتاج بیان ہی نہین [illegible] زوجیت ہو تو ہو لیکن اول

علماء شیعہ نے زن متعہ کو زن نکاح سے جدا نہ کہا ہے بلکہ جیسے اہل سنت موافق اشارہ آیت مسطورہ زن حلال کی کل دو قسمین تبلاتی ہین ایک اپنی زوجہ دوسری اپنی باندی ایسی ہی علماء شیعہ زن حلال کی چار قسمین تبلاتی ہین دو تو یہی قسمین جو مذکور ہوئین اور دو اور ایک زن متعہ دوسری زن عاریتہ یعنی وہ باندی جسکا مالک کسیکو صحبت کرنیکے لئے مستعار دیدیوے سو اس سے صاف ظاہر ہے کہ زن متعہ زوجہ نہین کہلاتی دوسری لوازم و آثار نکاح زن متعہ مین یک لخت مفقود ہین نہ چار کی حد نہ عدل کی ضرورت نہ طلاق کی کوئی صورت نہ عدت کی حاجت اور ظاہر ہے کہ الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ اگر زن متعہ منجملہ ازواج ہوتی تو یہہ ساری لوازم آثار پائے جاتے بالجملہ علماء اہل سنت کو بمقابلہ شیعہ آیت والذین ہم لفروجہم حافظون الخ پر نظر ہو تو ہو اور اسلئے متعہ کو حرام کہتے ہون تو جواب اس شبہہ کا یہہ ہے۔

یہ آیتہ دو جا کلام اللہ مین ائی ہی ایک سورہ مومنون مین دوسری سورہ معارج مین اور باتفاق مفسرین یہ دونون سورتین مکی ہین یعنی قبل ہجرت نازل ہوئی ہین اور حدیث اباحت متعہ مدنی ہی کیونکہ غزوات سب مدنی ہین اسلئے واقع اباحت آیت حرمت کے بعد کا قصہ ہے اس صورت مین حدیث ہی ناسخ آیتہ معلوم ہوگی آیتہ کو ناسخ حدیث نہ کہہ سکین گے باقی یہ حسن ادب کہ آیت حدیث سے اعلے اور افضل ہوتی ہی پھر حدیث سے کیونکر منسوخ ہو اسی شخص کا کام ہی جو وجہ ثبوت قرانیت قرآن مجید سے خبردار نہو پر جس شخص کو اتنی بات کی اطلاع ہے کہ قرآن کا قرآن ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد سے معلوم ہوا اور ان احکام کا احکام خداوندی ہونا انہون نے آپ کے فرمانیسے جانا تو اس شخصکو اس بات مین ہرگز تامل نہین ہو سکتا کہ نسخ قران شریف حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے ممکن ہے چنانچہ علماء اہل سنت خصوصا حنفی اسی جانب ہین اور اسلئے حدیث کلامی لا ینسخ کلام اللہ کی تاویلین کرتی ہین ہان افضلیت قرآن مسلم مگر یہہ افضلیت باعتبار الفاظ ہے باعتبار احکام نہین جو احکام کہ احادیث سے ثابت ہون بشرط ثبوت احکام قرآنی سے کم نہین کیونکہ احکام مندرجہ احادیث بھی احکام خداوندی ہین گو باعتبار ظاہر احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتے ہون اسلئے کہ آپ رسول اور پیغام بر ہین بذات خود حاکم مستقل نہین باقی رہی روایت نسخ اباحت متعہ یعنی وہ روایت جسمین بعد اباحت حکم حرمت بھی موجود ہے شیعون کے نزدیک ضروری التسلیم نہین اسلئے کہ اسکی راوے فقط اہل سنت ہین اونہون نے اپنی مطلب کے موافق بنائی ہوگی **الجواب** ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نومن بہ و نتوکل علیہ و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ

وحدہ لاشریک لہ ونشہد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلے آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراہیم
وعلے آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید اللہم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی وازواجہ امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ
کما صلیت علے سیدنا ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم انزلہ المقعد المبارک عندک یوم القیمۃ اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا
اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بعد حمد وصلوۃ بندہ گنہگار محمد قاسم عرض پرداز ہے کہ تقریر سوال
شیعہ تو اس کمترین نے اس زرق برق سے کردی ہے کہ خود شیعون کو بہی اس انداز سے بیان کرنا نصیب نہوا
ہوگا اور اسوجہ سے میری ممنون ہون تو بجا ہے مگر مقتضاے احسانمندی یہہ ہے کہ تقریر جواب کو بہی بغور و
انصاف دیکہیں مطلب کی یار تو سبہی ہوتے ہین پر انصاف پرستی جوہر انسانی ہی تقریر سوال تو دلچسپ ہی تہی
پر تقریر جواب اُس سے بہی بڑہکر لیجئے حضرات شیعہ کا مطلب نہ آیۃ استمتاع سے نکلی نہ حدیث سے ثابت
ہو اور نہ آیۃ سورہ مومنون وسورہ معارج حدیث مذکور سے منسوخ ہوئی اور نہ ہوسکے علاوہ برین عقل
صائب اس بات پر شاہد ہے کہ تجویز متعہ ہمیشہ کے لئے اور ہر کسیکے لئے خدا تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے نہین ہوسکتی اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ادیان سابقہ مین سے کسی دین مین متعہ جایز نہین
ہوا اور اس دین مین سوا حضرات شیعہ اور کوئی اسطرف نگیا بلکہ ابتداء عالم سے لیکر اس زمانہ تک اطراف
عالم مین کسی دین مین آسمانی ہو یا نہو سوائے مذہب شیعہ یا مشرب جاہلان زمانہ جاہلیت ملک عرب اس امر کا
پتا نہین سیکڑون تاریخین موجود مین سیاحونکا افسانے مشہور ہین پر کہین متعہ کا نام ونشان نہین ملتا خیر یہہ
بات تو اتفاقی تہی کلام اللہ اور حدیث سے استدلال کا حال بیان کیجئے اور حقیقت نسخ کا پتہ دیجے تو کام چلے اسلئے
بطور تمہید اول کچہہ گذارش ہے بگوش ہوش سنئے کلام اللہ مین فرماتے ہین نساءکم حرث لکم یعنی تمہاری عورتین
تمہاری کہیت ہین اس سے صاف روشن ہے کہ نکاح سے مقصود اولاد ہے کیونکہ کہیت سے مطلوب پیداوار
ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کہیت کی پیداوار یہی اولاد ہے گیہون چنا وغیرہ نہین اس سے یہہ بہی معلوم
ہوگیا کہ شیعون کے نزدیک جو سارے جہان کے خلاف بی بی سے اغلام درست ہے وہ کلام اللہ کی بہی مخالف
ہے کیونکہ اغلام سے تولد اولاد متصور نہین مگر ہان شاید شیعون مین یہہ کرامت ہو اور موافق شعر
ذوق ؎ نہین ہین خون سے مژگان تر یہہ خار دلنشین نکلی ؛ جنون یہ نیشتر کیسی کہین ڈوبے کہین نکلی
ادہر سے نطفہ اودہر چلا جاتا ہو باقی رہا جملہ فاتوا حرثکم انی شئتم جسکا یہہ مطلب ہے آو اپنی کہیتون مین
جہان سے چاہو شیعونکو کچہہ مفید نہین کیونکہ اول تو انی بمعنی کیف بہی آتا ہے پہر اونکو کیا اختیار کہ

کہ بوجہ انی کو بمعنی ظرف مکانی رکہین مندل اور مدعی کے لئے وہ بات مفید نہین ہو سکتی جسمین احتمال
مخالف بھی موجود ہو بااینہمہ جملہ نساء کم احتمال مخالف یعنی معنی کیف کے موید اور معنی ظرف مکانی کی مخالف
چنانچہ ظاہر ہے اور اگر انی بمعنی ظرف مکانی ہی ہو پہر بہی شیعونکو کچہہ مفید نہین کیونکہ جیسے کوئی یون کہے کہ اپنی
زمین مین بیج ڈالنے کے لئے شرق کی طرف جاؤ یا غرب کی طرف سے بہرحال تمکو اختیار ہے اور اس سے ہر کوئی
یہی سمجہتا ہے کہ مقصود اصلی بونا ہے وہ دونون طرف سے جانے مین برابر حاصل ہے پیداوار دونون
طرح ایک ہی سی ہوگی ایسی ہی اس جملہ سے ہر عاقل یہی سمجہے گا کہ اپنی بی بیون سے اولٹے سیدہے جسطرح
چاہو صحبت کرو تولد اولاد مین دونون صورتین برابر ہین یہ نہین کہ سیدہی صحبت کیجئے تو بچہ اچہا ہوا اگر
اُلٹی کیجئے تو احول پیدا ہو جیسے یہودی کہا کرتے تھے چنانچہ اُسی وہم فاسد کے مدافعہ کی لئے یہہ ارشاد
ہوا کہ فاتوا حرثکم انی شئتم مگر علماء شیعہ کی خوش فہمی دیکہئے کہ بات کیا تہی اور کیا مطلب کی سمجہہ گئی
مگر وہ بہی کیا کرین اگر متعہ اور اغلام نہوتا تو خواص تو متنفر تہی ہی عوام کالانعام بہی اس مذہب کو
پسند نکرتے علاوہ برین ولد صالح کا باقیات صالحات مین سے ہونا بہی اولاد کی مقصود ہونے پر
شاہد ہے کیونکہ انما الاعمال بالنیات اگر شہوت رانی ہی مقصود ہوتی اور اولاد مقصود نہوتی
تو انکے حساب سے اولاد کا ہونا نہونا برابر تہا اگر صالح ہوئی تو کیا اور فاسق ہوئی تو کیا علی ہذا القیاس سقی
ماء غیر یعنی عورت حاملہ من الغیر سے جماع حرام نہوتا چنانچہ ظاہر ہے بہرحال مقصود اصلی نکاح سے اولاد
ہے شہوت رانی مقصود اصلی نہین ہان جیسی اکل غذا اسی بدل مایتحلل مقصود ہے اور بہوک مثل چپراسی
سرکاری اس بیگارہ کی لئے متقاضی ہے ایسی ہی عورتون سے اولاد مطلوب ہے اور شہوت جماع تقاضاء
جماع کے لئے ساتہہ لگا دی گئی ہے مگر جب اولاد مقصود ٹہیری چنانچہ آیۃ مسطور اسپر شاہد ہی اور نیز
عقل سلیم اُسپر گواہ تو پھر ایک عورت کو زمانہ واحد مین دو یا زیادہ مردون سے نکاح کی اجازت قرین عقل
نتہی اسلئے کسی دین مین یہہ امر جایز نہوا کیفیت شہادت آیۃ مرقوم ہو چکی ہان عقل صائب کی گواہی سننی
باقی ہے اسلئے یہہ گذارش ہے کہ درخت بار اور بذات خود مطلوب نہین ہوتا پہل مطلوب ہوتا ہے سامان
اور اسباب مطلوب نہین ہوتا نتیجہ مطلوب ہوتا ہے اب دیکہئے کہ شہوت رانی اور جماع اولاد کے لئے سامان
اور اسباب مین سی ہی یا قصہ برعکس ہے سو ایسا کون نادان ہوگا جو وقاع وجماع کے سبب ہونے
اور اولاد کے مسبب ہونے مین تامل ہو علاوہ برین آیۃ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اس

اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ جن وانس کو خاص اپنے کام کے لئے بنایا ہے اور آیۃ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ثم استویٰ
الی السماء فسویہن سبع سموات اس بات پر شاہد ہی کہ زمین وآسمان بنی آدم کے لئے بنائی گئی ہین بر عکس نہین
زمین اور زمین کی پیداوار کا بنی آدم کے لئے ہونا تو لفظ لکم سے ظاہر ہے اور آسمانون کا بنی آدم کے لئے بنایا جانا
بقرینہ عطف ظاہر ہے یعنے قید لکم یہان بہی بقرینہ عطف ماخوذ ہوگی علاوہ برین آیۃ الذی جعل لکم الارض فراشا
والسماء بناء وغیرہ آیات مین یہہ بات زیادہ مصرح ہے اور کیون نہو زمین واب وہوا وآتش وآفتاب وکواکب
وافلاک نہون تو ہماری ہزارون حاجتین بند ہو جائین بلکہ یون کہو ہم مرجائین اور ہم نہون تو ان
اشیاء کا کچہہ حرج نہین پہر یون نکہئے تو اور کیا کہئے کہ وہ ہمارے لئے بنائی گئی ہین ہم اُن کے لئے نہین بنائے گئی
مگر اسصورت مین یہہ بات ظاہر ہے کہ زمین ہو یا آسمان ہو جو کچہہ بنی آدم کے لئے بنایا گیا اُسکو حصول عبادت
مین دخل ہے یعنی اگر وہ نہو تو پہر عبادت مین کمی یا نقصان پیش آئی یا وہ نہو تو عبادت نہو سکے کیونکہ اسوقت
بنی آدم اور باقی مخلوقات مشار الیہا کی ایسی مثال ہوگی جیسی یون کہئی گہوڑا سواری کے لئے اور گہاس دانہ
گہوڑے کے لئے سو جیسا یہان ہر کوئی سمجہتا ہے کہ اگر گہاس دانہ نہو تو پہر سواری کی بہی کوئی صورت نہین بلکہ
گہوڑا تڑپ تڑپکر مرجائے ایسا ہی بنی آدم اور ان چیزونکو سمجہئے جو اسکے لئے بنائی گئی ہین کہ اگر وہ نہون تو پہر
عبادت ہی نہین سو کہانے پینے کی ضرورت تو ظاہر ہے کون نہین جانتا کہ اگر خور ونوش کی نوبت نہ آئی تو
آدمی مرجاے پہر عبادت کون کرے اور پہر کہانے پینے کے لئے زمین آسمانکی ضرورت ظاہر زمین کو تو ہم خوب ہی
جانتے ہین رہا آسمان اسکی ضرورت کہانے پینے کے لئے آیۃ وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم
سے ظاہر ہے پر شہوت جماع کو اس کام مین کچہہ دخل نہین سو یہ کیونکر ہو سکے کہ امور خارجہ من ذات العابد
مین تو حصول عبادت پر نظر ہے اور شہوت کو جو ایک امر داخلی ہی باوجود ارشاد وما خلقت الجن الخ عبادت
مین کچہہ دخل نہو الغرض شہوت کا بنی آدم مین پیدا کرنا بذات خود بے مصرف معلوم ہوتا ہے ہان اگر تولد
اولاد پر نظر کیجی تو پہر اسکے برابر خور ونوش ہی عبادت مین دخل نہین رکہتی کیونکہ کہانے پینے سے اگر طاقت
عبادت پیدا ہوتی ہے تو جماع سے خود عبادت کرنیوالی پیدا ہوتی ہین بالجملہ عقل ونقل اسبات پر شاہد ہین
کہ شہوت رانی بذات خود مقصود نہین تولد اولاد مقصود ہے چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
جو دربارہ ترغیب نکاح مشہور ہے اُسمین یہہ جملہ کہ انی مکاثر بکم الامم اس مضمون کو اور بہی واضح کئے دیتا ہے
کیونکہ غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب نکاح سے اسوقت یہہ نکلی کہ اُمت کے لوگ کثرت سے نکاح کرینگے تا

تو اولاد کثیر پیدا ہوگی اور اس وجہ سے یہہ اُمت بڑہجائے گی اور ایک سامان افتخار آپکو ہاتہہ آئےگا[۱] جب یہہ بات ذہن نشین ہوگئی کہ نکاح سے مقصود اولاد ہے شہوت رانی مقصود نہین تواب وجہ ممانعت تعدد نکاح زن بہی ایک زمانہ مین بیان کرنی چاہئے۔ سُنئے زمین کی پیداوار توسب ایک سی ہوتی ہے اور اُس کے سب دانے باہم متشابہ ہوتے ہین خورش مین سب یکسان کسیکو کسی پر کچہہ فوقیت نہین اسلئے شرکت مین کوئی خرابی پیش نہین آتی علی السویہ تقسیم ہوسکتی ہے پر اولاد مین اگر اشتراک تجویز کیا جائے تو ایک نزاع عظیم برپا ہو امید کثرت عباد و عبادت تو در کنار پہلی ہی عابدونکی خیر نہو کیونکہ اول تو یہی کچہہ ضرور نہین کہ ایک سی زیادہ بچہ پیدا ہو اور دو تین پیدا ہی ہوئی تو کچہہ ضرور نہین کہ سب لڑکے ہی ہون یا سب لڑکیان ہی ہون اور پہر ایک ہی قسم کے ہون تو وہ سب عابد وزاہد ایک ہی نمبر کے ہون اور عاقل فاضل ایک ہی درجہ کے ہون[۲] بلکہ عادت اللہ یون ہی جاری ہے کہ جیسے پانچون انگلیان یکسان نہین ہوتی ایسی ہی تمام اولاد یکسان نہین ہوتی ادہر محبت پدری سبکے ساتہہ خداداد سو بالفرض ایک عورت کے اگر کئی خاوند ہون اور وہ بہی فرض کرو ایک پورب کا رہنےوالا ہو ایک پچہم کا تو پہر تقسیم اولاد کی کوئی صورت نہین بوجہ تفاوت معتاد جو باہم اولاد مین ہوا کرتا ہے اول تو ناقص حصہ والیکا اپنی نقصان پر راضی ہونا دشوار دوسرے بوجہ محبت تمام اولادون کا صبر کرنا معلوم اور اسوجہ سے یہہ بہی ممکن نہین کہ روپیہ وغیرہ سے جبر نقصان کرکے ایک کو راضی کردیجئے خاصکر جبکہ بچہ ایک ہو اور عورت کی خاوند کئی یا عدد ازواج زن زوج ہو اور عدد اولاد طاق ہان اگر اولاد کا ٹنے پہاٹنے کی قابل ہوتی تو مثل غلہ مشترک یا گوشت مشترک یا جامہ مشترک کاٹ پہانٹ کر برابر کرلیتے اور نزاع رفع کردیتے یا مثل غلام عورت کا ہر وقت ایک حال رہتا اور یہہ تفاوت احوال اور اختلاف کیفیات مزاجی نہوا کرتا تو ہفتہ وار یا ماہوار یا سال وار ایک ایک خاوند کے پاس رہا کرتی مگر اول تو ہر دم اور ہر حال مین رحم زن نطفہ کو قبول نہین کرتا دوسرے یہہ اختلاف احوال زن بیشتر موجب اختلاف ذکورت و انوثت و عقل و بیعقلی وغیرہ احوال و اخلاق ہوجاتا ہے جو لوگ دقایق طبیہ اور حقایق موجبات اختلاف امزجہ اولاد سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ وقت جماع وہ قاع جو کیفیت والدین خصوصاً والدہ پر غالب ہوتی ہے وہی کیفیت اولاد کے حق مین خلق اور طبیعت بنجاتی ہے اول تو اہل عقل کو مشاہدہ بقاء انواع سے یہہ بات ظاہر ہے کیونکہ آدمی کی گہر آدمی کا پیدا ہونا اور سگ و خوک سے سگ و خوک کا پیدا ہونا اور اسپ و خر سے خچر کا پیدا ہونا جسمین دونون کا اثر مشہود ہوتا ہے اسبات کے سمجہہ لینے کو

---

[۱] اور بہر اولاد کا مطلوب ہونا اور بعد حصول اولاد والدینکے ساتہہ بشفقت پیش آنا اسی پر دال ہے کہ اولاد مقصود سلیم النفس ہے ۱۲

[۲] اور حسین جمیل ایک ہی طرح کے ہون اور قوی توانا ایک ہی طاقت کے ہون ۱۲

کافی ہے کہ کیفیت مزاجی والدین کو اخلاق وعقل اولادین دخل تام ہے دوسرے الولد سر لابیہ ہی جو
جملہ مسلمہ ہر عام وخاص ہے اسبات پر شاہد ہی کیونکہ کسیکو کسیکا اب حقیقی اور والد تحقیقی باعتبار وقت علوق
نطفہ ہی کہہ سکتے ہین اور اوقات کے حساب سے یہہ اطلاق مجازی ہوتا ہے سو وقت علوق جو کیفیت مزاج والدین
پر غالب ہو اوسیکا اثر اولادین آنا چاہئے ورنہ الولد سر لابیہ کیونکر صحیح ہوگا اوہر محققان اہل اسلام نے
حضرت مریم کے سامنے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آدمی کی شکل مین آنی کی وجہہ یہی بیان کی ہی کہ اگر
حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی شکل ملکی مین اونکی روبرو نمودار ہوتے تو حضرت مریم علیہ السلام تبقاضائے
بشریت ڈر جاتین اور وہ کیفیت خوف مزاج عیسوی مین اثر کرجاتی آپ نامرد اور نبردل پیدا ہوتی اور کار رسالت
ادا نکرسکتی کیونکہ اسلام کے لئے ہمت عالی اور شجاعت تامہ کی ضرورت ہے نامردون سے ایسے بڑی کام
جسمین ایک جہان سے مقابلہ اور عداوت کہڑی ہو۔ نہین ہوسکتی باقی رہا صورت ملکی سی خوف کہانا
وہ حضرت مریم سے کیا بڑے بڑے مردون سے ہی مستبعد نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت
جبرئیل کی صورت ملکی سے مرغوب ہوگئی تھی اور کسیکا تو کیا ذکر ہے علاوہ برین یہہ قصہ اکثرون نے
سنا ہوگا کہ وقت جماع کسی عورت کو سانپ نظر پڑ گیا تہا بچہ جو پیدا ہوا تو سانپ ہی کی شکل تہی بالجملہ بوجہ
تفاوت احوال معلوم یہہ ہی ممکن نہین کہ غلام کی طرح نوبت بنوبت ہر خاوند کے پاس رہا کری کیونکہ عورت
کے لئے اگر یہہ امر تجویز کیا جائے تو مقتضائے انصاف یہہ ہے کہ خدمت فراش یعنی وقاع وجماع کی مقدار
قدر نوبت مقرر ہو اور بہت دراز کرو تو ایک شب رکہلو اسلئے کہ عورت کی متعلق یہی خدمت ہی اور اس خدمت
کے ادا کرنے مین اتنی ہی دیر کافی ہے اور اس باب مین غلام پر قیاس ممکن نہین اسلئے کہ خدمت غلام
کوئی امر معین نہین جو اسکی مقدار تعیین نوبت مین ملحوظ رہی اسلئے وہان وہ زمانہ جسمین خدمت عند
تمام شرکاء کی نزدیک ادا کرسکے معین ہوگا علے ہذا القیاس مردونکی نوبت پر ہی قیاس نہین کرسکتی جو
کم سے کم ایک شب ہی مقرر ہو اسلئے کہ غرض اصلی یعنی جماع جو تعیین نوبت سے مقصود ہے مرد کی
ایسے اختیار مین نہین ہے کہ جب چاہے سبکدوش ہوجائے کم سے کم ایک شب مین البتہ اسکی وقوع کا
احتمال ہے یہی وجہ کہ عدل کے لئے جماع ضرور نہوا ہان خدمت فراش البتہ عورت کی ہر وقت اختیار
مین ہے باانہمہ عورت قبل ظہور حمل اگر دو مرد کی پاس رہے تو یہہ تعیین نہین ہوسکتی کہ تخم حمل کسکا ہی
اور بعد ظہور حمل اگر دوسرے کی پاس رہیگی تو اسکی نطفہ کی اختلاط کی وجہ سے پہر وہی صورت اشتراک

پیدا ہوتی ہے دو دو بچے پیدا ہوتے ہین تو تعیین مشکل ہو جاتی ہے اور اتنا زمانہ دراز نوبت کے لئی مقرر کیا جاے کہ ایک کا نطفہ دوسرے کے نطفہ کے ساتہہ مختلط نہو سکے تو یہہ وقت تو کہین نہین گئی کہ کسی وقت رحم زن نطفہ کو قبول کرتا ہے کسی وقت نہین کرتا اور کرتا ہے تو کسیوقت کیفیت صالحہ عارض حال زن ہوتی ہے کسیوقت کیفیت فاسدہ لاحق حال ہو جاتی ہے۔ اور درصورت وحدت مرد و تعدد زنان یہی اگرچہ یہی احتمال ہے مگر چونکہ وہ صاحب حرث ہے تو اگر وہ وقت کیفیت صالحہ عورت کے پاس نہ جائی تو کچھہ اپنا ہی نقصان کرے گا کسی دوسریکا حق تلف نکرے گا جو گنجایش اعتراض ہو جب یہہ سب باتین ذہن نشین ہوگئین اور وجہ ممانعت تعدد مرد و وحدت زن معلوم ہوگئی تو یہہ ہی عرض کرنا مناسب سمجھا کہ ایام عدت وفات وطلاق مین جو نکاح ممنوع رہا تو اسکی وجہ یہی ہے کہ اگر ساعت دو ساعت پیشتر مرگ و طلاق سے باہم جماع کا اتفاق ہوا ہو اور بجرد وفات زوج وطلاق پہر دوسرے سے نکاح کرکے جماع کی نوبت آئی تو وہی خرابی لازم آئیگی جو وقت واحد مین کئی خاوندونکے ہونے مین متصور تہی کیونکہ وہان بہی وقت واحد مین تو دونون کا جماع متصور ہی نتہا ساعت دو ساعت کے فاصلہ کی ضرورت بالضرور تہی جب باوجود اس کے خرابیہاء مذکورہ لازم آتی تہین تو یہان کیون نہ لازم آئین گی اس تقریر سے یہہ ہی واضح ہوگیا کہ بیان محرمات مین لفظ محصنات کو کیون اختیار کیا لفظ منکوحات یا لفظ متزوجات وغیرہ الفاظ دالہ علی النکاح مین سے کوئی اور لفظ کیون نہ اختیار فرمایا یعنی اگر والمحصنات نفرماتی بلکہ والمنکوحات یا والمتزوجات فرماتی تو معتدہ خاصکر معتدہ وفات یا معتدہ طلاق مغلظہ کو یہہ لفظ شامل نہوتا اور پہر بدلالت واحل لکم ما وراء ذلکم معتدہ سے نکاح کرنا حلال ہو جاتا مگر جن خرابیون کے باعث حیات زوج اول یا نکاح زوج اول کے وقت نکاح ممنوع تہا وہ سب خرابیان اس نکاح مین لازم آتین الغرض لفظ والمحصنات کی اختیار فرمانی کی یہہ وجہ ہے کہ حرمت نکاح معتدہ کی طرف بہی اشارہ منظور ہی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ لفظ احصان بمعنی حفظ آتا ہے سو یہان بوجوہ مذکورہ بالا یہہ غرض ہے کہ خاوند اپنی عورت کو غیر مرد سے محفوظ رکھے اور جو وہ نہو تو جیسے فرض بجہنے مرگ آدبائی تو اُسکی کس کو اور خویش واقرباء حافظ ننگ و ناموس ہین مگر چونکہ بناء حفظ ننگ و ناموس پاس نسب ہوتا ہے تو اگر بعد موت زوج اول یا طلاق زوج اول عورت ایک ساعت کی بعد ہی بچہ جن اوٹہی تو اب حفظ ننگ و ناموس کی کچھہ ضرورت نرہی

کیونکہ اب اختلاط نسب متصور نہین اسلئے اس صورت مین بمجرد وضع حمل اسکو اختیار دینا مناسب
سمجھا اور یہہ ارشاد ہوا واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن ہان اگر حمل کے ہونے نہونے مین
اشتباہ ہو اور کبیکی زوجہ کی نسبت ہر دم یہ اشتباہ رہتا ہے ہی کیونکہ اول علوق مین تو جانورون مین
تمیز حمل ہو نہ آدمیون مین تو اُس صورت مین انتظار ظہور حمل مناسب تہا اسلئے عدت بیوہ دس دن
چار مہینے مقرر ہوئی وجہ اسکی یہہ ہے کہ اس مدت مین حمل ہوگا تو خود ظاہر ہو جائیگا کیونکہ موافق۔
احادیث صحیحہ چالیس دن تک نطفہ برصورت نطفہ باقی رہتی ہے اگرچہ اول و آخر وقت مین فرق زمین
و آسمان ہو الغرض جلیسی خون سیاہ و سُرخ و زرد مین باوجود تفاوت الوان وہ بات مشترک ہے جسکی
باعث اُسکو خون کہہ جاتے ہین ایسی ہی نطفہ پر روز اول اور رنگ ہو اور چالیسوین دن اور رنگ
ہو با اینہمہ کوئی ایسی بات باہم مشترک ہوتی ہو جسکے سبب اسوقت تک نطفہ ہی کہہ سکتے ہین علقہ یا مضغہ
نہین کہہ سکتے ہان دوسرے چلے مین وہ حالت اُسپر عارض رہتی ہے جسکے سبب علقہ یعنی خون کا لوتھڑا
اسکا نام ہو جاتا ہے پہر تیسرے چلے مین مضغہ ہو جاتا ہے اور چالیس دن تک مضغہ رہتا ہے بعد تیسرے
چلے کے پوری ہو جانے کی نفخ روح کی نوبت آتی ہے مگر اول اول جان پڑتی ہے تو نہایت درجہ کی
ناتوانی ہوتی ہے حرکات کی طاقت کجا کسیقدر عرصہ کے بعد حرکات ظاہر ہونے لگتی ہین سو تین چلونکے
تو پورے چار مہینے ہوئے ربع چلہ بغرض ظہور حرکات اور بڑہا لیا تاکہ حمل کے ہونے مین کوئی شبہ باقی نرہے
یعنی جب مقدار شکم زیادہ ہو گئی اور حرکات نمایان ہوئین تو پہر یہہ ہی احتمال نہین ہو سکتا کہ استسقا
یا رجا وغیرہ امراض ہون ہان اگر اتنے عرصہ مین ہی حمل ظاہر نہو تو پہر یقین کامل ہو گیا کہ حمل زوج
مردہ نہین جو اُسکی ننگ و ناموس کو ملحوظ رکہین اور نسب کے حفاظت کیجائی اس لئے یہہ ارشاد ہوا
فاذا بلغن اجلہن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن بالمعروف۔ اس تقریر سے فائدہ لفظ تیربصن
بہی ظاہر ہو گیا اور مفعول تیربصن بہی معلوم ہو گیا یعنی غرض اس لفظ سے یہہ تہی کہ جن عورتونکے
خاوند مرجائین وہ عورتین دس دن چار مہینے انتظار کیا کرین سو اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ انتظار
ظہور حمل مقصود ہے تاکہ حمل ظاہر ہو جاے تو وضع حمل تک اور کسی سے نکاح نکیا جاے اور اور ظاہر نہو
تو عورت کو اختیار دیا جاے۔ الغرض لفظ تیربصن کے ساتہہ فاذا بلغن اجلہن کو ملائیے تو یہہ مطلب نکل آتا
ہے کہ اگر پوری چار ماہ دس روز انتظار ہے مین گذر جائین تو پہر عورت کو اختیار ہے مگر انتظار اُسیحالت کا نام

ہے جس مین اُسچیز کے ہونے نہونے کا یقین نہو جسکا انتظار سو پورے دس دن چار ماہ تک انتظار بہی منصور ہے کہ
آخر ساعت تک یقین حمل نہوا ہو اور درصورتیکہ حمل کا یقین پہلے ہی ہو چکا تو اب اس حالت کو تربص یعنی انتظار
نہین کہہ سکتے جو موافق فاذا بلغن اجلہن ایسی حالتین بعد چار ماہ دس روز کی اجازت نکاح ملجاسے بلکہ اسوقت وہ
عورت منجملہ واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن سمجھے جائیگی اس طور پر آیۃ والذین یتوفون منکم ویذرون ازوا
جا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا اور آیۃ واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن مین کچہہ تعارض نرہا اور آیۃ
فاذا بلغن اجلہن مین جو لفظ بالمعروف موجود ہے اُس کا فایدہ بہی معلوم ہوگیا یعنی مدت معلومہ کے بعد باوجو
ظہور حمل اگر عورت نے کسی سے نکاح کر لیا تو بوجہ مذکور یہہ نکاح بہی معروف نہ سمجہا جائیگا مگر چونکہ وجہ تربص
بعد موت زوج فقط انتظار حمل ہی تہا اور وجہ تربص بعد طلاق انتظار رضاء زوج بہی ہے تو عدت وفات مین تو
حمل کے چہپانے نہ چہپانے مین جدا گانہ کچہہ ارشاد نفرمایا کیونکہ یہان تو خود ظہور حمل ہی کا انتظار مقصود ہے
ادہر دس دن چار ماہ ایک مقدار معین ہے جسمین کمی بیشی مقصود نہین پہر کیا حاجت جو بروے احتیاط اور
تاکید کی جاے اور عدت طلاق کے ذکر کے بعد یہہ بہی ارشاد کر دیا ولا یحل لہن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامہن ان
کن یومن باللہ والیوم الآخر کیونکہ انتظار حمل کے سوا یہان انتظار رضاء زوج بہی ہے ادہر طہر وحیض اول
تو منجملہ امور مخفیہ دوسرے ان کے لئے کوئی مقدار معین نہین موافق بعض مذاہب انتالیس دن مین تین
حیض متصور ہین اور اسقدر مدت مین حمل اوروں پر خوب ظاہر نہین ہو سکتا غرض انتظار ظہور حمل ہی مقصود
تہا جو یہان مدت دربارہ ممانعت خفاء کافی ہوجاتی ادہر بوجہ خفاء امر طہر وحیض وعدم تعیین مدت چہپا لینے کا
احتمال تہا اسلئے یہان تصریح ارشاد کی ضرورت ہوئی باقی رہی یہہ بات کہ عدت طلاق مین انتظار رضاء
بہی مقصود ہوتا ہے اور عدت وفات مین فقط انتظار حمل ہی یہہ خود ظاہر ہے رجعت کا طلاق مین مقرر ہونا اور
بے نکاح زوج کو زوجہ پر تصرف کر لینا خود اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح بالکل منقطع نہین ہوا اور
کیون ہو حقیقت نکاح تراضی طرفین تہی اور بناء تراضی اتحاد نوعی اور احتیاج طرفین جو ایک کو دوسرے
سے لگے ہوئی تہی پہر احتیاج بہی ایسی ویسی نہین بلکہ اس احتیاج کی نوبت یہان تک پہونچی کہ مرد مظہر
کمال محبت بنایا گیا اور عورت مظہر جمال محبوبیت بنائی گئی تاکہ احتیاج اپنے کمال کو پہونچ جائے کیونکہ اس سے
بڑہکر احتیاج کی کوئی صورت ہی نہین کہ ایک عاشق ہو تو ایک معشوق ہو اور اہل فہم جانتے ہونگے کہ جذب محبوب
جذب محب سے کہین زیادہ ہے اس صورت مین یہہ کب ہو سکتا ہے کہ محبت محبوب محبت محب سے کم ہو ورنہ ضعف جذبہ

کہ شہوت رانی مقصود نہو غرض یہان احصان مذکور زیادہ تر ملحوظ رکہنا ضروری ہے اور باوجود اس دلالت سیاق
اور تاکید غیر مسافحین اگر احصان بمعنی مذکور ملحوظ نہو تو یون کہو کہ منکوحات امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ
والمحصنات نہون اور سوا اون رشتہ دارون کے جنکے ساتہہ نکاح کرنا حسب ارشاد سابق حرام ہوچکا ہے
اور سبکو منکوحات اُمت مُحمدیہ سے حالت نکاح اول مین بہی نکاح درست ہو نعوذ باللہ منہا ہان اگر احصان
کے یہہ معنے نہوتی اور وجہ امر احصان یہ نہوتی جو بندہ کمترین عرض کر آیا ہے تو البتہ کسی صاحب کو مجال دم زدن
بہی تہی مگر قطع نظر اسبات کی کہ اشارہ حفظ نسب جملہ احکام متعلقہ نکاح سے مترشح ہے چنانچہ معروضات
سابقہ اس باب مین کافی ہین اور وہ اشارات ارادہ معنی معروض پر مثل آفتاب روشن دلالت کرتی ہین اور
کوئی معنی یا وجہ اگر حکم احصان کے لئے تجویز کی جاے تو بجز اسکے اور کیا ہو کہ وجہ احسان انتساب فیما بین ہو
یعنے عورت کا مرد کے نام لگ جانا موجب حکم احسان ہوا اور تفسیر احصان غیرت جاہلیت اہل ہند ہو یعنی تمام
عُمر کی عدت عورتونکی ذمہ پڑی سو ایسے مضامین کے تسلیم کرنے کے لئے عقل جاہلانہ اور مذہب ہندوانہ کی ضرورت
ہے اہل اسلام کو ایسے خرافات سے کیا مطلب کون نہین جانتا کہ باندی غلام بلکہ اور اموال مملوکہ بہی بعد
مرگ مالک اُسکے ملک سے خارج ہوجاتے ہین اجازت بعد موت متاجر فسخ ہوجاتے ہین سو ملک منافع بضعہ یا
اجارہ نکاح ایسا کیا پائدار اور مستحکم ہے جو بعد مرگ بہی باقی رہے ادہر طلاق خود قطع نکاح کے لئے موضوع ہے تہا
کار ایکوار مین عقدہ نکاح منقطع نہو تین بار مین منقطع ہوجائے آخر کلاڑہا تیشہ وغیرہ آلات نجار بہی جو قطع
اشجار وغیرہ کے لئے موضوع ہوئی ہین ایکبار اور ایکوار مین تو نہین قطع کر دیتی بالجملہ طلاق تو قطع نسبت
عقد کے لئے موضوع ہے اور موت اگرچہ بالذات قاطع نسبت نہین پر قاطع رشتہ حیات منتسبین ہے مگر منتسبین
یا احد المنتسبین نہون تو نسبت منقطع کیا معدوم ہی ہوجائیگی اس صورت مین بقاء علاقہ نکاح کی تو کوئی
صورت ہی نہین ہان یون کہئی کہ جیسے ظروف مبیعہ مین بایع کا روغن یا شہد و شیر وغیرہ مثلاً رکہا ہوا
ہو اور اسوجہ سے مشتری اپنا روغن وغیرہ تا وقتیکہ وہ ظروف خالی نہو لین اونمین ڈال نہین سکتا کیونکہ
ڈالدی تو اتلاف حق غیر اور افساد حق غیر لازم آتا ہے یعنی بعد اختلاط تمیز حقوق مشکل ہے ایسی ہی تا بقاء
حمل زوج اول زوج ثانی زراعت ولد یعنے جماع جس مین القاء تخم ولد یعنی نطفہ ہوتا ہی نہین کر سکتا
ہان مگر اتنا فرق ہے کہ روغن و شیر وغیرہ کا ہر تنون مین رکہنا کوئی خواہش طبعی اور لذت قلبی نہین جو بعد بیع
قبل استفراغ ظروف اندیشہ اختلاط ہو ادہر روغن و شیر وغیرہ ایسی اشیاء نہین کہ سوا ظرف اول بے نقصان

اور کسی طرف.. منتقل ہے نہو سکین باانیہمہ قطع نظر تعلق حق غیر سے روغن و تیزو غیرہ ایسی اشیا نہین
کہ زمین پر گرا دیجے تو یہہ گرا دینا اُسکے حق مین کوئی ظلم دستم سمجھا جاوے اسلئے قبل استفراغ یعنی خالی کرنیسے پہلے
اُنکی بیع مین کوئی نقصان یا اندیشہ نہ تہا البتہ قبل وضع حمل اگر نکاح تجویز کیا جائے تو یہہ ساری خرابیان
موجود ہین نہ یہہ ہو سکے کہ شکم زوجہ سے نکالکر کسی اور شکم مین رکہدین نہ یہی ہو سکے کہ اگر زوج اول اپنی حمل کو
نکلوانے مین دیر کری تو زمین ہی پر گرا دیجے کیونکہ قطع نظر حق زوج اول سے حمل کا گرا دینا بھی تو منجملہ خون ہی
جو اول درجہ کا ظلم ہے باانیہمہ یہہ زراعت یعنی القاء تخم نطفہ جو بوسیلہ جماع ہوتا ہی ایسی خواہش غالب اور
لذت عجیبہ ہے کہ بعد قدرت صبر قریب محال ہے اسلئے ایسی وقت مین اجتناب زنا کی وہ فضائل مقرر ہوے کہ
کیا کہئے بایں نظر نکاح ہی ایسی اوقات مین ممنوع ٹہیرایا گیا نہ یہ کہ بقاء نکاح مانع نکاح ثانی ہے اور ظاہر ہے
کہ بعد انقطاع نکاح اول سواء اندیشہ اتلاف حق غیر یا افساد حق غیر دوسرون سے نکاح کا ممنوع ہونا
ایسا ہی ہے جیسا بعد انقطاع علاقہ ملک کسی غلام یا لونڈی کا کسی سے عقد اجارہ خدمت کا ممنوع ہونا سو جیسا
اسکو کوئی عاقل تجویز نہین کرسکتا ایسی ہی قطع نظر اتلاف و افساد حق غیر سے بعد انقطاع نکاح اول ممانعت
نکاح ثانی کوئی تجویز نہین کرسکتا ورنہ قطع نظر مخالف ہدایتہ کے پہر عدت ہی کی کیا تخصیص تہی مثل
بیوگان ہند ساری عمر ہی نکاح ممنوع ہوتا تہا بہر حال سواء اندیشہ اختلاط نسب وجہ ممانعت نکاح وقت
بقاء نکاح اول یا وقت عدت اور کوئی امر نہین اسلئے ایسی نکاح کی تحریم کی وقت ایسا لفظ جامع اختیار
فرمایا جو اسوجہ مشترک پر دلالت کرے اور پہر اُسکے بعد واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر
مسافحین ارشاد کیا تا کہ یہہ معلوم ہو جاے کہ جو عورتین باقی رہین وہ کیف ما اتفق حلال نہین بلکہ بشرط
ارادہ احصان ہی حلال ہین ورنہ موافق قاعدہ مذکورہ لازم آتا ہے کہ منکوحات اہل اسلام اوپر دوسرے
حرام نہون کیونکہ جب احصان ملحوظ نرہا تو وہ منجملہ محصنات نہو وین سو جو لوگ ایسے ہون کہ اون مین
کوئی رشتہ موجب حرمت منجملہ رشتہاء مذکور الصدر نہو اُن سے نکاح حرام نہو مگر جب معنی احصان
اور تفسیر احصان یہہ ٹہیرے جو اوپر معروض ہوئی تو نکاح متعہ حلال نہین ہو سکتا کیونکہ وہان شہوت رانی
مقصود ہوتی ہے احصان مقصود نہین ہوتا اگر احصان مقصود ہوتا تو عدت ضرور مقرر ہوتی کیونکہ
تا بقاء مدت متعہ خاوند جماع کا مجاز ہے اور کہین نہو عورت کو اور نوکری کا ہیکی ٹہر رکہا ہے اور جب آخر
ساعت مدت متعہ مین جماع کی نوبت آئی تو پہر احتمال حمل باقی ہے اس صورت مین عدت کا مقرر ہونا

ہی کی گنجایش نہین ہان وہ اگر منجملہ کمیات ہوتی ہو تو یہہ بات ہوتی البتہ بوسیلہ عدد انقسام عددی متصور
اسلئے اُسکی طلاق مغلظہ دوسری طلاق ہوگی کیونکہ اگر بالفرض کوئی شخص بزعم خود آدہی طلاق دی تو اُسکی
اقرار کے موافق وجود مادہ طلاق تو ہوا مگر طلاق واحد حسب بیان بالا نہ باعتبار ماہیت قابل تقسیم ہے نہ باعتبار
عدد جو یون کہا جائے کہ آدہی آدہی نہین اسلئے جب ہوگی تو پوری ہی ہوگی علی ہذا القیاس عدت طلاق
کو خیال فرمائیے کیونکہ حیض وطہر بذات خود تو قابل انقسام ہی نہین اگر ہین تو باعتبار زمانہ قابل انقسام ہین
وجہ اسکی اسی سے ظاہر ہے کہ انکے لئے کوئی مقدار معین نہین یعنی کوئی ایک زمانہ مقرر نہین کہ اُس سے کمی بیشی
متصور نہو قلیل کثیر سب پر ان دونون کا اطلاق درست ہے سو یہہ بات کہ قلیل کثیر دونون پر برابر اطلاق
ہو سکے اشکال وصور یعنی حدود کی خواص مین سے ہی خواہ وہ شکل وصورت مدرکات بصری مین سے ہو
یا کسی اور حاسہ کی مدرکات مین سے ہو غرض اسجگہ صورت مصطلح اہل منطق سمجہنی چاہیئے صورت حاصلہ
فی العقل سے ہو وہ مراد لیتے ہین وہی مین مراد لیتا ہون اور وجہ اس اختصاص کی کہ اس قسم کا اطلاق
انہین کے ساتہہ مخصوص ہے یہہ ہے کہ حدود وصور اگرچہ حدود وصور کمیات ومقادیر کیون نہون اقسام
کیف مین سے ہین اقسام کم مین سے نہین جو مقدار کی کمی بیشی باعث اختلاف مقصود ہو جاے اگر مثال سے
تسکین خاطر مقصود ہے تو سنئے کسیکی تصویر اُس سے چہوٹی ہو یا اُس سے بڑی صورت وہی کی وہی رہتی
ہے ورنہ تبدل صورت ہوا کرتا تو پہر اُس کا تصویر ہونا اور اُسپر اُسکا دلالت کرنا غلط ہو جاتا اس سے
صاف ظاہر ہے کہ کمی بیشی معروض تصویر مین ہوتی ہے خود تصویر مین نہین ہوتی اس صورت مین حیض
وطہر کا انقسام ہی بذات خود ممکن نہوا جو ثلاثہ قروء کی جگہہ باندیون کے لئے ڈیرہ قرء بلا کم وکاست مقرر
ہوا اس صورت مین جب ڈیرہ قرء کیلئے ذمہ رکہا جائے گا تو پوری دو ہی قرء لازم آئینگے اگر قرء بمعنی حیض ہی
جیسے حنفی کہتے ہین تو دو حیض اور بمعنی طہر ہے جیسے شافعیون کا مذہب ہے تو دو طہر ہان معروض طہر وحیض
یعنی زمانہ مثل معروض تصویر البتہ محل انقسام ہوتا ہے سو وہ اور چیز ہے اس سے یہان بحث نہین بحث
کی قابل یہہ بات ہے کہ تصویر یعنی وہ صورت جو کاغذ وغیرہ مرقوم ہوتی ہے قطع نظر کاغذ سے ہی قابل
انقسام ہی یا نہین سو اہل فہم سلیم پر روشن ہوگا کہ اگر وہ اسطرح قابل انقسام ہوتی تو لاریب اُسکی بولبہم
ذاتا ہی قابل انقسام ہوتی اگر صورت حسین ہو تو حسن ہی بعد انقسام منقسم ہوا اور قبیح ہو تو قبح ہی
بعد انقسام منقسم ہو علے ہذا القیاس در صورت حسن جسقدر محبت پوری صورت سے ہی وقت تنصیف وہ بہی

نصفا نفی ہو جاے حالانکہ تنصیف مین تو بہت کچہہ نقصان آجاتا ہے یہان تو فقط ایک آنکہہ ناک کی کمی بیشی مین
حسن مبدل بقبح ہو جاتا ہے اور محبت مبدل بنفرت سو وجہ اس تبدل و انقلاب کی یہی ہی کہ صورت سابقہ منقسم
نہین ہوتی بلکہ بدل جاتی ہے اور کیون نہو بعد انقسام منقسم کا اقسام پر صادق آنا ضرور ہی غلہ آب زمین وغیرہ
اشیاء کو اگر تقسیم کرتی ہین تو تمام اقسام اور اجزاء کو بعد تقسیم ہی غلہ آب زمین ہی کہتے ہین اور صورت کا یہہ حال
ہے کہ بعد عروض استحالت کے جسکو بظاہر انقسام کہئی اطلاق مقسم درست نہین ہوتا بلکہ اسکا اور کچہہ نام
ہو جاتا ہے مثلاً مربع کو اگر قطر وغیرہ سے تنصیف کیجئے تو پہر ان ٹکڑون کو جو بعد انقسام مشار الیہ حاصل ہوے ہین
مربع نہین کہہ سکتے بلکہ مثلث یا منحرف کہین گے وجہ اس انقلاب کی وہی ہے کہ یہہ تقسیم صورت مربع پر عارض
نہین ہوئی بلکہ معروض مربع یعنی سطح پر عارض ہوئی ہے اسلئے اطلاق سطح ہنوز بدستور ہے مگر چونکہ سطح مذکور
کو بوجہ عروض صورت مربع مربع کہہ دیتے ہین اسلئے عوام کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مربع یعنی صورت مشار الیہ
منقسم ہو گئی اسیطرح آب زمین وغیرہ اشیاء جنس کو سمجھئی کہ جو چیز قلیل و کثیر پر برابر بولی جاتی ہے وہ صورت آب و
زمین ہے مگر وہ قابل انقسام نہین اور جو چیز قابل انقسام ہے وہ معروض صورت آب ہے وہ ہیولی ہو یا اجزاء
لا یتجزی یا بعد مجرد سو کوئی صاحب اس بات سے کہ آب بعد انقسام پہر آب ہی رہتا ہے حالانکہ قلیل کثیر پر بولا
جاتا ہے دہوکا نکہائین اور اس بات کو غلط نہ سمجہین کہ جو چیز قلیل کثیر پر یکسان بولی جائی وہ مثل صورت حدود
قابل انقسام نہین ہوتی وجہ اس شبہ کی یہہ ہے کہ کبہی حدود خود محدود ہو جاتی ہین جیسے سطح حد جسم ہی اور
بہ نسبت خطوط خود محدود ہے سو ایسی ہی چیزین ایک حد ہوتی ہے ایک محدود ایک صورت ہوتی ہی ایک معروض
صورت انقسام تو عوارض محدود و معروض مین سے ہوتا ہے اور اطلاق علی القلیل و الکثیر لوازم و موجبات
صورت محدود مین سے ہوتا ہے اور جہان دونون باتین مجتمع ہو جاتی ہین یعنی ایک شی کسی کی حد اور صورت
ہو اور کسیکی محدود اور ذو صورت تو انقسام اور عدم انقسام کا بہی یہی حال ہوگا کہ ایک اعتبار سے انقسام
ہوگا اور ایک اعتبار سے نہوگا مثلاً سطح اگر منقسم ہے تو عرض و طول مین منقسم ہے مگر اس اعتبار سے وہ
حد اور صورت جسم نہین حد اور صورت جسم ہے تو باعتبار عمق ہے اور ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے سطح قابل انقسام
نہین۔ القصہ حیض و طہر طہارت و نجاست منجملہ صور و حدود ہین اور احکام دینے مین بحیثیت صورت ہی ملحوظ
ہین کیونکہ ان سے یا تحدید زمانہ مقصود ہے جیسے عدت مین ہوتا ہے یا تقیید مکلفین مثلاً جب یون کہتے ہین
کہ نماز بے وضو درست نہین تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ مومن مطلق کی نماز صحیح نہین بلکہ مومن طاہر کی نماز

صحیح ہے سو جیسے غسل وضو قابل انقسام نہین ورنہ آدہے وضو سے آدہی نماز صحیح ہوجایا کرتی ہی
اور آدہی غسل سے اُسکی متعلق آدہے کام نکل آیا کرتے ایسے ہی حیض وطہر کو بہی سمجہو سو جب اُن مین انقسام
ہی نہین تو اگر کہین نصف حیض یا نصف طہر لازم آیگا تو سارا ہی حیض وطہر لازم آئیگا کیونکہ آدہا کہو یا
تہائی وجود مادہ پر دلالت کرتا ہے مگر مادہ چونکہ قابل انقسام نہین ادہر قلیل وکثیر پر اطلاق برابر درست ہی
تو آدہا ہی جب سارا ہوگا اور تہائی ہی جب سارا ہوگا اور ستبراء بیک حیض جو بعد ملک باندیون کی باب مین
ضرور ہوا اور تین حیض رہی نہ دو تو اُسکی وجہ یہہ ہے کہ عدت طلاق مین فقط حفظ نسب ہی مقصود نتہا بلکہ
انتظار رضا زوج بہی ملحوظ تہا تو یہان انتظار تو ہی نہین اگر ہی تو فقط حفظ نسب ہے اُسکے لئی ایک حیض کافی ہی
کیونکہ حیض آنا حمل کی نہونے کی لئی دلیل کامل ہی باانہمہ اندیشہ اتلاف یا افساد حق غیر نہین کیونکہ اگر حمل ہوا ہی تو
وہ بہی اپنی والدہ کے ساتہہ داخل ملک مالک ہوچکا اسلئیے زیادہ احتیاط کی ضرورت نہوئی مگر بہرحال یہان بہی
انقطاع نکاح ہے اتمام نکاح نہین جو زن متعہ کو ملک یمین پر قیاس کرکے استبراء کا قایل ہوجئی اس تقریر سی یہ شبہہ
بہی مرتفع ہوگیا کہ عدت متعہ کلام اللہ مین مذکور نہین تو کیا ہوا استبراء زن غنیمت اور باندیون کی عدت ہی
مذکور نہین کیونکہ یہہ سب کلام اللہ ہی سے ثابت ہوا باانہمہ ان وجوہ مین سے ایک وجہ بہی مذکور ایسی نہین جو زن
متعہ کو اوسوجہ سی ان احکام مین سے کسی مین شریک کردیجئے اور نہ انشاء اللہ قیامت تک علماء شیعہ کو کوئی وجہ
مقتضی استبراء عقل ونقل سی میسر ہوگا ہی اور اس دین کو موافق اشارہ یعلمہم الکتاب والحکمۃ مین حکمت سمجہتی ہین
تو عدم وجوب استبراء کی قایل ہونگی اور پہر بوجہ عدم دخول فی المحصنات متعہ کی حرمت پر ایمان لاوینگے ورنہ وہ جانین
بالجملہ جملہ محصنین الخ اسپر شاہد ہی کہ وہ عورتین جنکو ماوراء ذلکم کہئی اگر حلال ہین تو بشرط احصان حلال ہین
اور ظاہر ہی کہ رعایت احصان اون عورتون کی محصنات بنادینے کو مقتضی ہی اور بالالتزام زن متعہ کی حرمت
پر دلالت کرتا ہے غرض یہہ مضمون ایسا عام نہین کہ زن نکاح اور زن متعہ دونونکو شامل ہوا در تفریع
فما استمتعتم بہ منہن از قسم بیان احکام خاص بعد ذکر العام ہو ہزار افسوس علماء شیعہ نے استمتعتم کی میم تا
عین کو تو دیکہا پر یہہ نہ دیکہا کہ اگر یہہ کلمہ متعہ پر دلالت کریگا تو یہہ قصہ ایسا ہوجائیگا جیسے کہا کرتی ہین
بیاہ مین بیج کا لیکہا اول کلام معارض آخر کلام معارض اول کلام ہوجائینگے مگر ہان شاید علماء شیعہ نعوذ
باللہ نعوذ باللہ خدا کو بہی اپنی طرح دروغ گو سمجہتی ہین اور اپنی شرم اوتارینگے حافظہ نباشد کا الزام خدا کی
ذمہ لگاتے ہین سبحان اللہ اس خوش فہمی کی قربان جائیے کہ میم نے عین کے بہروسے وسینوں سے اولجہنے کو تیار

۲ تہا یہہ آتی بلکہ برعکس آنزد شیعہ وجوہ عدم استبراء عقل ونقل سبی نمایان ہین سو اگر علماء شیعہ کو عقل ونقل سے

اگر ان خرابیون پر نظر تھی جو مذکور ہوئین تو معنی لغوی استمتاع ہی کو دیکھنا تہا کہ کیا ہی بوستان گلستان کے پڑہنے والی بہی اتنا تو جانتی ہین کہ یہ مادہ بمعنی انتفاع آتا ہی بوستان کا یہہ مصرعہ تمتع ز ہر گوشۂ یافتم علماء شیعہ کو بہی یاد ہوگا اور استاد کی تبلای ہوئی معنی بہی محفوظ ہونگی اگر لغات عربیہ اور محاورات کلام اللہ سے جاہل تہی تو گلستان بوستان تو عربی کی کتاب بہی نہ تہی جیسی زبان اُردو مین عربی فارسی وغیرہ الفاظ داخل ہوگئے ہین ایسی ہی حضرت سعدی کی زمانہ کی فارسی مین سیکڑون الفاظ عربی داخل ہوگئی تہی منجملہ انکی لفظ تمتع بہی تہا اگر اسی قرینہ سی یہ سمجھ لیتی کہ لفظ استمتعتم بمعنی انتفعتم ہی تو کوئی بڑی بات نتہی مگر ہان یون کہئی ہو کون کو اور دو چار روٹیان ہی سمجھ مین آتی ہین جہان میم تی عین ہو وہان موافق آرزو نہانی شیعہ ہونکی مرد و عورت کو متعہ سمجھ مین آتا ہے لیکن یہہ بات تہی تو اس مطلب کے لئی آیت فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج زیادہ مناسب تہی اول تو الی الحج بیان مدت اور تجدید زمانہ کے لئے عمدہ ماخذ تہا کیونکہ آیتہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ مین کوئی لفظ ایسا نہین جو تحدید مدت پر دلالت کرے اور متعہ کی لئی وجہ ثبوت بنجاتی اور اگر قراءت عبداللہ بن مسعود مین الی اجل ہی بہی تو وہ لفظ مثل الی الحج متواتر نہین بلکہ قراءت شاذہ مین سی ہی اور جب سُنیونکے نزدیک وہ قراءت شاذ ہوئی تو پہر اُسکے بہروسے اُنکا الزام دینا شیعون کی خوش فہمی ہے دوسرے نکاح اور متعہ مین اگر بظاہر ایک نوع کا تجانس ہی تو درحقیقت یون بعید اور فرق زمین و آسمان ہی نکاح ایک ہو یا ہزار نہ حضرت امام الشہداء امام حسین علیہ السلام کا رتبہ ملی نہ حضرت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام کا درجہ میسر آئے نہ حضرت امیر علیہ السلام کا مقام حاصل ہو نہ حضرت سرور عالم صلی اللہ و علی الہ وسلم کا منصب نصیب ہوا اور متعہ کا یہہ رتبہ کہ ایک کرے تو حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی مسند دبائی اور دو کرے تو حضرت سبط اکبر کی گدی اڑائی اور تیسرا کرے تو پہر حضرت امیر علیہ السلام کی قدر و منزلت مین شریک ہوا اور چوتھی مین خود حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سہیم ہو جائے اور پہر قیاس کو دوڑائی تو حسب خیالات و افہام شیعہ پانچوین متعہ مین خدا ئیکی اُمید کا موقع ہی ادہر غسل مین یہ پاکیزگی کہ ہر قطرہ جمیہ یک ملک ہے جسکو سواء تسبیح و تقدیس ربانی اور کچھہ کام نہو اس صورت مین متعہ کا نکاح کے ساتہہ پیوند ایسا ہی جیسے غراب مرد باز اپنے تاج شاہانہ کو بیدیجی ہان اگر حج کعبہ سے متعہ کو جوڑ ئے تو بروئے باطن تو یہہ مناسبت حج اگر موجب مغفرت معاصی ہی تو متعہ سرمایہ ترقی مدارج ہے وہ اگر عنوان محبت ہے تو یہان مصدق محبوبیت تفصیل اس اجمال کی احکام حج اور فضایل متعہ سی عیان

ظاہر ہوگیا لفظ اجور ہین موجود اسلئے ضرور ہی کہ عقد نکاح عقد اجارہ ہو اور پہر نکاح مین تعیین کا رکی کوئی
صورت نہین تو اب بجز بطلان اور کیا ہوگا اور ہمسی پوچہو تو تحقیقی بات یہہ ہے کہ جیسی روشنی کی دو صورتین
ہین ایک ذاتی دوسری عرضی یعنی ایک تو یہہ کہ روشنی کہین اور سے ماخوذ اور مستعار ہو جیسے بظاہر نور آفتاب
حال ہے دوسرے یہہ کہ کہین اور سے ماخوذ ہو جیسے دہوپ کے وقت زمین کی روشنی ایسی ہے ملک منافع
کی دو صورتین ہین ایک تو یہی کہ نوبت استعارہ نہ آئی جیسے اپنے ملک مین ہوتاہے دوسرے یہ کہ کہین اور سے
حاصل کیجئے پہر اسکی بہی دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ ملک منافع بعوض مال ہو جیسے اجارہ مین دوسرے یہہ
کہ بیعوض ہو جیسے عاریت مین ہوتاہے بہرحال ملک منافع جو بطور اخذ و استعارہ ہو اُسکے لئے ماخذ اور معیری
ایسی ہی ضرورت ہی جیسی روشنی ماخوذ کے لئے ماخذ کی ضرورت ہوتی ہی سو جیسے منافع ماخوذ و آخذ کی ملک ہو جاتی
ہین ماخذ منافع معطی کی ملک ہوتاہے اس تحقیق کے بعد یہہ گذارش ہے کہ متعہ مین تو مرد اخذ منافع بعوض ہوتاہے
اور نکاح مین مرد مالک ماخذ ہوتاہے سو جیسی اپنی باندی غلام سے انتفاع بوسیلہ ملک ماخذ ہے بوجہ اخذ منافع
نہین اور دوسرے کی باندی غلام سے انتفاع یا کسی اور محسن یا اجیر سے انتفاع بوجہ اخذ منافع ہے بوسیلہ ملک
ماخذ نہین اور اس لئے احسان و اجارہ مین بعد مرور وقت انتفاع یعنی احسان و اجارہ ملک خود بخود منقطع
ہوجاتی ہی اور اپنی باندی غلام کے منافع کی ملک بعد مرور وقت انتفاع بہی باقی رہتی ہی البتہ بوجہ اعتاق یعنی
ازالہ ملک ماخذ منافع ملک زائل ہوجاتی ہی ایسی ہی اپنی زوجہ منکوحہ سے انتفاع بوسیلہ ملک ماخذ ہے اخذ
منافع نہین اور یہی وجہ ہے کہ بعد مرور وقت انتفاع ہی ملک اور اختیار انتفاع باقی رہتاہے مرور وقت
انتفاع سے ملک زائل نہین ہوتی طلاق یعنی ازالہ ملک ماخذ منافع سے ملک منافع زایل ہوتی ہی اور زن
متعہ سے انتفاع بطور اخذ منافع ہے اسلئے زوال وقت موجب زوال ملک و زوال اختیار انتفاع ہوجاتا
ہے طلاق کی حاجت نہین اور اس تقریر سے یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ متعہ مین طلاق کیون نہین ہوتی اور
نکاح مین کیون ہوتی ہے القصہ جیسے ملک یمین کے اعتاق ہے ملک اجارہ کے لئے نہین ایسی ہی ملک ماخذ منافع
زن کے لئے طلاق ہے ملک منافع یعنی اجارہ متعہ کی لئے نہین بہرحال جیسے ملک یمین مین انتفاع کے لئے
کوئی مدت معین اور محدود نہین ہوتی ایسی ہی ملک ماخذ منافع مین بہی انتفاع کو لئے کوئی وقت معین
نہین ہوتا ہی یہہ شبہہ باقی رہا کہ اگر یہی ملک ماخذ اور تناسب طلاق و عتاق ہی تو یون کہو کہ نکاح مین عورت
اپنے آپ کو یا کسی عضو خاص کو شوہر کے ہاتہہ بیع کردیتی ہی سو اول تو احرار و حرائر کی بیع یا اونکی اعضا کی

بیع درست نہین نہ خود انکو نہ کسی اور کو کیونکہ حر دحرہ کسیکے مملوک نہین ہوتی نہ اپنی نہ کسی بیگانہ کی اور بفرض
محال ہوتی بہی تو اپنی تو بہو ہی نہین سکتی کیونکہ مالک اور مملوک اور بایع اور مبیع مین تقابل تضایف ہی اور متضایفین
مین تغایر ضرور ہی اتحاد متصور نہین چنانچہ مفہوم مالک و مملوک و بایع و مبیع بشہادت وجدان بہی ہر عام و خاص
کے نزدیک تغایر پر دلالت کرتا ہے دوسرے اس صورت مین مہر کو ثمن و قیمت کہنا تہا اجر کیون فرمایا علاوہ
برین بیع و شراء اور ہبہ اور عاریت کا اختیار کیون نہین اس کا جواب ایک مقدمہ لطیفہ پر موقوف ہی اول
اُس کا عرض کرنا ضرور ہی علت ملک قبضہ ہی سوا اسکی اور کوئی امر موجب ملک نہین اموال منقولہ و غیر منقولہ
اول اگر مملوک ہوتی ہین تو اسی قبضہ کے بدولت ہوتی ہین جانوران وحشی اور نباتات خود روئیدہ اور آب چاہ
و دریا کی مملوک ہونے کا طریقہ بجز قبض اور کچہہ نہین باقی رہی بیع و شراء و ہبہ اجارہ وصیت میراث اسباب معروفہ
و اسباب انتقال ملک ہین اسباب حدوث ملک نہین یعنی ملک موجود یکجا سے دوسری جا چلی جاتی ہے یہ نہین
کہ پہلی ملک کا نام و نشان کچہہ نہ تہا اسباب مذکورہ کی سبب از سر نو حادث ہوجاتی ہے بایں ہمہ ان اسباب مین
بہی قبض کی ضرورت حصول ملک کیلئے اہل فہم پر مخفی نہین قبل قبض جو بیع مبیع مشتری کو ممنوع ہے اسکی وجہ
یہی ہے کہ ملک قبض ہی سے حاصل ہوتی ہی قبل قبض حاصل نہین ہوتی پہر بیع کس چیز کی کیجائے بیع مالا یملک نہ
نقلا درست ہے چنانچہ احادیث صحیحہ اسپر شاہد ہین اور نہ عقلاً زیبا اسلئے کہ بیع مین مبادلہ ملک بالملک ہوتا ہے
جب ملک ہی نہین تو مبادلہ کیونکر ہو سکے اور اگر قبل قبض مبیع ملک پیدا ہوجاتی ہی تو پہر ممانعت کی کیا وجہ تہی ارکان
بیع ساری موجود ہین بایع موجود مشتری موجود مبیع موجود ثمن موجود اگر صورت ربا ہوتی تو یون بہی
کہہ سکتی تہی کہ اگر فرض کرو سیر بہر گیہون کو سوا سیر گیہون سے مثلاً فروخت کرینگے تو پاؤ سیر کے مقابلہ مین کچہہ
نہوگا اس صورت مین اُسکو مبیع کہو گی تو ثمن ندارد ہی اور ثمن کہو گی تو مبیع نیست و نابود ہی اور پوری سوا سیر سیر کی
مقابل نہین کہہ سکتی کیونکہ جس صورت مین جنس واحد ہی تو موجبات رغبت دونون طرف برابر ہین پہر کیا وجہ
کہ ایک طرف سیر بہر ہو اور ایک طرف زیادہ اسلئے عدالت خداوندی اسبات کو مقتضی ہوئی کہ اتحاد جنس
کی صورت مین مقدار مین کمی بیشی نکیجائے ہان درصورت اختلاف جنس بجز تساوی وزن و پیمانہ رغبت اور
کوئی صورت نہ تہی اسلئے وہان اجازت دی گئی اور اگر کسی صاحب کو رضاء طرفین کی سبب کچہہ تامل ہو تو
اُس کا جواب یہ ہی کہ تراضی بہ نیت ثواب و ہبہ اسبات ہوگی تو وہ معاملہ بیع نہین قدر زائد کو ہبہ سمجہو اور
اگر بنظر عوض مال ہی تو کوئی صاحب فرمائین قدر زاید کی عوض مین کیا ہی علی ہذا القیاس بیوع فاسدہ کو

سمجہو کیونکہ وہان بہی علاوہ متقابلین ایکطرف کچہہ اور بہی مشروط ہوتا ہے مثلاً گہوڑا بہینس گائی مکان کسیقدر
روپیونکی عوض بیع کرکے بایع یہ شرط لگاوی کہ ایکماہ تک مثلاً مین قبضہ ندونگا اپنی ہی قبضہ مین رکہونگا
سو یہہ ایک مہینہ کی منافع بی عوض بایع کو حاصل ہونگی کیونکہ جب بیع واقع ہوچکی تو اب مبیع کو بایع
سے کیا علاقہ وہ مشتریکے باپ دادا کی ہوچکی اُسکی منافع مین بایع کا استحقاق منجملہ محالات ہے اسلئی بناچاری
ان منافع کو بلا عوض کہنا پڑے گا اور اگر فرض کرو بیع ابہی ہوئی ہی نہین تو مشتریکو دعوے استحقاق جیسا
اب ناروا ہی ایسا ہی بعد ماہ بہی ناروا ہوگا بالجملہ بیوع فاسدہ اور معاملات سود کے ممانعت کی ایک ہی وجہ
ہی قدر زاید اور شرط زاید مین ارکان بیع و اجارہ ساری موجود نہین ہوتی اگر مبیع یا منافع عقد اجارہ
کہو گئے تو ثمن و اجرت کا پتا نہین اور ثمن و اجرت کہو گے تو مبیع و منافع کا نشان نہین غرض بیع فاسد مین
وہ بیع سود ہو یا کچہہ اور ظاہر مین ایک ہوتی ہی اور کہنی کو ایک معاملہ ہوتا ہے پر حقیقت مین ایک تو بیع صحیح
ہوتی ہے اور ایک بیع باطل اسکی ساتہہ اور لگی ہوئی ہوتی ہی یعنی وہ معاملہ لگا ہوا ہوتا ہی جس کی تمام ارکان
موجود نہین ہوتے اگر ہوتے ہین تو بعضے موجود ہوتے ہین بعضی نہین ہوتی سو بیع قبل القبض کو اگر موجب
ملک کہا جاتی تو پہر کوئی سا رکن بیع مفقود ہوگیا ہی جو اُسکو ممنوع کہئی بلکہ معاملہ بیع موجب استحقاق قبض
ہو جاتا ہے اور قبض موجب ملک علیٰ ہذا القیاس ہبہ کو سمجہو فرق ہوگا تو اتنا ہوگا کہ کسیکی نزدیک مثل بیع
قبضہ مشاع بہی موجب ملک سمجہا جائے اور کسیکی نزدیک قبضہ مشاع کافی نہو بلکہ باین نظر کہ اشتراک کی لئی تساوی مراتب ضروری ہے
ورنہ مالک اور بندہ اور خدا ای مالک الملک اور بندگان مالک قابض اموال شریک دیگر سمجہی جاتی تقسیم کی ضرورت پڑی تاکہ ہو
کے لئی کوئی مزاحم باقی نرہے ورنہ اشتراک باوجود عدم تساوی مراتب قبضہ جملہ قابضان لازم آئیگا جب
بیع اور ہبہ کا حال معلوم ہوگیا تو اجارہ اور عاریت کی حال کی تحقیق کی کچہہ ضرورت نہین کیونکہ یہان
بعینہ وہی معاملہ ہی جو وہان ہے یعنی اجارہ مین بیع منافع ہوتی ہے اور عاریت مین ہبہ منافع فقط منافع
مبیع اور نوع موہوب جدی جدی ہین ہان میراث اور وصیت باقی ہین سو ان مین بظاہر اگرچہ حصول
ملک کے لئے قبض کی ضرورت نہین پر غور سے دیکہئے تو وہان بمجرد موت مورث و موصی قبضہ ذات وارث
و موصی لہ حاصل ہوجاتا ہے کیونکہ قابض اول کا قبضہ تو کیا خود وہی اوٹہہ گیا اور کوئی مزاحم حایل
نہین حاکم سبکا وکیل ہے اسکا قبضہ موجود اور ظاہر ہے کہ قبضہ وکیل وہ قبضہ موکل ہی ہوتا ہی بالجملہ
حاکم بوجہ حکم خداوندی وارث اور موصی لہ کے دلانے کو موجود اور کوئی ادعوی استحقاق نہین رکہتا ہان

بیع وہبہ مین قبضہ بائع وواہب ہنوز موجود ہے جب تک اوسکا قبضہ باقی ہے مشتری اور موہوب لہ کا قبضہ ممکن نہین القصہ تمام احکام وآثار ملک قبضہ کی علت ملک ہونی پر دلالت کرتی ہین چنانچہ احراز کا ملک غنیمت کے لیئے مشروط ہونا اور قبضہ کفار کا رافع ملک اہل اسلام ہوجانا ہی اسی جانب مشیر ہے ہان اتنا فرق ہے کہ کسیکے نزدیک بعد غلبہ کفار اگر پہر اہل اسلام متسلط ہوجائین تو ملک سابق اہل اسلام عود نہین کرتی یعنی اموال مقبوضہ ملک مالکان سابق نہین ہوجاتی بلکہ حسب قانون غنیمت تقسیم کیئے جاینگے اور بعضی علماء کی نزدیک وہ ملک سابق پہر اسیطرح عود کر آتی ہے جیسے برودت آب بعد زوال حرارت پہر عود کر آتی ہی بالجملہ جسطرفسے دیکہئے قبض ہی کا موجب ملک ہونا نکلتا ہے تمام احکام دین اور اقوال علماء دین اوسپر شاہد ہین اس صورت مین بدن انسانی کا مملوک روح انسانی ہونا ضروری التسلیم ٹہیرا کیونکہ روح انسانی کا اوسپر قبضہ بدیہی اگر ہاتہہ کو اشارہ کرتی ہے تو وہ ہلتا ہی اور پانوکو اشارہ ہوتا ہے تو وہ چلتا ہی آنکہہ کان سب اوسکی زیر فرمان ہین اوسکی احکام کی بجاآوری مین شب روز مشغول ہین بلکہ قبضہ روح جو اور اشیاء پر ہوتا ہے اوسکے لئے قبض علی البدن شرط ہی یعنی جب تک روحکا قبضہ بدن پر نہو چکی جب تلک کسی چیز پر قبضہ روح نہین ہوسکتا اوس سے زیادہ اور کیا تصرف ہوگا جسکا تحقق قبضہ کے لئے انتظار ہے اودہر بدن انسانی کا قابل الملک ہونا اور روحکا لائق مالکیت ہونا ایسا نہین جو گنجایش انکار ہو اگر روح لیاقت مالکیت نرکہتی تو کسی چیز کی نسبت مالکیت متحقق نہوسکتی اموال منقولہ وغیر منقولہ سب ازادہی رہتی اسلیئے کہ سواے روح اور ہی تو بدن ہے اور بدنکا حال ظاہر ہے کہ وہ تنہا مالک تو کیا مملوک ہونیکی قابل نہین القصہ بعد انتقال و انفکاک روح بدن جونکا تون رہتا ہی اگر مالک خود بدن ہوا کرتا تو نہ مورث کی ملک زائل ہوتی اور نہ وارث کی ملک اوسکی قایم مقام ہوسکتی مالکیت روح ہی کے متعلق تہی مگر چونکہ سرمایہ ملک وہ قبضہ ہے اور اموال پر قبضہ بوسیلہ بدن تہا اور وقت انتقال بدن سے قبضہ اوٹہہ گیا تو اموال سے بہی قبضہ اوٹہہ گیا بالجملہ روحکا مالک اور لائق مالکیت ہونا ایسا نہین کہ انکار ہوسکی رہا بدن اوسکا مملوک ہونا اول تو اسی سے ظاہر ہے کہ ملک یمین اوس دین کے مسلمات مین سے ہی دوسرے مملوک بیع ہونیکی لئے مالیت شرط ہے اور مالیت کے لئے میلان خاطر ضرور ہے غرض مال اس میلان ہی سے مشتق ہے اور موجب میلان طبایع سلیمہ بہی منافع ہوتی ہین یہی وجہہ ہی کہ مینہ اور دم اور بانا کو مال نہین کہتے اور اونکی بیع کو باطل کہتے ہین کیونکہ بیع مین بہی مبادلہ مال بالمال ہوتا ہی جب ان اشیاء مین منافع

مین اگرچہ منافع موجود ہین مگر مسلمان کے حق مین خمر و خنزیر نافع نہین بلکہ ایسی مضر ہین جیسی سمیات اگرچہ کسی
نہ کسی بات مین نافع ہین لیکن مزاج انسانی کیلئے مضر ہین بالجملہ مدار مملوکیت مالیت پر ہے اور مدار مالیت
منافع پر ہے اور ظاہر ہے کہ منافع بدن انسانی منافع ابدان دیگر سے بدرجہا زیادہ ہے اس کے صنایع
و بدایع ایسی نہین جو کوئی نہ جانتا ہو اس صورت مین بدن انسانی کو اوسی روح کا مملوک کہنا جو
اوسپر قابض اور متصرف اور حاکم اور بادشاہی ہر عاقل کے ذمہ ضرور ہے ہان اتنی بات ہے کہ جیسے مملوکات
خداوندی قابل بیع و ہبہ و میراث نہین ایسی ہی بدن انسانی بھی قابل بیع وغیرہ نہین علاوہ برین جیسے
چہت کی کڑی کا بیچنا قبل انفصال ناجایز حالانکہ اس کا مملوک ہونا بدیہی اسیطرح باوجود مالکیت و مملوکیت
بیع بدن قبل انفصال روح تو اسلئے ناجایز ہے کہ قبض مشتری متصور نہین اور بعد انفصال اسلئے جایز نہین
کہ اول تو اختیار بیع مالک کو ہوتا ہے مالک وہ روح تھی سو وہ اور عالم کو چلدی دوسرے معنے مالیت بعد
انفصال روح باقی نرہی کیونکہ اسوقت بدن انسانی ایک میتہ اور جیفہ ہی اور میتہ اور جیفہ کو مال نہین
کہہ سکتے کیونکہ اب کوئی منفعت اوس مین باقی نرہی بالجملہ جب تک بدن مین پرتوہ روح اور اثر روحانیت
ایسی طرح موجود تہا جیسی زمین مین دہوپ کی وقت پرتوہ آفتاب اور اثر آفتاب ہوتا ہی تب تک اوس مین
منافع حیات موجود تھے بعد موت نہ اثر روحانیت یعنی حیات رہا نہ وہ منافع باقی رہے مگر ہان اگر بوجہ کفر
موافق اشارہ اولئک کالانعام بل ہم اضل کوئی شخص ملحق بالحیوانات ہو جاے اور اسلئے داخل حبالہ
ملک اہل ایمان ہو تو گو تنہا بدن انکے حق مین بھی نافع نہین مگر جیسے اور حیوانات سے بوسیلہ پرتوہ روحانی
انتفاع ممکن ہے یہان بھی ممکن ہے اور یہہ بات اگرچہ اپنی بدن کی بیع و شراءمین کبھی خیال مین آسکتی ہے
لیکن جب اسبات کو لحاظ کیجیے کہ درصورت بیع خود روح بایع ہوگی اور ظاہر ہے کہ مبیع غیر بایع ہوتی
ہے کیونکہ بیع ایک مفہوم اضافی ہے جسکی ایک جانب بایع ہے اور ایک طرف مبیع اور یہہ دونون متحد نہین
ہوسکتی و ہہنہ حاشیتین اضافہ کا تغایر جو بدیہی اور ضروری ہے محض غلط ہو جاے اسلئے خود روح
تو مبیع بن نہین سکتی پہر اگر روح کی امداد مشروط رہے تو وہی فساد اور بطلان مشار الیہ لازم
آئیگا اور امداد مشروط نہو اور بجبر کام لیا جائے تو ظلم صریح کا فتوی دینا پڑے گا اور جہاد مین بیع نہین
ہوتی جو فساد و بطلان کا اندیشہ ہو ظلم کا کہٹکا فضیلت جہاد نے رفع کر دیا غرض جیسے نشگاف دنبل
اور قطع عضو بوسیدہ اور ریم خوردہ نہ دنبل و عضو کی حق مین ظلم ہے نہ صاحب دنبل و عضو کی حق مین

مین بلکہ صاحب ذبل وعضو کی حق مین احسان ہے ظلم نہین ایسی ہی قتل وقمع کفار نہ اونکے حق مین ظلم نہ اور عالم
کے حق مین ظلم ہی بلکہ اور عالم کی حق مین احسان ہی اسلئی وہان اگر روح کفار پر جبر کیا جائے تو بدرجہ اولی جائز
اور بجای خود ہوگا آیندہ بعد اسلام غلام اُس کا آزاد نہو جانا اگر کسیکو موجب تامل ہو تو اُس کا جواب یہ ہے
کہ اول تو حق ملک یقینی اور اسلام مین یہہ احتمال کہ بغرض عتق ہو اور امر یقینی امر محتمل سی حقوق غیر مین
مرتفع نہین کرسکتی دوسرے اسلام ضد کفر ہی ضد رقیت نہین جو بی رفع کئی مرتفع ہو جائے جیسے کفر
خود ضد عتق تہا جو بی مملوک بنای یعنی بی قبضہ کئی کافر مملوک ہو جای ایسی ہی اسلام ضد مملوکیت نہین
جو بی رفع کئی مرتفع ہو جای یعنی بی ازاد کئی ازاد ہو جائے ہان جیسی کفر موجب قبول ملک ہی اور یہی وجہ ہوئے
کہ قتل وسلب وقبض جان ومال کی ترغیب دی گئی ایسی ہی اسلام مین ضعف قبول مذکور آجاتا ہے اسلئی
اعتاق کی ترغیب دیگئی اور اس تقریر سے حقیقت معاملہ کتابت جو مکاتب کی ساتہہ ہوتا ہے معلوم ہو گئی
ہو گئی غرض یہہ ہی کہ معاملہ کتابت مین مالک کی جانب سی بیع اور مکاتب کی طرف سی شراء بدن خود ہوتا ہے
مگر چونکہ موانع مذکورہ مین سے یہان سب مفقود ہین تو بجز جواز معاملہ اور کوئی حکم نہ آیا بالجملہ روح انسان
اُس بدن کی ضرور مالک ہوتی ہی جسکی ساتہہ اُسکو تعلق حاصل ہی اور جب مالکیت اور مملوکیت متحقق ہو گئی
تو اسوجہ سے تو اُس بیع مین تامل زیبا نہین جو تحقیق حقیقت نکاح مفہوم ہوتی ہے ہان کوئی اور وجہ
ہو تو مضایقہ نہین سو اور کوئی وجہ اگر متصور تہی تو وہی عدم امکان قبضہ تہا وہ بہی غور سی دیکہا جائے
تو یہان مقصود ہے کیونکہ کل بدن کی بیع مین تو بوجہ عدم امکان قبضہ جسکی تشریح بقدر کفایت ہو چکی
ممانعت کی گئی تھی بوجہ عدم مالکیت ومملوکیت نہین گئی تہی رہی حریت وہ اصل مین صفت روحانی تہی صفت
جسمانی نہتہی بلکہ جسم تو مملوک روح تہا اور روح احرار کسیکی ملک نتہی اسلئی بیع ارواح تو بوجہ حریت ممنوع
تھی اور بیع اجسام خود روح کو تو بوجہ عدم امکان قبضہ اور سوا اُسکی اور ونکو بوجہ ملک غیر ممنوع
ہوئی ہان جب بوجہ کفر کفار کے اموال کی اجازت ہوئی اور انپر جبر وتعدی جایز ہوا تو بدن مملوک
روح پر تو قبضہ اور خود روح پر دربارہ اعمال جسمانی جبر مین کچہہ حرج نظر نہ آیا بلکہ ملازمان خاص یعنی
اہل ایمان کی کاربراری کی لئی مثل قبضہ واکراہ حیوانات قبض واکراہ کفار کی اجازت دیگئی الغرض بیع
اجسام احرار بوجہ عدم مملوکیت ممنوع نہتی بوجہ عدم امکان قبضہ یہہ بیع ممنوع تہی مگر نکاح مین یہہ قبضہ
بے ظلم وجبر بلکہ برضا ورغبت بایع یعنی زن منکوحہ متصور ہے چنانچہ ظاہر ہے ہان اگر احرار کو خصوصًا مردونکو

اورونکی خدمتگاری ایسی طرح مرغوب ہوئی جیسی عورت کو خدمت فراش یعنی جماع مرغوب ہی تو پہر
علی العموم بیع ابدان احرار جایز ہو جاتی مگر یون دیکہا کہ ارواح احرار کو اورونکی خدمت مرغوب تو
کیا ہو گئی ایسی مکروہ ہی کہ اوسکی برابر دنیا مین کوئی مکروہ ہی نہین اگرچہ بوجہہ طمع یا اندیشہ نوبت
اضطرار نہ پہونچی یا امید رضاء خدائیتعالی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معارض نہون تو پہر اہل
ہمت کو نفس خدمتگذار لیسے مرگ بہتر ہے کیونکہ اسمین ننگ عزت ہی اور عزت کی پتی ہی اکثر جانین
جاتی ہین بادشاہونکی لڑائی بہوک وپیاس کے تقاضے سے نہین عزت ہے کی لئی ہے وقت غیرت مرد ونکا زہر
کہا لینا اور گولی کہا کر مرجانا اس غیرت ہی کی بدولت ہے بلکہ عورتین جنکا خوف وجبن اونکی جبب زندگانی
پر گواہی غیرت کیوقت ڈوب کر مرجاتی ہین تو اس عزت کی محبت مین مرجاتی ہین اسصورت مین اگر
بالفرض بیع ابدان ارواح کو جایز ہوتی تو اس بیع کی سبب وہ ذلت اوٹہانی پڑتی کہ خدا کی پناہ القصہ
عزت کی برابر بندونکی نزدیک کوئی چیز نہین بلکہ بندے کیا خدا کے یہان بہی اگر پوچہہ ہی ہے تو اسیکی
ہے وہان بہی اگر مطلوب ہے تو یہی عزت مطلوب ہے چنانچہ آیتہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
اور آیتہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین اسی حصر طلب پر دلالت کرتی ہین کیونکہ تعبد اسے تذلل کو کہتے ہین اور تذلل
مین یہی صرف عزت ہوتا ہی اور کیا ہوتا ہی ادہر اور نعمتونکی داد ودہش کے لئے مخلوقات کو کہا اور عزت
کا مصرف کسی اور کو نہ بتایا بلکہ اورونکے لئے صرف عزت مطلقاً منع فرمایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نعماء داخلی
ہون جیسے ہاتہہ پانو آنکہہ ناک یا نعماء خارجی جیسے روپیہ پیسا روٹی کپڑا خدا کی کسی مصرف کا نہین اسکی اگر ضرورت
ہے تو مخلوقات ہی کو ہی ہان باین نظر کہ حوائج ضروریہ سد باب عبادت اور نیز موانع ہر کار ہین کہانے پینے کو سامان عبادت
کہئے اور ہاتہہ پانو کی امداد کو رفع موانع قرار دیجئے تو پہر اس داد ودہش اور اس امداد کو خدا ہی کا کام
کہین گے بہرحال صرف نعماء خارجی و داخلی سوا نعمت عزت مخلوقات کے لئے تجویز کیا اور اوسپر کیا کیا
تواعنایت فرمایا مگر ہان عزت بنی آدم خاص اپنے لئے رکہی یہانتک کہ سوال سے منع فرمایا اور وجہہ اس
اختصاص کی یہ ہوئی کہ عزت کے لئے استغناء کی ضرورت ہے اور ذلت کے لئے احتیاج کی حاجت اور استغناء
اس سے زیادہ متصور نہین کہ سب خوبیان موجود ہون اور ذلت اس سے زیادہ ممکن نہین کہ ہر خوبی مین دوسرے کا
محتاج ہو در صورتیکہ خدا یتعالی اور بندہ ناکارہ مین یہ فرق ہو تو پہر جسکی محتاج ہون وہی عزت کا مستحق ہے یعنی سوا اوسکی

ذلیل ہونا چاہئے یا یون کہئے خدا تعالی کے خزانہ مین سب کچہہ ہے ایک عجز و نیاز ہی نہین وہ اسکی طلبگاری ہے
اسلئے جتنا عجز و نیاز بن پڑے اوسکے سامنے بجالانا چاہئے اور کسیکے لئے سر جہکانا اور گڑگڑانا نچاہئے بالجملہ
عزت سے بہتر کوئی چیز نہین خدا کے یہان بہی اسکی پوچہہ پاچہہ ہے اسلئے بیچ بدن تو ممنوع رہے کیونکہ
ذلت خدمتگاری کی برابر کوئی چیز بری اور نامطبوع نہین اور اوسکا لزوم بیچ مین ضروری اور اوسکی
ساتہہ کوئی لذت یا منفعت ایسی نہین کہ اسکی لذت کے مکافات ہو جاوے اور نکاح مین جو چیز لازم آتی ہے
وہ بائع یعنی زن منکوحہ کی حق مین ایسی مطبوع کہ اوسکی بیچ عزت جیسے عزیز چیز بہی بسا اوقات خاک مین
رل جاتی ہے علاوہ برین جیسے مافی الارض بشہادت آیۃ ہو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعًا ثم استوی
الی السماء فسویہن سبع سموات۔ زمین و آسمان خصوصًا ارض و مافیہا بنی آدم کے لئے مخلوق ہوا ایسے ہی بشہادت
ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجًا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔ عورتین مردون کے لئے مخلوق
ہین اسلئے کہ بقرینہ آیۃ ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا ازواج سے آیۃ مذکورہ
مین عورتین ہی مراد ہین ادہر عقل صائب کا بہی یہی فتوی ہے کہ عورتین مردونکے لئے مخلوق ہین مرد عورتون کیلئے
مخلوق نہین ہے وجہہ اسکی یہ ہے کہ عورتکا جی چاہے یا نچاہے مرد اوس سے کامیاب ہو سکتا ہے اور مردکو اگر
رغبت نہو تو پہر عورت کی آرزو پوری نہین ہو سکتی اسصورت مین عورت کو ایسا سمجہو جیسا فرض کرو کسی گہوڑیکو مثلًا
یہ آرزو ہو کہ مجہپر فلانا شخص سوار ہو جیسی آرزو براق یہ نسبت سواری حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ہے
یا فرض کرو طعام و شراب وغیرہ نعماء ارضی کو یہ تمنا ہو کہ ہمکو فلانا شخص استعمال کرے اسصورت مین جیسی آرزو اسپ
وغیرہ نعماء کا حصول ہے استعمال کرنیوالونکی مرضی پر موقوف ہے اور نبی آدم کا استعمال کرنا اون اشیاء کی مرضی
پر موقوف نہین ایسی ہی کامیابی زن و مرد ہی عورت کو رغبت ہو کہ نہو مرد اپنے آرزو پوری کر سکتا ہے اور مرد کا اگر جی
راغب نہو تو عورت سے کچہہ نہین ہو سکتا پہر سیبر جیسی نعماء دنیوی کو اپنی منافع سے کچہہ مفاد نہین اگر ہے تو استعمال کرنیوالونکو
مفاد ہے ایسی ہی عورت کی منافع معلومہ سے خود عورتکو کچہہ مفاد نہین البتہ مرد کو اوسکی منافع سے مفاد ہے یعنی اولاد جو اس زراعت
اور اس زمین کی پیداوار ہے عورتکے ذریعہ سے خداوند عالم مرد کو عنایت کرتا ہے عورتکو اوس سے کچہہ علاقہ نہین چنانچہ
کلمہ قرآنی یعنی المولود لہ اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انت ومالک لابیک اسیجانب مشیر ہے کہ اگر اولاد کی نسبت کچہہ
شائبہ مالکیت ہے تو والد کو ہی والدہ کو نہین اور یہی وجہہ معلوم ہوتی ہے کہ سلسلہ نسب والد کیطرف کو چہتا ہے اور اوسی سے متعلق ہوتا ہے والدہ کیطرف

کو نہین چلتا اور نہ اُس سے متعلق ہوتا ہے چنانچہ تمام عالم تمام اقوام تمام مذاہب اسپر متفق ہین اس
صورت مین جیسی اور نعماء ملک مین آجاتی ہین ایسی ہی ماخذ منافع جماع بہی قابل الملک ہی اگرچہ عورت
حرہ ہی کیون نہو ہان منافع مردان احرار خود انکی لئے مفید ہین یعنی اونکی وسیلہ سی اپنی حاجتین بہی
رفع کرسکتی ہین بلکہ اول اپنی ہی رفع کرتی ہین آنکہہ ناک کان سب مین اول اپنی ہی کام آتی ہین ان
اعضاء کا اپنی حق مین ضروری ہونا ایسا نہین جو کسی پر مخفی ہو اسلئے یون نہین کہہ سکتے کہ یہہ اعضاء
اور انکی منافع اور یہہ جسم اور اُسکی فوائد خود صاحب عضو کے لئے موضوع نہین کسی اور کی لئے مخلوق ہوئے
ہین اور اُسکی ملک مین آسکتی ہین اس صورت مین اورون کی کاربراری مین لحاظ اجر و اجرت ضرور ہوگا
ہان کاربراری مرد مین جو بوسیلہ عورت ہوتی ہی ایسی ضرورت نہو گی اور شاید یہی وجہ معلوم ہوتی
ہے کہ اور اجارات مین تعیین اجرت صحت اجارہ کے لئے ضروری پر عقد نکاح مین تعیین مہر تو کیا خود ذکر
مہر ضرور نہین بلکہ نفی مہر ہی کیجائی اور یہہ شرط لگائی جائی کہ مہر نہوگا تب ہی نکاح درست ہو جاتا ہے
ہان جب یہہ لحاظ کیا جاتا ہی کہ زن حرہ کی منافع جسمانی مین سے مردون کی لئی مخلوق ہوئی ہین تو یہی
منافع جماع یا ماخذ منافع جماع مخلوق ہوئے ہین تو معاوضہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہی کیونکہ اور
منافع مین زنان حرا برمردان احرار کی ہم پلہ ہین جیسی مردان احرار اپنی جسم کی مالک ایسی ہی زنان
حرا یہ اپنی جسم کی مالک اور ظاہر ہی کہ منافع معلومہ اور ماخذ منافع معلومہ جسم سے متعلق ہین بالجملہ ماخذ
منافع معلومہ اور جسم زنان حرایہ ذوجہتین معلوم ہوتا ہے سو کچہہ تو اس وجہ سے تملک کی لئی عوض
کی ضرورت ہوئی اور کچہہ باین نظر کہ ماخذ منافع معلومہ اگرچہ مردون کی لئی مخلوق ہی پر مثل تمام مخلوقات
اصل مین مملوک خداوند متعال ہی سو اور منافع قلیل العزت کو تو یون ہی دیدلا دیا پر ان منافع
محترمہ کی لئی کچہہ محصول مقرر کردیا تاکہ انکا احترام اور عزت معلوم رہے اور موجب مزید امتنان ہو
یعنی جب اونکی عزت اور احترام خوب دلنشین ہوجائیگی تو خالق منافع کا کیا کیا شکر ادا نہ کرینگی چنانچہ
حدیث علی کل سلامی صدقۃ جسکا یہ مطلب ہے کہ انسان کے جسم کے ہر ہر جوڑ اور ہر ہر عضو پر صدقہ
دینا چاہئی اسی قسم کی بات کی طرف مشیر ہے ادہر وجوب طاعت و عبادت کے لئے موافق اشارہ
آیتہ۔ اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا منافع نعماء دنیوی سبب کامل ہے بالجملہ
ہر نعمت خاصکر نعماء محترمہ استحقاق عوض رکھتی ہین سو ماخذ منافع معلومہ چونکہ بغایت درجہ محترم ہیا

اسلئے عوض کا مقرر کرنا ضروری ٹہیرا اسلئے ان تبتغوا باموالکم ہی بعد احل لکم ما وراء ذلکم بڑہا دیا
ہان جیسے شکرانہ مال کو جیسی زکوۃ کہتے ہین مساکین وغیرہ مصارف معلومہ کیلئے مقرر کیا تہا شکرانہ
نکاح یعنی مہر خود محل ماخذ نکاح یعنی عورت کے لئے مقرر رکہا مگر چونکہ ماخذ منافع معلومہ اور ماخذون
سے علاحدہ نہین اور اسوجہ سے اور ماخذ بیکار رہتے ہین کیونکہ بیکار بوجہ تعلق ملک شوہر جسکی ایضاح
کی اب حاجت نہین اور ماخذ بلکہ تمام جسم زن مجوس حبس شوہر رہتا ہی تو اور ماخذون کا ہرجانہ دینا
پڑیگا یہی وجہ ہوئی کہ نان نفقہ لباس وغیرہ ضروریات معلومہ شوہر کے ذمہ رہین کیونکہ تکلیف صرف
قواء نافعہ بغرض ضرورت ہوتی ہے سو بالفرض اگر عورت بطور خود رہتی تو بغرض تحصیل ضروریات اپنی
قواء نافعہ اور اعضاء کا سبکو صرف مین لاتی اس سے زیادہ اقتضاء اصل فطرت نہین جو اور کچھہ بڑہا ہی
اور ضروریات معلومہ پر قناعت نکیجے بہرحال قابلیت ملک ماخذ منافع معلومہ مین کچھہ تامل کی گنجایش
نہین ہان یہ بات باقی ہی کہ عوض معلوم کو اجر و مہر کیون کہتے ہین قیمت و ثمن کیون نہین کہتے سوا
اجر و مہر کہنے اور ثمن و قیمت نکہنے کی یہ وجہہ ہی کہ منافع از قسم مصادر ہین اور مصدر کا اطلاق مرتبہ
بالقوہ اور مرتبہ بالفعل پر برابر شایع اور یہہ نہو تو مشتقات مین بھی یہہ فرق باقی نرہے کیونکہ حار و بارد
مثلاً اگر بالقوہ اور بالفعل دو طرحکی ہوتی ہین تو حرارت اور برودت ہی کی بالقوہ اور بالفعل ہونیکی
وجہ سے ہوتی ہین سو جسکو ماخذ منافع کہئے وہ مرتبہ بالقوہ ہی اور منافع حاصلہ وہ منافع بالفعل
اور ایسی مرتبہ مابہ المنفعت کہتے ہین یعنی جیسے علم مین ایک مرتبہ مابہ العلم اور مابہ الانکشاف اور
مبدا العلم اور مبدا الانکشاف اور ماخذ العلم یعنی مرتبہ بالقوہ ہی خواہ وہ قوت علمیہ ہو یا ذہن یا کچھہ اور
اور ایک مرتبہ انکشاف متجدد اور علم متجدد یعنی مرتبہ بالفعل ہی ایسی ہی منافع معلومہ کیلئے دو
مرتبہ ہین ایک مرتبہ بالقوہ اور ماخذ المنافع اور مبدا المنافع ہی اور ایک مرتبہ بالفعل یعنی منافع
متجددہ لیکن اہل لسان عوض منافع کو اجر اور اجرت کہتے ہین اور عوض اعیان کو ثمن اور
قیمت معقود علیہ اگر اعیان ہو تو بیع کہتے ہین اور منافع ہون تو اجارہ اسلئے قران شریف
مین لفظ اجور ہین فرمایا۔ اثمانہن نفرمایا ہان یہ بات مسلم کہ اعیان اور مرتبہ بالقوہ قار الذات
ہونے مین شریک ہین یعنی جیسے اعیان آن واحد مین بتمامہ موجود ہوتے ہین ایسی ہی مرتبہ بالقوہ
مذکور بتمامہا آن واحد مین موجود ہو جاتے ہین یہ نہین کہ آناً فاناً مثل حرکت ادہر موجود ہوتے

جائین اور معدوم ہوتے جائین اور مرتبہ بالفعل مین زمانہ کے ساتھہ ساتھہ تجدد ہوتا جاتا ہے اسلیئے مرتبہ بالفعل تو شیئاً
فشیئاً ملک مین آتا جاتا ہے اوسیطرح ملک سے نکلتا جاتا ہے کیونکہ جب موجود ہی نہین تو مملوک کیونکر ہون اور مرتبہ بالفعل بالقوہ
ایکدفعہ سارا کا سارا ملک مین آجاتا ہے اور پہر بوجہ انقضاء زمانہ ملک سے نہین نکلتا ہان جیسی اعیان مین باندی غلام
اصل مین قابل ملک نہ تہی بلکہ آزاد اور حر تہے فقط بوجہ عروض عوارض معلومہ ملک اون پر عارض ہوجاتی ہے اور اسلیئے
فعل مالک جسکو عتق کہیے ملک عارض کو زائل کردیتا ہے اور اسوجہ سے حریتہ مستترہ پہر ظاہر ہوجاتی ہے ایسی ہی
ماخذ منافع معلومہ اصل مین بوجہ حریتہ زن منکوحہ قابل ملک نہ تہی پر بوجہ مذکورہ ملک عارض آزادگی اور
بیقیدی معلوم کو دبالیتی ہے اور پہر فعل طلاق اوسکو زائل کرکے آزادگی اصلی کو ظاہر کردیتی ہے ورنہ جیسے باندی غلام
کی ملک اپنے آپ مثل تعلق اجارہ قابل زوال نہ تہی ایسے ہی ملک نکاح مثل تعلق متعہ اپنے آپ زوال پذیر
نہین ہان یہ بات باقی رہی کہ اگر یہی تو پہر بیع وہبہ کا اختیار کیون نہین سو اسکا جواب یہی ہے کہ حسب تقریر بالا
تمام منافع بالقوہ زن بلکہ خود جسم زن شوہر کی حبس مین آجاتا ہے اور ایک منفعت کے ماخذ کی پہی نہ سہی
ماخذ بلکہ محل تمام ماخذ محبوس ہوجاتا ہے سو جہان عورت خود راغب ہو وہان تو یون کہہ سکتے ہین کہ
اوسکی رضامندی سے حبس کی نوبت آئی ہے ظلم وستم نہین کہہ سکتی جو منع کیا جائے مگر خاوند اگر بطور خود کسیکے
حوالہ کردے تو ماخذ مملوک مین تو اوسکو اختیار تہا ماخذ محبوس مین اوسکو کیا اختیار جو اپنے حبس سے
نکالکر اوسکے حوالہ کردے ہان اگر ماخذ منافع معلومہ پر قبضہ تنہائی ہوسکتا تو پہر وجہ ممانعت بیع وہبہ
تصرف فی ملک الغیر تو نہ تہی البتہ احصان مذکور الصدر جسکی ضرورت بدلائل عقلیہ ونقلیہ اوپر ثابت ہوچکی
ہے مانع بیع وہبہ ہوگا اور یہی ایسی وجہ ہی کہ اگر بالفرض عورت حبس غیر شوہر پر راضی ہوجائے تو پہر بہی اجازت بیع وہبہ نہین ہوسکتی الغرض
تملک ماخذ معلوم کو بذات خود تو ہبہ اور بیع سے انکار نہین پر فرضیت احصان اور شمول حق زن مانع بیع وہبہ وعاریت ہے اس تقریر سے
یہ بہی معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو یہ شیعون نے اعارہ فروج جوارے تجویز کیا ہے تلبیس شیطانی ہی سراسر فحش ہے قابل جواز نہین مگر جب مرتبہ احصان
اس درجہ کو پہونچا کہ لوازم تملک کو بہی بیکار کردیا یعنی اختیار بیع وشرا وہبہ وعاریت جو اصل مقتضاء
مالکیت ہے احصان کے باعث بیکار ہوگیا تو پاس شہوت پرستی جو سراسر اوس
قاعدہ کے مخالف ہے جو آیۃ لنا اکم حرث لکم سے متنزع ہوتا ہے کیونکہ ناسخ ضرورت احصان
ہوسکتا ہے بالجملہ یہہ آیتہ

حسب بیان بالا اولاد کے مطلوب ہونے اور قضاء شہوت کے اُسکی نسبت وسیلہ ہونی پر دال ہی اور ظاہر ہے کہ پاس مبادی ناسخ مطالب نہین ہوسکتا ہان رعایت مطالب دافع لحاظ وسایل ہوسکتا ہی یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ ایام شیرخوارگی اولاد مین بعض اشارہ کنائے بہ نسبت ممانعت جماع پائے جاتے ہین علی ہذا القیاس اکسال کا غیر محمود ہونا ہی ایسا نہین جو کوئی نہ جانتا ہو ادہر عورتون مین وددود لود کا ممدوح ہونا اور عقائم کا کسیقدر غیر محمود ہونا اسی پر مبنی ہی ادہر زنان دیندار کا دربارہ نکاح محمود ہونا اسی پر مبنی ہے ادہر زنان دیندار کا دربارہ نکاح محمود ہونا ہی اسی جانب مشیر ہی کیونکہ حسب بیان بالا امزجہ اولاد مین احوال واخلاق والدین کو دخل تام ہی اس صورت مین دیندار عورت ہو تو دینداری اولاد کی اُمید ہی بالجملہ شہوت پرستی کو دیکہئی تو عقیمہ اور ولود اور دیندار اور بیدین اور عورت شیردہ اور غیر شیردہ سب برابر ہین ہان اولاد کی حساب سے جو کچھہ فرق ہی وہ معلوم ہی ہو چکا الحاصل جیسے حکم متعلق زنان کو دیکہئی مراعات اولاد اُس سے ٹپکتی ہی اور خود مراعات اولاد ہی سبب فرضیت احصان ہوا ہے چنانچہ مفصل اوپر مرقوم ہو چکا اور کیون نہو غرض اصلی خلق نساء سی جب زراعت معلومہ نکلی چنانچہ آیت نساء کم حرث لکم اوسپر شاہد ہے اور دلایل عقلیہ جو اوپر مذکور ہو چکین اُسکی موید تو پہر اُس کا منسوخ کہنا اغراض اصلیہ اور مقتضیات ذاتیہ اور لوازم ذاتیہ کی امکان انفکاک پر فتوی دینا ہی کیونکہ احکام شرعیہ حقایق جانچہ پر مبنی ہین خداتعالی کی عبادت موافق اشارہ اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم نفعا ولا ضرا مالکیت نفع وضرر پر مبنی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وصف رسالت پر مبنی خلیفہ کی اطاعت اُس کے خلافت اور اولوا الامری پر موقوف زکوٰت کی وجوب کے لئے غنا کی ضرورت ہی حج کی فرضیت کے لئے کعبہ کے بیت اللہ ہونے کی حاجت یعنی ثروت مالی پر زکوت کی بنا ہے اور کعبہ کی تجلی گاہ خداوندی ہونے پر طواف بنا ہی زنا بوجہ فحش ممنوع ہے اور شراب بوجہ سکر ممنوع اور قتل وغصب بوجہ ظلم ممنوع ہے اور حرکات لایعنی بوجہ لغو وبے سود ہونے کے ممنوع. بر والدین کی وجوب کی بنا حق محبت وتربیت پر ہے اور عقوق والدین کے ممنوع ہونے کی بناء اتلاف حق مذکور ہے علیٰ ہذا القیاس اور اوامر ونواہی کو سمجھئے اس صورتمین بناء حکم جس بات پر ہوگی اگر وہ بات دائم وقایم ہی تو وہ حکم بھی دایم وقایم رہیگا اور اگر وہ بات قابل زوال ہے تو وہ حکم بھی زوال پذیر ہوگا مگر ہرچہ بادا باد ہر حکم کے لئے ایک مبنی اور اصل ضرور ہی جسکو علت حکم کہئے محکوم علیہ اصلی وہی ہوتا ہے اور اسکی پہچان لینی کو اصطلاح شرع مین حکمت اور حکم کہتی ہین اور تعبیر

ذیکہئی تو آیات یعلمہم الکتاب والحکمۃ اور آتیناہ حکما وعلما وغیرہ مین حکمت وحکم سی اسی علم کی طرف اشارہ معلوم
ہوتا ہی اس تقریر کو دیکہکر اہل فہم کو یقین ہوگیا ہوگا کہ امر ونہی حسن بالذات وقبیح بالذات قابل نسخ وتغیر نہین
یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ایمان اور اطاعت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احسان اور عدل اور بر والدین
اور صلۂ رحمی اور مروت اور سخاوت اور عفت ہمیشہ ہر زمانہ مین ہر دین مین محمود رہی اور شرک اور بدعت
اور ظلم اور عقوق والدین اور قطع رحم اور بخل اور زنا اور چوری قزاقی وغیرہ ہر زمانہ مین ہر دین مین مذموم
رہی کیونکہ علت امر ونہی اور سبب وجوب وحرمت وغیرہ امر ونہی اور وجوب وحرمت وغیرہ سے بوجہ حسن
وقبح بالغیر ذاتی کبہی جدی نہین ہوسکتی ہان حسن بالغیر اور قبح بالغیر قابل نسخ وتغیر ہین یہی وجہ معلوم ہوتی ہے
کہ بوس وکنار وغیرہ امور معلومہ جو اکثر مواقع مین داعی الی المجامعت ہوتی ہین علی العموم ممنوع نہین اپنی
اولاد کا بوسہ اور احباب کا معانقہ اور مردون کا مردونکو دیکہنا اور عورتون کا عورتونکی طرف نگاہ کرنا اور
تنہا بیٹہنا ہرگز ممنوع نہین بلکہ بسا اوقات یہہ امور کسی وجہ سے اور محمود ہوجاتی ہین اگر یہہ امور بہی مثل زنا
واغلام بذات خود مذموم ہوتے تو ہر جا ہر طرح سے ممنوع اور مذموم ہوتے ہان خود زنا اور اغلام چونکہ بذات خود
ممنوع ہین تو محارم کی ساتہہ انکی ممانعت اور اشد ہی پر بوس وکنار وغیرہ امور ایسی مواقع ہین اکثر محمود سمجہی
جاتی ہین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ حسنین رضی اللہ عنہما پر بوسہ دینا اور حضار مجلس الذکر ہین
ہیہ اگر ایک شخص نے یہہ کہا کہ میرے دس بیٹی ہین کبہی کسیکا بوسہ نہین لیتا تو آپکا اوسکی جواب مین یہ ارشاد
کہ مین کیا کرون جو خدا تعالے نے تیرے دلمین سے رحمت نکال لی ہو صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایسی
مواقع مین یہہ امور محمود ہین حالانکہ زنا واغلام ایسی مواقع مین اور مواقع سے زیادہ تر ممنوع ہین بہر حال
امر حسن بالذات اور نہی قبیح بالذات قابل نسخ وتغیر نہین اگر ہین تو امر ونہی حسن بالغیر وقبیح بالغیر قابل نسخ و
تغیر ہین لیکن یہہ پہچاننا کہ نسخ وتغیر کسکو کہتے ہین ہر کسی کا کام نہین اسلئے یہہ گذارش ہے کہ نسخ وتغیر اور چیز ہے
اور استتار حکم اور چیز ہے نسخ مین حکم اول کا مٹا دینا ہوتا ہے اور استتار مین چہپا لینا نسخ مین حکم باقی نہین رہتا
زائل ہوجاتا ہے اور استتار مین حکم مستور بجنسہ باقی رہتا ہے کسی اور حکم کی تلی دبکے چہپ جاتا ہے اول کو
ایسا سمجہو جیسا چراغ گل ہوجاتا ہے اور دوسرے کو ایسا سمجہو جیسا چراغ گل تو ہو پر کسی برتن مین دہر کر اوپر سے
سرپوش رکہدیجی مسفر ومریض مین اگر افطار کی اجازت ہے تو اوسکو نسخ فرضیت صوم رمضان نہین کہہ سکتے
یہان وہ حکم فرضیت بجنسہ باقی ہے پر حکم رخصت کے تلی دبا ہوا ہے غرض مرض مشقت درگاہ رحمانی سے

تخفیف ہوگئی ہی جسوقت یہہ مشقت مرض وسفر گئی اسیوقت سے پہر تقاضا ہی جب یہہ بات ذہن نشین ہوگئی
تو اور سینی کبھی علت حکم ایسی ظاہر وباہر ہوتی ہی کہ اُسکی علت ہونے مین کسیکو شک وشبہہ نہین ہوتا پہر بایںہمہ
وہ علت ایسی پایدار اور ضروری الوجود یا دائم الوجود نہین ہوتی جوکبھی اُسکا عدم متصور ہی نہو ایسی صورت مین
زوال وبقاء حکم محتاج بیان نہین ہوتا مثلاً زکوۃ کی وجوب کے لئے ثروت مالی کا علت ہونا ایسا نہین کہ کوئی نہ جانتا
ہو اسلئے بعد افلاس اگر کوئی غنی ہوجائے یا بعد غنا کوئی مفلس ہوجائے تو دربارہ تغیر حکم سابق حکم جدید اور وحی
تازہ کی ضرورت نہوگی یعنی وقت افلاس زکوۃ فرض نتہی اور بعد غنا زکوۃ فرض ہوئی یا وقت غنا زکوۃ فرض تہی
اور بعد افلاس پہر فرض نرہی تو اس تغیر کیلئے حکم جدید کی ضرورت نہین اور اسوجہ سے اس تغیر کو عرف شرع مین
نسخ نہین کہتی اگرچہ نسخ مین بہی یہی تغیر حکم بوجہ حدوث علت حکم یا زوال علت حکم ہوتا ہو ہان علت حکم اگر ایسا
امر ہی جسکا علت ہونا ہر کوئی نہین سمجہہ سکتا یا خود اُس علت کا ہونا نہونا ہی ہر کسیکو معلوم نہین ہوتا تو پہر
تغیر مذکور نسخ کہتی ہین بالجملہ نظر ظاہر بین نسخ کو ثمرہ بے نیازی واختیار کلی احکم الحاکمین سمجھتی ہی اور علت واصل
حکم سے کچھہ بحث نہین کرتی اور عقل حقیقت شناس اگرچہ بے نیازی واختیار کلی کو ایسا حق سمجھتی ہی کہ علل احکام
اُسکی آگو اس سے زیادہ رتبہ نہین رکہتین جتنا سائل دریوزہ گر اُسکے سامنے رکہتا ہے جس سے سایل ہی بلکہ اس سے
بہی کم لیکن اسم حکیم وعدول اور صفت حکمت وعدالت خداوندی پر ایمان ضروری جانتی ہی اور اسلئے ہر حکم
کیواسطے جدید ہو یا قدیم ہو کسی نہ کسی وجہ کا ہونا اُسکی نزدیک ایسی طرح ضروری ہی جیسی شہنشاہ ہفت اقلیم
جسکو نظم ونسق ہفت اقلیم اور عزل ونصب مین اختیار کلی ہو ہر طرح سے سیاہ سفید کردینی کا مختار ہو بہلا کری
یا برا کرے اُسکے آگے مجال دم زدن کسیکو نہو بوجہ عقل ودانش وعدل خداداد جو کرتا ہے مناسب ہی کرتا ہی لایق
عطا کو عطا کرتا ہی اور سزاوار کو سزا دیتا ہے قابل عزل کو معزول اور لائق نصب کو مامور کرتا ہے مستحقان کرم
سے درگذر اور مستوجبان غضب پر قہر کرتا ہے اگرچہ ان سب باتون مین بوجہ شوکت ودبدبہ وبی نیازی شہنشاہ کو
اختیار برعکس حاصل ہے الغرض حکمت وعدل خداوند علیم وحکیم وعدل کریم باوجود بے نیازی مذکور جس کی
ثبوت کے لئے قطع نظر شہادت عقل آیہ یفعل اللہ مایشاء ہی گواہی بالضرور اسبات کو مقتضی ہی کہ ہر کسیکی ساتھہ
وہ معاملہ کیجئے جسکی قابلیت رکہتا ہے اور ہر زمانہ مین وہ حکم دیجی جو مناسب وقت ہو الغرض جیسے یہان
گرم مزاج وسرد مزاج والونکو امراض متحدہ ومختلفہ مین ایک دوا نہین دیتے وہان بہی اختلاف اوضاع
بنی آدم پر نظر ہی جیسے یہان موسم گرما وسرما کا فرق وقت علاج ملحوظ رہتی ہین وہان دربارہ احکام فرق زمانہ

ملحوظ نظر ہی ہان جیسی جاہلونکو اطبا کا یہہ فرق سمجھہ مین نہین آتا ایسی ہی اکثر افراد بنی آدم کو جنکی شان مین
انہ کان ظلوما جہولا وارد ہوا ہے فرق احکام خداوندی سمجھہ مین نہین آتا اس تقریر سے یہہ بات روشن ہوگئی
ہوگی کہ نسخ احکام خداوندی بوجہ تدارک غلطی سابقہ نہین ہوتا جو یون کہئی خداوند علیم کی نسبت غلطی کا احتمال
نہین پہر نسخ حکم سابق ہوا تو کیون ہوا بلکہ یہ نسخ وتغییر بوجہ تغیر علل اسباب ہوتی جو بوجہ اختلاف افراد وانقلاب زمان
اکثر ہوتا رہتا ہے بہرحال احکام مختلفہ کی لئی اختلاف علل ضروری ہی اور تغیر احکام کی لئی تغیر علل ضروری مگر ایسیطرح
استتار حکم کی لئی استتار علل ضروری ہان وہ استتار اگر ممکن ہے تو کسی علت ہی کی عروض کی باعث ممکن ہی
مثلاً استطاعت صوم جو اصل وعلت فرضیت صوم ہی صعوبت مرض ومشقت سفر کے تلی دیجاتی ہے چنانچہ
مجرد زوال مرض واختتام سفر وہ استطاعت پہر عود کر آتی ہی اگر مستور نہوتی بلکہ زائل ہوجاتی تو دوبارہ
استطاعت کی لئی مثل صعوبت ومشقت مذکورہ کسی امر خارجی کی ضرورت ہوتی بمجرد زوال واختتام اُسکا
ظہور نہوتا اور ظاہر ہے کہ یہہ صعوبت ومشقت ہی علت رخصت افطار ہی جسکی تلی وہ استطاعت مستور تہی
اس صورت مین وقت رخصت افطار بوجہ مرض وسفر استتار علت فرضیت اور استتار فرضیت ہوگا اور
وقت فرضیت صوم بعد زوال مرض وسفر زوال علت رخصت وزوال حکم رخصت ہوگا مگر یون ٹہیری
تو بعد حصر الا علی ازواجہم اوما ملکت ایمانہم اجازت متعہ از قسم رخصت ہے از قسم نسخ نہین کہہ سکتی کیونکہ
علۃ حصر مذکور اولاد کا مقصود ہونا ہی جسکو بحکم معروضات گذشتہ احصان لازم اولاد کا مقصود
ہونا ایسا نہین جو قابل انفکاک ہو تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ نساءکم حرث لکم قضیہ طبعیہ ہے ہان ذوق
سلیم نہو تو اُس کا کچہہ علاج نہین باایں ہمہ کون نہین جانتا کہ اس جا احتمال تخصیص نہین ایسی کون عورت
ہے جسکی شکم مین رحم مخلوق نہوا ہو اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ مقصود اصلی پیدائش زنان سے توالد تناسل
ہے البتہ عروض عوارض گاہ بیگاہ مانع تولد اولاد ہوجاتا ہی مگر عوارض خارجیہ سائر آثار واحکام اصلیہ
ہوتے ہین دافع اور مزیل نہین ہو سکتی جو یون کہا جائے کہ مرض عقم وغیرہ موانع اولاد توالد کی مقصود نہونی
پر دلالت کرتی ہین اور اگر یون کہئی کہ اولاد کا مقصود ہونا اسکی منافی نہین کہ شہوت پرستی مقصود نہو
تو اس شبہ کا جواب نقلی تو یہ ہے کہ اس قضیہ مین حرث مقدم ہی اور لکم موخر جس سے بیاد قواعد علم معانی
موافق محاورہ اہل لسان حصر فی الحرثیت نکلتا ہے اور ظاہر ہے کہ حصر فی الحرثیت بعینہ حصر فی مقصودیہ
التوالد ہے اور جواب عقلی یہہ ہے کہ شہوت پرستی اور مجامعت مبادی واسباب اور ذرایع ووسائل

اُوالدین ہی ہی اور توالد وتناسل ذرایع شہوت پرستی ومجامعت مین سے نہین اور ظاہر ہے کہ اسباب بذات خود
مقصود نہین ہو سکتی خاصکر شہوت پرستی چنانچہ اوپر بتوضیح مرقوم ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ جب عورت سی اولاد
مقصود بالذات ہوگی تو احصان مذکور خود بخود لازم آئیگا چنانچہ ناظران اوراق گذشتہ اس امر سی بخوبی آگاہ
ہو چکی ہین بالجملہ قطع نظر اس امر کی کہ حدیث غیر متواتر کو ناسخ قرآن شریف نہین سمجھہ سکتی اس جاپر
گنجایش نسخ ہی نہین ہان اگر صفت و لودیت عورتون سے ممکن الانفکاک ہوتی تو البتہ اس اجازت
متعہ کو ناسخ حصر الاعلی ازواجہم کہہ سکتی اس صورتین بجز اسکی کہ رخصت کہیی اور کیا کہیی یعنی جیسی وقت
حالت مخمصہ اجازت اکل میت ناسخ حرمت میت نہین بلکہ بوجہ ضرورت عارضہ جو علت اباحت لحاظ پاکیزگی
طبع انسانی جو موجب حرمت میت وغیرہ ہی مستور ہو گیا ہی اور اسوجہ سے حکم حرمت زیر پردہ اباحت روپوش
ہو گیا ہے ایسی ہی اجازت متعہ ناسخ حصر الاعلی ازواجہم اوما ملکیت نہ تہی بلکہ بوجہ ضرورت وقت رعایت حصر
مذکور مستور ہو گیا تہا اور اسوجہ سے حکم حرمت متعہ جو حصر مذکور سے صاف روشن ہی زیر پردہ رخصت متعہ
مستور اور روپوش ہو گیا تہا چنانچہ لفظ رخص لنا ہی جو روایات متعہ مین موجود ہی اس استتار و عدم نسخ
پر شاہد ہی رہی یہہ بات کہ ضرورت کیا تہی وہ ہمسری شئی اکل میت مین فقط ضرورت عباد تہی اور یہان فرد عباد
اور ضرورت معبود دونون تہین علاوہ برین اکل میت مین فقط ضرورت دنیوی تہی یہان ضرورت عباد ہی تہی تو فقط ضرورت
دنیوی ہی نہ تہی ضرورت دینی اور ضرورت دنیوی دونون تہین ضرورت عباد تو اس باب مین اس سے
زیادہ کیا ہوگی کہ بشہادت احادیث صحیحہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے خصی ہو جانیکا ارادہ کیا اور یہہ اُن کا
ارادہ اگرچہ اہل ہند کو تعجب انگیز ہو کیونکہ یہان ایسی قوت کہان جو اس درجہ کو بیقراری اور اضطراری
کی نوبت آئی مگر اس باب مین اول تو عرب والی مشہور ہین دوسرے وہ ملک گرم طبایع عشق آمیز مزاج
محبت خیز قیس اور لیلی اور وامق اور عذرا کا افسانہ مشہور و معروف ہے بنی عذرہ کا یہہ قصہ اور دونے
بہی سنا ہوگا کہ اُنہین اکثر آدمی مرض عشق مین مبتلا ہو کر مرجاتی تہی کسی نے اونمین سے کسی سے وجہ پوچہی
تو یہہ کہا تحسن نسائنا وعفت فتیاننا یعنی مرض عشق مین مبتلا ہو کر جو ہماری قوم کی لوگ اکثر مرجاتی ہین
تو اُسکی وجہ یہہ ہی کہ ہمارے قوم مین عورتین حسین ہوتی ہین اور مرد عفیف یعنی پاکباز ہوتے ہین بالجملہ صحابہ
کا ارادہ اختصار کوئی امر مصنوعی نہ تہا صحیح تہا اور ظاہر ہے کہ خواہش جماع خواہش دنیوی ہی ہان ضرورت
عباد ہی ہوا اور پہر ضرورت دینی ہو اسکی بیان کی ضرورت ہی اسلئی معروض ہے کہ خواہش جماع مراجعت

وطن کی لئی متقاضی تہی تاکہ اپنی ازداج سے جاکر ہم آغوش ہون اور فرضیت جہاد اور نیز فضائل جہاد اور فضائل
معیت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد اور نیز فضایل صحبت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے مانع تہی اور
ظاہر ہے کہ یہہ سب اُمور خصوصاً فرضیت جہاد ایسی نہین کہ موجب ضرورت و احتیاج نہون رہی ضرورت معبود
ہرچند یہہ لفظ بظاہر موہم گستاخی ہو مگر باین نظر کہ مبادی مقصود اُسکی حق مین ضروری ہوتی ہین اور اسیلئی
مقصود ہوجاتی ہین یہان ہی یون کہہ سکتی ہین کہ عبادت جملہ بنی آدم بشہادت ما خلقت الجن و الانس الا
لیعبدون۔ خدا کی یہان سے مطلوب ہے اور جہاد اُسکے لئے ضروری مگر ظاہر ہے کہ جہاد اگر ہوسکتا ہے تو بعد اجتماع
مجاہدین ہوسکتا ہے اسلئی اگر کوئی امر موجب تفرق ایسی دونون مین پیش آیا کہ اسلام کی تو نوبت ہی جاتی ہے
اور اہل اسلام جن سے اُمید جہاد ہوگئی جنی ہوئی ہون اگر وہ چلی جائین تو پہر جہاد کی کوئی صورت نہین ایسی
دونون مین موجبات تفرق کا انسداد ضروری ہوجائیگا ہان اگر اسلام شایع ہوجائے اہل اسلام بکثرت ہون
ایک گروہ چلا جائے تو دوسرا آسکتا ہے ایسے دنون مین انسداد موجبات تفرق اتنا ضروری نہین یعنی پہلی
صورت مین تو اجازت بعض محرمات اگر ضرورت ہو قرین قیاس ہے پر دوسری صورت مین ضرورت ہی نہین
ہوتی جو اجازت ہو القصہ وقت ضرورت اباحت محرمات ممکن ہے مگر ضرورت متعہ سواء ابتداء زمانہ اسلام
اور کبہی نہین ہوئی اور انشاء اللہ نہو جو حضرات شیعہ کو اس پاکبازی کی لئی دستاویز ہوجائے ہان یہہ مسلم وقت
اباحت متعہ ضرورت متعہ شدید تہی مجاہدین گہر چلی جائین تو جہاد کون کرے اور کیونکر ہو اور نجائین تو کیا کرین
خصی ہوجانی کی اجازت نملی زنا پر یہہ تشدد کہ سنگسار ہون یا سَو تازیانہ کہائین اور نکاح کرین تو کہان
کرین مہر کی مقدور نہین اگر ہوتی تو ایک ایک چادر پر متعہ کرنی کی نوبت کاہیکو آتی پہر نان نفقہ کی ایسی صورت
نہین کہ زوجہ اول وثانی کو برابر نبہائیں اور پہر اُس مقام کی عورتو نسے یہہ توقع نہین کہ اپنی مولد و اقربا کو چہوڑ
دور و دراز چلے جائین اس تقریر سی صاف ظاہر ہے کہ ضرورت مخمصہ سے یہہ ضرورت شدید تہی کیونکہ اول
تو وہ ضرورت اور سو طرح سے مرتفع ہوسکتی ہی محنت مزدوری قرض سوال کسیطرح قدر قوت میسر نہ آسکی
تو گہاس پہوس کہاکر تو اپنا پیٹ بہر سکتی ہین یہان رفع ضرورت کی بجز اجازت متعہ یا مراجعت وطن اور
کوئی صورت نتہی سو جیسی بوجہ جہاد قتل وقتال اُمور ممنوعہ کی اجازت ملی تہی اسوقت بوجہ معلوم متعہ
کی بہی اجازت ضروری ہوگئی الغرض ضرورت مذکورہ غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین بیشک قابل لحاظ
تہی اُس زمانہ قلت اہل اسلام وکثرت اعداء مین اگر اس امر قبیح کو بوجہ ضرورت بالعرض ہی حسن نہ سمجہتے تو ترقی

ترقی دین مین سو طرح کی کہٹکی تہی جسوقت قتل قتال کو بوجہ حسن یا بغیر جائز کردیا تو فساد متعہ پر ایسی وقت ضرورت
مین کیا لحاظ کیا جاے ایسی وقت ضرورت مین اباحت متعہ اُس سے زیادہ قابل لحاظ ہی کہ حالت مخمصہ مین اباحت
اکل میت اس تقریر سی اہل فہم کو خوب واضح ہوگیا ہوگا کہ اگر بالفرض والتقدیر متعہ جائز ہی ہوتا تو اہل سنت
کے لئے جائز ہوتا جہاد مین جانفشانیان اور جانبازیان تو اہل سُنت کرین یہ پاکبازیان ہی ہوتی تو اونہین کے لئے
ہوتی مگر تماشا ہی کہ جانین کون گنوائین اور مزے کون اڑائین حق یہہ ہے کہ دقیقہ سنجی اور انصاف پرستی اور
صدق فی الروایت اہل سنت ہی کی لئے ہے بہرحال اباحت متعہ بوجہ ضرورت تہی اور وہ ضرورت ہی) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زمانہ مین تہی اور پہر وہ ہی وقت سفر تھی وقت حضر نہتی اور وقت سفر ہی اونہین
لوگونکے لئے تہی جنکی بی بیان اُنکی ساتہہ نہ تہین چنانچہ روایات صحاح اہل سُنت اس بات پر شاہد ہین
صحیح مسلم مین ہے عن قیس قال سمعت عبد اللہ یقول کنا نغزو مع رسول اللہ علیہ وسلم لیس لنا نساء فقلنا الا
نستخصی فنہانا عن ذلک ثم رخص لنا ان ننکح المراۃ بالثوب الی اجل انتہی مقام الحاجت اور نیز صحیح مسلم
مین ہے قال ابن شہاب فاخبرنی خالد بن المہاجر بن سیف اللہ انہ بینا ہو جالس عند رجل جاء ہ رجل
فاستفتاہ فی المتعہ فامرہ بہا فقال لہ ابن ابی عمرۃ الانصاری مہلا قال ماہی واللہ لقد فعلت فی عہد امام المتقین
قال ابن ابی عمرۃ انہا کانت رخصت فی اول الاسلام لمن اضطر الیہا کالمیت والدم ولحم الخنزیر ثم احکم
اللہ الدین ونہی عنہا انتہی مقام الحاجۃ ان دونون روایتون سے صاف روشن ہی کہ ابتداء اسلام مین
وقت سفر جہاد بوجہ ضرورت شدید متعہ جائز تہا علی العموم جائز نتہا اور پہر وہ جواز ہی ایسا ہی تہا جیسا میت
اور خنزیر کا حالت مخمصہ مین کہانا جائز ہی یعنی رخصت تہا عزیمت نتہا جو امید ثواب رکہئی اور ایک متعہ پر
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مرتبہ کا امیدوار رہے اور دوسرے متعہ پر حضرت امام حسن رضی اللہ
عنہ کے رتبہ کی توقع باندہیی اور تیسرے متعہ پر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی مقام کا انتظار
کیجئی اور چوتہی متعہ مین منصب نبوی اللہ علیہ وسلم کی آرزو کیا ئی بالجملہ زمانہ نبوت مین ہی متعہ عزیمت
نتہا بلکہ رخصت تہا اور وہ ہی سفر مین نہ حضر مین اور سفر مین ہی نتہا تو فقط سفر جہاد ہی مین اور وہ ہی
انکی لئی جنکی ساتہہ عورتین نتہین اور انہین سے ہی اونہین کی لئی جنکو ایسی ضرورت ہو جیسی حالت مخمصہ مین پیٹ
بہر لینی کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ یہ تمام مضامین دونون روایتونکے الفاظ سے مثل آفتاب روشن ہین مگر
چونکہ حالت مخمصہ کا احتمال تو آیندہ ہی تہا پر بعد فتح مکہ احتمال ضرورت متعہ کسیطرح نتہا کیونکہ بعد فتح مکہ معظمہ

مکہ معظمہ تمام ملک عرب مسلمان ہوگیا تمام اقوام فوج فوج داخل زمرہ اسلام ہونے لگی خدا کی مدد نے چارون
طرف سے ظہور کیا چنانچہ سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ اس
مضمون پر شاہد ہے اور مشاہدہ فتوح شام و مصر و عراق و فارس وغیرہ اس کی مصداق اسلئے اکل میتہ مین
تو بشرط حالت مخمصہ رخصت بحال خود باقی رہی اور میت کو قیامت تک کو منسوخ کردیا چنانچہ وہ روایتین جو
اس حرمت ابدی پر دلالت کرتی ہین پیشکش ناظران اوراق ہین منجملہ ان روایتون کی ایک روایت تو مرقوم
ہی ہوچکی یعنی دوسری روایت جسمین یہہ لفظ ہین ثم احکم الھدین و نہی عنہا اس روایت سے صاف روشن
ہے کہ متعہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی اول ہی جایز تہا پہر دین کو محکم اور مضبوط کردیا یعنی متعہ سے
انجام کار ہمیشہ کے لئے منع فرما دیا سوا اسکے اور روایت بہی صحیح مسلم مین موجود ہی۔ حدثنی الربیع بن سبرۃ الجہنی
عن ابیہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح الی مکۃ اُسکی بعد پہر یہہ روایت ہی۔ حدثنی
الربیع بن سبرۃ الجہنی ان اباہ حدثہ انہ کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس
انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء و ان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیمۃ فمن کان عندہ منہن
شی فلیخل سبیلہ ولا تاخذوا مما اتیتموہن شیئاً۔ ان دونون روایتون کے ملانے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ
یہہ واقعہ نہی بہی غزوہ فتح مکہ ہی مین واقع ہوا ہے یعنے اول تو غزوہ فتح مین بعد نہی خیبر اجازت ہوئی اور پہر
بعد تین روز کی ہمیشہ کی نہی یہہ ارشاد فرمایا چنانچہ ماہران کتب احادیث پر مخفی نرہیگا الغرض بعد تحقیق
یون معلوم ہوتا ہے کہ دو بار متعہ کی اجازت ہوئی اور دو بارہ نہی ہوئی مگر دوسری دفعہ کی نہی ہمیشہ ہمیشہ
کی نہی تہی مگر چونکہ وہ بات رقم کرچکا ہون جس سے بعد فتح مکہ حرمت ابدی کا مناسب ہونا معلوم ہوجائے
تو یہہ تناسب آپ معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہہ ارشاد اسوقت کیون ہوا پس وہیں فتح مکہ یہہ ارشاد کیون
نہ فرمایا ہان اب تیسری روایت کا نمبر ہے سو وہ تیسری روایت خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم
وغیرہ کتب احادیث مین مروی ہی عن محمد بن علی یعنی ابن الحنفیۃ انہ سمع علی بن ابی طالب یقول لابن
عباس نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن متعۃ النساء یوم خیبر و عن اکل لحوم الحمر الانسیۃ انتہی
یہہ روایات مذکورہ اہل سنت کے لئے تو دربارہ رخصت ہونے متعہ کے سرمایہ تسکین و یقین ہونگی
اور اسلئے وہ الزام شیعہ جسکی دفع کے لئے یہہ اوراق مرقوم ہوئے ہین خود بخود انکی نزدیک ساقط ہوجائیگا
اور پہر اس باب مین انشاء اللہ سنیون کو مجال دم زدن باقی نرہیگی اور شیعون کے لئے یہہ روایات منجملہ

ہدایت وارشاد وتلقین ہونگی وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب کسی مذہب ومشرب کا کوئی کلیہ یا قاعدہ یا انکی دین کی کسی
بات کی کوئی اصل دل نشین اور ذہن نشین ہوجاتی ہی اور پہر اُسکے مناسب ہی اور احکام اس مذہب مین نظر پڑتی ہین
تو اہل مذہب کو تو اُسکی حقیقت کا یقین ہوجاتا ہے اور مخالفان مذہب مذکور کو بشرط طلب حق رشد وہدایت کا سامان ہو
جاتا ہے اگر کلام اللہ مین اور اُسکے احکام اور اخبار مین یہ تناسب نہوتا تو سب مین پہلا اعتراض یہی ہوتا کہ نعوذ باللہ
دروغ گو را حافظہ نباشد اور جب یہہ اعتراض نہین تو جیسا اہل اسلام کو سامان مزید
تسکین ویقین ہوگا اہل باطل کے حق مین بشرط تدبر یہہ تلقین وتنبیہ پنہانی باعث تنبیہ وہوش ہوگی خاصکر
روایت اخیرہ کیونکہ حضرت علیؑ کا نام ہے شیعون کے مرشد کو کافی ہے سُنیونکو تو یہہ بہی احتمال ہوسکتا ہے
کہ غزوہ فتح بعد فتح خیبر ہے اور غزوہ فتح مکہ مین بشہادت بعض روایت مذکورہ پہر اجازت ہوگئی تھی اس
صورت مین بہی غزوہ فتح سے اگر قطع نظر کیجائی تو اجازت غزوہ فتح تاسخ نہی خیبر ہوگی اور حضرت علیؑ کا یہہ ارشاد
بوجہ بیخبری ہو مگر شیعونکو اس عذر کی گنجایش نہین اُنکی نزدیک اماموں سے غلطی کا احتمال نہین اور پہر وہ بہی
دین کی باتون مین خاصکر اُس وقت جبکہ نسخ کا بہی احتمال نرہا ہو یعنی بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وحی کا آنا موقوف ہوگیا نسخ کی کوئی صورت نرہی دین پایدار ہوگیا اس صورت مین وہ متعہ کا رخصت
ہونا اور عزیمت نہونا جو بدلائل واضحہ انشاء اللہ ہر خاص وعام پر واضح ہوجائیگا اس تناسب کو ساتھہ
ملکر جو حضرت علی کی درائت سے ثابت ہوتا ہے شیعونکی حق مین بالضرور موجب تنبیہ ہوگا اور انشاء اللہ اب اُس
خواب غفلت سی جسمین مدت سے بیہوش ہین ہوشیار ہوکر حرمت متعہ کو علی رؤس الاشہاد تسلیم کرینگے
اور یہہ بہی نہوگا تو اُس سے تو خالی ہی نہین کہ یہ روایتین دافع الزام اباحۃ ہوجائین یعنی حضرات شیعہ
جو بربنا دیر روایات اباحۃ اہل سنت پر الزام لگاتے تھے وہ الزام ان روایات سے مندفع ہوجائے اس صورت
مین حاصل تقریر یہہ ہوگا کہ ایک زمانہ مین متعہ کا ایسی طرح حلال ہوجانا جیسی میتہ کبہی حلال ہوجاتی ہی مسلم لیکن
اول تو وہ اجازت وقت ضرورت بوجہ ضرورت تہی کوئی امر تعبدی نہ تہا جو ہمیشہ کے لئے رہتا اور ایسا ثواب
بے پایان اُسپر متفرع ہوتا کہ ایمان سے لیکر اعمال تک کسی عبادت اور طاعت اور زہد وتقوی کا وہ ثواب
نہین کیونکہ نہ ایمان کا یہ رتبہ کہ بہ ترتیب معلوم چوتہی دفعہ مین ثانی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
ہوجائے اور ہر قطرہ غسل سے فرشتہ پیدا ہو نہ کسی عبادت مین یہ اثر نہ زہد سے یہہ امید نہ تقوی سے یہہ
توقع یہ پاکیزگی تو اسی پاکبازی مین ہے اور اگر فرض کیجی حضرات شیعہ میر فتح اللہ شیرازی کی تفسیر کو معتبر جانین

اور اسوجہ سی انکی ان روایات کو نمانین تب بہی شیعونکی نزدیک متعہ کی منجملہ حسنات ہونیمین تو کچہہ تامل ہے
نہین بہر حال بوجہ ضرورت وقت ضرورت متعہ کے لئے اجازت دیدینا خود اسبات کو مقتضی ہی کہ بعد ضرورت
یہہ حکم نرہیگا اور ایسا حکم منجملہ حسنات نہین ہوسکتا دوسرے حرمتہ ابدی اور حدیثون سے ثابت جسکا حاصل
یہہ ہوگا کہ وہ اباحۃ ثابت من الاحادیث جو شیعہ کی نزدیک اُس حرمت کی ناسخ تہی جو آیۃ الا علی ازواجہم
الخ سے ثابت ہوتی تہی احادیث ہی سی پہر منسوخ ہوگئی باقی رہا حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت
عبد اللہ بن مسعود کا بعد وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی اباحۃ پر فتوی دینا اہل سنت کی حق مین
کچہہ مضر نہین کیونکہ اول تو اہل سنت کی مجتہد سی خطا بہی ہوجاتی ہے دوسرے اُن کا یہہ فتوے قبل اطلاع
نہی تہا بعد اطلاع ادنہون نے بہی رجوع فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا حدیث نہی سی مطلع نہونا تو
حضرت علیؓ کی روایت سی ثابت ہی اسیطرح حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو خیال فرمائیے اور اگر بالفرض حضرت
عبد اللہ بن مسعود کو رجوع کا اتفاق نہین ہوا تو اُسکی یہہ وجہ ہے کہ احادیث نسخ اونکو پہونچی نہ تہی
اور اجماع ان کی بعد منعقد ہوا بہر حال انجام کار سبنے رجوع کیا اور حرمتہ متعہ پر اجماع منعقد ہوگیا
چنانچہ کتب اہل سنت مین موجود ہے نووی شارح مسلم باب نکاح المتعہ مین بحوالہ قاضی عیاض رقم
فرماتے ہین قال القاضی واتفق العلماء علی ان ہذہ المتعہ کانت نکاحاً الی اجل لا میراث فیہا وفراقہا
یحصل بانقضاء الاجل من غیر طلاق ووقع الاجماع بعد ذلک علی تحریمہا من جمیع العلماء الا الروافض
وکان ابن عباس یقول باباحتہا وروی عنہ انہ رجع عنہ انتہی اور شروع باب مذکور مین بحوالہ قاضی
ہی یہہ بہی مرقوم ہی قال المازری ان نکاح المتعہ کان جایز فی اول الاسلام ثم ثبت بالاحادیث
الصحیحہ المذکورۃ ہنا انہ نسخ وانعقد الاجماع علی تحریمہ ولم یخالف فیہ الا طائفۃ من المبتدعۃ انتہی مقام
الحاجتہ خلاصہ مرام یہ ہے کہ نہ کلام اللہ مین متعہ کا نشان ہی نہ اُسکی خوبی یا اباحت کا کہین بیان ہی کوئی
آیتہ اُسکی استحباب یا اباحت پر دلالت نہین کرتی بلکہ کلام اللہ سے اگر نکلتی ہی حرمت نکلتی ہی ہان احادیث سی
ایک زمانہ مین تہوڑی دنون کی لئی مباح ہونا ثابت ہوتا ہے مگر جیسا تہوڑی دنون کی لئی اباحۃ کا ثبوت احادیث
سے نکلتا ہے ایسا ہی بعد اباحۃ چند روزہ ہمیشہ ہمیشہ کی لئی اس کا حرام ہوجانا نکلتا ہے چونکہ جمیع مالہ اور
ما علیہ بحث متعہ سی بحمد اللہ فراغت حاصل ہوگئی تو اب لازم یون ہی کہ خدا کا شکر ادا کیجئے اور بنام خدا
ختم کیجئے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین خاتم النبیین

والہ وصحبہ وازواجہ وذریتہ اجمعین ۔

سوال

بیٹیونکا وارث ہونا قرآن مین سورہ نساء کی رکوع دویم اعنی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الا
الانثیین مین منصوص ہی فرماتی ہین فان کانت واحدۃ فلہا النصف جسکی یہہ معنی ہین کہ اگر اولاد مین
ایک ہی بیٹی ہو تو اسکا ادہا حصہ ہے اس صورت مین حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی آدہی ترکہ کی مالک نہین پہر کیا سبب ہوا کہ خلیفہ اول نے اُنکو بالکل جواب دیا
یہہ ہی ظلم نہین تو اور ظلم کسکا نام ہے اور اگر یہہ کہئی کہ حدیث مین آیا ہے نحن معاشر الانبیا لا نورث ما ترکنا
صدقۃ یعنی انبیاء کی مال مین میراث نہین ہوتی تو یہہ معنی ہوئے حکم قرآنی حدیث سی منسوخ ہوگیا
تو اول تو حدیث واحد سی یعنی ایسی احادیث سی جنکو محدثین احاد کہا کرتی ہین قرآن کا منسوخ ٹہرانا
سنیون کی نزدیک بہی جایز نہین دوسرے یہہ حدیث اور آیات قرآنی کی معارض ہی جنمین سی ایک تو ورث
سلیمان داود ہی دوسری وہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب اول کا مطلب تو
یہی ہے کہ حضرت سلیمان حضرت داود علیہما السلام کی وارث ہوئے اور دوسرے دعاء حضرت زکریا
علیہ السلام ہی اور مطلب اس کا یہہ ہے کہ ای اللہ دی مجکو ایسا جانشین جو میرا بہی وارث ہو اور
آل یعقوب کا بہی وارث ہو اور ظاہر ہی کہ انبیاء علیہم السلام سی خلاف قاعدہ خداوندی دعا متصور
نہین اور اگر بالفرض انبیاء کرام سے کوئی دعاء خلاف قاعدہ مقررہ صادر بہی ہو تو مثل دعاء حضرت
نوح علیہ السلام یعنی رب ان ابنی من اہلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین قابل عتاب ہے
چنانچہ جملہ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین سے ظاہر ہے مثل دعاء حضرت زکریا
مذکور قابل اجابت نہین تہی سو یہہ اجابت دعاء مذکور جسپر جملہ یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی شاہد ہے
باین لطف وعنایت جو لفظ نبشر سے ظاہر ہی در صورت صحت وصدق خبر لا نورث ہرگز متصور نہین کیونکہ
اگر انبیاء کا کوئی وارث نہوا کرتا تو حضرت زکریا علیہ السلام کو اس قاعدہ کی اطلاع بہی ضرور ہوگی
پہر ایسی دعا کیون کرتی بہرحال حضرت زکریا اور حضرت داود علیہما السلام دونون بالیقین نبی ہین اور
اونکی مال مین وراثت کا جاری ہونا کلام اللہ سے ثابت اس صورت مین حدیث مذکور مخالف کلام اللہ
ہوئی سو کلام اللہ کو غلط نہین کہہ سکتے ہو نہو حدیث مذکور ہے غلط ہوگی ۔

جواب

بعد حمد وصلوات راقم حروف عرض پرداز ہی کہ میراث کی بناتین باتون پرہے ایک تو یہہ کہ جسکی مال
مین کسیکو استحقاق میراث ہو اُسکی روح کو اُسکی جسم سی علاقہ حیات باقی نرہے اگر علاقہ مذکور باقی ہی تو
اُس کا مال اُسیکی ملک رہتاہے اور اُسکی ازواج اُسکی نکاح مین اقربا کو اُسکی مال مین تصرف کا اختیار نہوگا
کسی اور کو اُسکی ازواج سے نکاح کی اجازت نہوگی یہی وجہ ہی کہ جبتک دم مین دم ہی آدمی اپنی مال کا
مالک ہی اُسکی زوجہ کا نکاح منقطع نہین ہوتا ہان اگر علاقہ مذکور منقطع ہوجائے تو اموال سے بہی علاقہ
ملک منقطع ہوجاتا ہے اور ازواج سے بہی علاقہ نکاح ٹوٹ جاتا اسلیئے کہ روح کو بذات خود تو اموال و
ازواج کی ضرورت ہی نہین بلکہ جیسی سوار کو گہاس دانہ کی ضرورت بوجہ اسپ سواری ہوتی ہی روح
کو کہانے پینی اور اموال وازواج کی حاجت بوجہ بدن ہی جب بدن سی علاقہ ہی نرہا تو مال وازواج روح
کی کس مصرف کی ہین دوسری بات جس پر بناء میراث ہی یہہ ہے کہ خطاب یوصیکم اللہ مین مورث داخل ہو
یہہ نہو کہ جیسی حج زکوۃ کا خطاب مثلاً اغنیاء کی لئی ہی فقراء خارج ہین خطاب مذکور سی مورث خارج ہو تیسری
بات یہہ ہی کہ متروکہ مورث اوسیکا مملوک ہو کسیکی امانت یا مال وقف نہو جب یہ بات ذہن نشین ہوچکی تو
آگے سینیے کہ اس جہگڑے مین تینون باتون کا پتا نہین اور ظاہر ہے کہ ثبوت دعوی میراث کی لئی اول حضرات
شیعہ کو ان تین باتون کا اثبات ضرور ہی اس کے بعد اگر سینون سے جواب مانگین تو بجای خود ہی اور قبل
اثبات مذکور سینون کی طرف سے لانسلم کافی ہی ان تینون مین سے اگر مقدمہ واحد ہی ثابت نہوگا تو پہر
سینون کے سامنی موہنہ کرنی کی گنجایش نہوگی اور یہان ذہن سلیم ہو تو ان تینون باتون کی اضداد
کلام اللہ ہی سے ثابت ہین اور احادیث کثیرہ اسکی موید خیر یہہ بحث تو بہت طویل ہے قابل گذارش یہ ہی
کہ حدیث مین نفی امر اول کی طرف اشارہ ہی اور صورت اُسکی یہ ہی کہ انبیاء علیہم السلام کے مال مین میراث
کا جاری نہونا اگر حدیث مذکور سی ثابت ہی تو بایں معنی ثابت ہی کہ عدم مورثیت کی خبر دیتی ہین یہ نہین کہ
اُنکی لئی جدا امر وارشاد ہی کہ حدیث کو ناسخ قرآن کو منسوخ کہین بالجملہ امر ونہی ناسخ امر ونہی ہوا کرتی ہین
اخبار ناسخ اور امر ونواہی نہین ہوتی ہان اگر کوئی ایسی خبر ہو جس سی وقوع امر ونہی معلوم ہو
جیسا کتب علیکم الصیام یا حرمت علیکم المیتہ تو وہ خبر تو پہر ہی ناسخ امر ونہین ہوتی البتہ وہ امر ونہی
جو بذریعہ خبر مذکور معلوم ہوتی ہین بشرط مخالفت امر ونہی دیگر ناسخ ہوا کرتی ہین سو یہان نہ کسی امر

امر کی خبر ہی نہ کسی نہ) کا بیان بلکہ مطلب اصلی یہہ ہی کہ انبیاء علیہم السلام وقت موت ہی بدستور بقید
حیات رہتی ہین چنانچہ بہدایت عقل صائب جملہ لانورث سی یہہ بات عیان ہی اور ہم بہی انشاء اللہ
بیان کرینگی اسلئی اُنکے مال مین میراث نہین چلتی سو سنی نہ سہی علماء شیعہ ہی فرمائین کہ اس مین کیا
خرابی ہی اور اسصورتمین کس طرح نسخ قرآن لازم آتا ہے زندہ کی مال مین تو نہ شیعونکی نزدیک میراث
ہوتی ہے نہ سنیون کی نزدیک جبتک جان کو تن سی علاقہ باقی ہی تو کیسا ہی کوئی ضعیف و نحیف بدتر از
مردگان کیون نہو اپنی مال کا مالک اور اپنی زوجہ کا خاوند رہتا ہی نہ اُسکی مال مین وارثونکو گنجائش تصرف
ہی نہ اُسکی ازواج کی ساتہہ کسیکو نکاح کی اجازت جب ہمارا تمہارا باوجودیکہ ہماری حیات بدتر از موت
ہے یہ حال ہی کہ حالت نزع مین اپنی مال کی مالک اور اپنی زوجہ کی خاوند رہتی ہین انبیاء علیہم السلام اگر
بقید حیات اپنی مال کے مالک اور اپنی ازواج کی خاوند رہین تو کیا بیجا ہی ہان یہ بات قابل تحقیق ہی کہ جملہ
لانورث بقاء حیات پر کیونکر دلالت کرتا ہے اور دربارہ بقاء حیوۃ انبیاء وقت موت ہی احادیث احادسی
کام چلسکتا ہی یا نہین سو جواب امر اول تو یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لانورث فرمایا
ہی لا یرثنا احد نہین فرمایا غرض نفی وارثیت ورثہ نہین کی اپنی مورثیت کی نفی فرماتی ہین اگر نفی وارثیت ورثہ
فرماتی تو یہہ بہی احتمال تہا کہ معاذ اللہ قتل یا کفر وغیرہ اسباب حرمان کی باعث وراثت سی محروم رہجائین پر مانع
مورثیت مورث بجز حیوۃ اور کوئی امر ہی نہین اسلئی کہ موجب تعلق وراثت فقط انقطاع تعلق فیما بین روح
و جسم ہی کسی اور شرط یا سبب کی ضرورت ہی نہین جو اُسکی ہونیکا احتمال ہو اس صورتمین بجز اسکی اور کسی
بات کی گنجائش ہی نہین کہ حیوۃ مانع میراث قایم ہوا اور یہہ فرق نفی وارثیت اور مورثیت میراث مین ایسا ہے
جیسا ابصار مین نہ دیکہنی اور نہ دکہلائی دینی کا فرق موجود ہی یعنی اندہا اگر کسی شکل و صورت کو نہین دیکہتا
تو وہان اندہیکا قصور ہے اُس شکل کا قصور نہین اور اگر ہوا یا روح وغیرہ اشیاء غیر مبصرہ کو کوئی آنکہون
والا نہین دیکہتا تو وہان آنکہون والیکا اس بات مین کچہہ قصور نہین بلکہ ہوا اور روح کا قصور ہی یعنی
ہوا اور روح دیکہنی کی قابل نہین سو پہلی صورت مین اندہی کی بصیر ہونیکی نفی کرنی چاہئی اور
دوسری صورتمین ہوا اور روح کی مرئی ہونیکی نفی مناسب ہے بہر حال بدلالت نفی مورثیت حقیقت شناسان
معانی سنج تو اسطرف گئی کہ انبیاء مین مورثیت ہی نہین یعنی انقطاع تعلق روح و جسم کی نوبت ہی
نہین آتی اور ظاہر پرستان کم فہم نفی مورثیت کو نفی وارثیت پر محمول کرکی لڑنے کو تیار ہین کہ بیٹی کا،

وارث ہونا قرآن مین منصوص ہی حدیث واحد سی منسوخ یا مخصوص نہین ہو سکتا ببین تفاوت رہ از کجا تا بکجا؛ کوئی پوچھی اس حدیث کو نفی وارثیت سی کیا علاقہ جو اعتراض نسخ لی دوڑی اور امر ثانی کا جواب یہہ ہے کہ موت وحیات کے باب مین تو ہر عادل کی گواہی مقبول ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات دربارہ حیات مقبول نہوگی حضرات شیعہ ہی فرمائین یہہ بات سچ ہی یا جھوٹ ہان یون کہئی کلام اللہ مین یون ہی ارشاد ہی کل نفس ذائقۃ الموت جس سے بی تخصیص انبیاکرام علیہم السلام سب کے لئے موت کا آنا ثابت ہے بلکہ خاص رسول اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتے ہین انک میت او پہر اس بناپر فرماتی ہین وما محمد الا رسول قد خلقت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اور ظاہر ہی کہ موت وحیات باہم متضاد ہین اور اضداد باہم مجتمع نہین ہو سکتی ظاہر ہی کہ نور اور ظلمت اور حرارت اور برودت ایک محل واحد مین جو مجتمع نہین ہوتی تو بوجہ تضاد ہی باہم مجتمع نہین ہوتی سو اسکا جواب اول تو نقلی لیجئے اگر کل نفس ذائقۃ الموت کلام اللہ مین لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم بہی کلام اللہ ہی کی آیت ہی انجیل یا تورات در س نہین اور ظاہر ہے کہ بشہادت کل نفس ذائقۃ الموت شہدا کی موت کا اقرار لازم ہی ورنہ با اینہمہ کلیۃ جملہ کل نفس ذائقۃ الموت اگر شہداء منجملہ اموات ہونگی تو اس قضیہ کا کلیہ ہونا دربارہ موت انبیاء کرام علیہم السلام کیونکر مفید ہو سکتا ہی سو جیسا شہدا مین موت وحیات کا اجتماع ہی ایسا ہی انبیاء علیہم السلام مین ہی سہی اس تقریر کو سنکر شاید علماء شیعہ آیت لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا کی تفسیر مین دیدے تغیر ہو کر یہہ فرمائین کہ قتلوا صیغہ ماضی ہے اسلئے الذین قتلوا فی سبیل اللہ سی وہ لوگ مراد ہین جو قبل نزول آیۃ لاتحسبن الذین قتلوا خدا کی راہ مین مارے گئے علی العموم تمام شہداء مراد نہین اس صورت مین ہو سکتا ہی کہ وہ لوگ ایکبار مرگئی ہون اور پہر بعد مرگ انکو زندہ کر اوٹہایا ہو اور اسلئی یہہ ارشاد ہوا ہو کہ لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم مگر اس کا جواب اول تو اپنی مفسروں سی پوچہین حضرت من باتفاق مفسرین فریقین آیۃ مذکورہ تمام شہدا کو عام ہی سابقین ہون یا لاحقین اور کیون نہو اگر یون نکئے تو آیۃ ان الذین آمنو مین بہی یہی کہنا پڑیگا اور اس صورت مین ظاہر ہے کہ شیعان مابعد کو بزعم خود بہی اپنی آپ کو اس قسم کی بشارات سے محروم و بی نصیب کہنا پڑے گا بالجملہ اس قسم کی آیات مین زمانہ کا ماضی ہونا باعتبار وقت جزاء و تفریعات ہوتا ہے

باعتبار وقت تکلم نہین ہوتا سو جیسی آیہ ان الذین امنوا مین جنا فلہم اجرہم سے مثلاً تقدم ملحوظ ہوگا اس
آیۃ مین عدم حسبان اور رزق اور فرحت وغیرہ امور مندرجہ آیۃ لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا
بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم ان لا
خوف علیہم ولا ہم یحزنون سے تقدم اعتبار کیا جاویگا ورنہ ہم تو نہین کہہ سکتی پر یہی تفسیر دانی ہوگی
تو حضرت امام الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ اور انکی رفقا کی حیات سی شیعو نکو انکار ہی کرنا پڑیگا
بہرحال جملہ الذین قتلوا کی تعمیم ضرور ہی پہر اس صورت مین دو حال سی خالی نہین کہ مقتولان فی سبیل اللہ
کی حیات اول ہی بدستور ہو اور اسلئی بل احیاء فرمایا ہو یا حیات اول منقطع ہوگئی ہو پر حیات ثانی کی اعتبار
سے اُنکو احیاء فرمایا ہو صورت اول مین تو ظاہر ہے کہ بعد قتل موت وحیات کا اجتماع لازم آئیگا پر صورت ثانی
کی پہر دو صورتین ایک تو یہہ کہ حیات اول کی ختم ہوتی ہی دوسری حیات شروع ہوگئی ہو یعنی حیات اول کا
انتہا اور حیات ثانی کا ابتدا اسیطرح متصل اور چسپان ہو جیسے رات اور دن اور ظہر اور عصر مثلاً دوسرے یہ
کہ حیات اول کی اختتام کی بعد ایک زمانہ تک موت رہتی ہو اور پہر حیات ثانی آتی ہو ان دونون صورتون
مین سی پہلی صورت مین اگر موت انتہاء حیات اور حد حیات اور طرف حیات ہی تو جیسے خط و سطح مفروض علی السطح
المتصل اور سطح مفروض علی الجسم المتصل یا آن مفروض فی الزمان المتصل اتصال سطح اور اتصال جسم
اور اتصال زمان مین قادح نہین ایسی ہی موت مفروض بین الحیوتین کو خیال فرمائی کیونکہ اس صورت مین
تعدد حیات باعتبار فرض موت ہی اور موت ایک انتہاء غیر منقسم کا نام سو جیسی تعدد سطح جو وقت فرض خط
مستدیر مثلاً لازم ہی اتصال سطح داخل وخارج مستدیر مین قادح نہین ایسی ہی موت بہی اتصال حیات
سابق ولاحق مین قادح نہوگی اور اگر موت کیفیت مستمرہ کا نام ہی تو پہر وہی صورت ہی یہان بہی موت و
حیات باہم مجتمع ہون گی ہان صورت ثانی مین البتہ اجتماع موت وحیات نہوگا بلکہ حیات اول تک تو موت ہی
ہی نہین اور حیات ثانی کی وقت موت زائل ہوگئی اور یہی احتمال شیعون کو مفید بہی معلوم ہوتا ہی
مگر اُسکو کیا کیجئی کہ دونون حیاتونکی مابین جو زمانہ موت ہوگا تو اُس موت کے معروض وہی الذین قتلوا فی
فی سبیل اللہ ہین جنکی شان مین لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا اور اہل احیاء فرماتی ہین القصہ
خود آیت لاتحسبن ہے احتمال مذکور کے مکذب ہے اور دلیل عقلی موت وحیات کی اجتماع کے ممکن ہوئی پر مطلب
ت تو سُنئے کہ اجتماع اضداد کی محال ہونیکے لئے ضرور ہی کہ جہت زمان بہی واحد ہو ورنہ مختلف زمانوں مین

جیسے پانی کا گرم وسرد ہونا اور زمین کا مضی اور مظلم ہونا ممکن کیا مشہود ہی ایسی باعتبار جہات مختلفہ
بھی حرارت وبرودت اور نور وظلمت کا اجتماع موجود ہی علی ہذا القیاس ادویہ باردہ بالطبع اور آب جو
بالطبع بارد ہی بوسیلہ آتش گرم ہو جاتی ہین اور علے ہذا القیاس ادویہ حارہ بالطبع مثل مرچ وگوگل شہد
سرما مین بارد ہو جاتی ہین اور طبیعت وہی کی وہی رہتی ہی تاثیرات جون کی تون رہتی ہین اگر اجتماع
مفہومات مذکورہ ہر طرح محال ہی ہوتا تو یہہ اجتماع کیونکر ہو سکتا اسلئی بناچاری اجتماع جہت کا ستر البطن
تضادین سے کہنا ضرور ہی سو جیسی یہان حرارت ذاتی اور برودت طبعی زائل نہین ہوتی بلکہ برودت
عارضہ اور حرارت غریبہ کی تلی دیجاتی ہے اور زیر پردہ اضداد مستور ہو جاتی ہے ایسی ہی اگر حیات ذاتی
زیر پردہ موت مستور ہو جائے تو کیا عجب ہے کیونکہ موت بشہادت آیۃ خلق الموت والحیات امر وجودی
ہی عدمی محض نہین جو یون کہا جاوے کہ ساتر ہونے کے لئی وجودی ہونا ضرور ہی اور موت امر عدمی ہی اوسکی
ساتر ہونے اور حیات کی مستور ہونیکی کیا معنے اور اگر یون کہئے کہ موت تو امر عدمی ہی ہی پر یہان وہ چیز
مراد ہے جس سے موت یعنی عدم الحیوۃ لازم آئی ہے سو اسکا جواب یہہ ہے کہ حیات منجملہ اوصاف وعوارض
ہی اقسام موصوفات اور جواہر مین سے نہین اور ظاہر ہے کہ اوصاف وجودی دو حال سی خالی نہین ہوتی
یا اوصاف ذاتیہ ہونگی یعنی ذات موصوف کی حق مین خانہ زاد ہون کسی اور کا فیض نہون جیسی فرض کرو
حرارت آتش اس قسم کے اوصاف تو اہل علم وعقل جانتی ہین کہ موصوف سی جدی ہی نہین ہوتی اور اگر
اوصاف وجودی اوصاف ذاتیہ نہون گی تو اوصاف عرضیہ بمعنی بالعرض ہونگی یعنی کسی اور کا فیض
ہونگی جیسی فرض کرو حرارت آب گرم کہ آب گرم مین فیض آتش ہی آب کی حق مین وصف خانہ زاد نہین
اس قسم کی اوصاف البتہ زوال پذیر ہوتے ہین اور موصوفات سے اُن کا عدم متصور ہوتا ہے لیکن
اس قسم کے اوصاف اگر ایک جا سے معدوم ہو جاتی ہین تو جہانکا فیض ہے وہان سی معدوم نہین ہوتی
الغرض ہر وصف عرضی بمعنی بالعرض کی لئے ایک موصوف بالذات ضرور ہی سو جس کیسکی ایسی حیات ہوگی
اُسکی حیات معدوم نہین ہو سکتی اگر ہو گی تو مستور ہی ہوگی اور وہ چیز جو آیۃ مذکورہ مین لفظ موت سی
مراد ہوگی اسکی حق مین ساتر ہی ہوگی مزیل نہوگی سو ہم کہتے ہین کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیات خانہ زاد ہوا اور اوروں کی حیات عالم امکان مین ایسی طرح اُس کا فیض ہو جیسے چاند مین
آفتاب کا فیض تو اُس صورت مین آپکی حیات وقت موت زایل نہوگی اگر ہو گی تو مستور ہوگی یعنی

جیسی وقت کسوف یعنی گہن کے وقت نور آفتاب چاند کی اوٹ مین مستور ہوجاتا ہی اور چاند کا نور وقت خسوف
یعنی چاند گہن مین بایں وجہ کہ زمین اُسکی اور آفتاب کے بیچ مین حائل ہوگئی ہی بالکل زائل ہوجاتا ہی ایسی ہی وقت
موت آپکی حیات تو زیر پردہ موت مشار الیہ فی الآیۃ مستور ہوجائے اور نکی حیات بالکل زائل ہوجاے بالجملہ موت
اور حیات بوجہ اختلاف جہات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اگر مجتمع ہوجائین تو کونسا محال لازم آئیگا
حیات ذاتی اور اصلی ہوگی اور موت عرضی اس صورت مین حدیث لا نورث ما ترکناہ جو حیات انبیا پر دلالت
کرتی ہے جیسی آیۃ یوصیکم اللہ کی مخالف نہ تہی ایسی ہی آیۃ انک میت اور کل نفس ذائقۃ الموت کی بہی مخالف
نہو گے رہا تعارض حدیث مذکور اور آیۃ وورث سلیمان داود اور آیۃ وہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل
یعقوب الخ یہ تعارض ظاہرا شیعونکو بوجہ قلت مزاولت کلام اللہ تعارض حقیقی معلوم ہوتا ہے اگر کلام اللہ کی
تلاوت کبہی نصیب ہوتی اور انکی ایسی کہان نصیب تو یہہ دہوکا نہ پڑتا خلاصہ یہ ہے کہ ان دونون آیتون
مین بہی مثل آیۃ فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتاب اور آیۃ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا وراثت علمی مراد ہے
یا وراثت خلافت وولی عہدی وراثت مالی مراد نہین چنانچہ آیۃ ورث سلیمان داود سے پہلی متصل ہے یہ
ارشاد ولقد آتینا داود وسلیمان علما وقال الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین اور بعد جملہ ورث
سلیمان داود متصل ہے یہہ ارشاد وقال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر اس ارادہ کے لئے قرینہ بہی ہے
ورنہ وراثت مالی مراد ہو تو پہر وہی قصہ ہوجاے جیسے گنوار کہا کرتے ہین بیادین بیچ کا لیکہا سو اگر
کسی گنوار کی کلام ہوتی تو احتمال بہی تہا خدا کی کلام مین ایسی بیربطی اونہین کی نزدیک متصور ہے جنکی نزدیک
خدا تعالی کو کلام گفتگو کا سلیقہ نہوا در کلام اللہ معجز نہو باینہمہ حدیث کلینی جو خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سی مروی ہی اسبات پر شاہد ہی کہ آیت وورث سلیمان مین وراثت علمی مراد ہی وراثت مالی مراد نہین حدیث
یہی ورث سلیمان داود وورثنا نحن سلیمان حاصل کلام یہہ ہے کہ حضرت سلیمان حضرت داود علیہما کی وارث
ہوئی تھی اور ہم حضرت سلیمان کے وارث ہوئی اور ظاہر ہے کہ وراثت مالی کرلئے اون رشتون اور قرابتون
مین سے کسی رشتہ دار اور قرابت کا ہونا ضرور ہے جن پر وراثت موقوف ہی سو حضرات شیعہ بہی فرمائین کہ
حضرت سلیمان تو حضرت داود کی فرزند تہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلیمان ع ان کی کون تہی جو
اُنکے مال کے وارث ہوئی اور پہر وارث ہی ہوئے تو کیا فدک وغیرہ متروکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
سلیمان ہی کی ترکہ مین سے آپکو ملا تہا اب آیۃ وہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب کا حال

بہی سنئی اس آیۃ مین میراث مالی مراد ہو تو یہہ معنی ہون کہ حضرت یعقوب کا مال حضرت زکریا کی زمانہ تک غیر
مقسوم رکہا ہوا تہا حضرت زکریا کی فرزند کا انتظار تہا سو اس عرصہ دراز تک جو کچھہ اوپر دو ہزار برس ہوتی
ہین حضرت یعقوب کا مال ویسی رکہا رہا ہو کسی عاقل کے فہم مین تو آ نہین سکتا ہان کہین سے جنون اودیا لیخولیا
بہی ملجاہی تو کیا مضایقہ ہی باایہمہ اس صورت مین فقط جملہ یرثنی کافی تہا جملہ ثانیہ یعنی یرث من آل یعقوب
کی کیا ضرورت تہی کیونکہ حضرت یعقوب کی وراثت وبے وساطت حضرت زکریا علیہ السلام متصور نہین اور اگر
کسی اور کے واسطہ سے متصور بہی ہے تو اُن کا نام لینا تہا حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر پہر بہی بیمحل ہے
یہ تو اس صورت مین ہے کہ لفظ آل آیۃ مشار الیہا مین حسب محاورہ عرب زائد ہوا اور اگر لفظ آل زاید نہین تو
یون کہو کہ تمام بنی اسرائیل سی جو اسوقت تک لاکہون ہون گے حضرت زکریا علیہ السلام کے فرزند کو وہ قرابت
تہی جسکی وسیلہ سے اون سب کے وراثت ہوسکتی تہی اور پہر اون سبکا انتقال بہی حضرت زکریا علیہ السلام کی
فرزند کی روبرو ہونا چاہئی جو یرث من آل یعقوب صحیح ہو علاوہ برین وہ خوف جو جملہ خفت الموالی سی ثابت
ہوا اگر باین نظر تہا کہ آپ کی کنبی کے لوگ آپکو مسرف نظر آتے تہے اون سے بیجا خرچ کرنیکا کہٹکا تہا تو اس دعا
وارث نیک کی حاجت نتہی اپنی آپ خدا کی راہ مین خرچ کرجاتی اور اگر چہوڑ ہی جاتی تو کیا تہا بعد موت تکلیف شرع
باقی ہی نہین رہتی جو کچھہ خوف حساب آخرت ہو دوسری دوسرون کا کیا او نہین پر پڑتا جو کرتا وہی بہرتا لاتزر وازرۃ
وزر اُخری کلام اللہ مین موجود ہی دعا مذکور مین یہہ اہتمام کہ رب انی وہن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم
اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی کاہیکی لئی کیا گیا ہان اگر وراثت علمی مراد ہو تو دونون
آیتون کا سیاق وسیاق بہی درست ہو جائے اور کوئی خرابی بہی پیش نہ آئی حاصل اس صورت مین یہہ ہوگا
کہ جو منصب ارشاد و انصاف پہلی حضرت داود علیہ السلام کو حاصل تہا اُن کی بعد حضرت سلیمان کو ملا اور جو
منصب ہدایت زکریا علیہ السلام رکہتے تہی بعد اپنی اُس منصب کے لئی کسی ولی عہد پسندیدہ کی خواستگار ہین
چنانچہ لفظ ولی کو یرثنی کی ساتہہ ذکر کرنا عاقلون کی نزدیک اسیجانب مشیر ہے کہ ولی عہد چاہتی ہین مثل اہل دُنیا فقط
فرزند ہی کی آرزومند نہین کیسا ہی ہو بلکہ بیٹا ہو یا کوئی اور جو ہو ولی عہد ہو پر ایسا نہو کہ امت کی لوگونکو خراب
کر دے ایسے ولیعہد تو اونکی اقربا مین بہی بہت تہے چنانچہ جملہ انی خفت الموالی سے ظاہر ہے بلکہ ولیعہد بہی ہو
تو پسندیدہ خدا ہو اسلئی جملہ واجعلہ رب رضیا بڑہایا اور جب یہ بات ٹہری تو اب حضرات شیعہ ہی انصاف
فرمائین کہ ولیعہد اور خلیفہ کی وارثت کونسی قسم ہوتی ہی وراثت مالی ہوتی ہے یا مثل خلفاء انبیاء وعلماء

وفقراء فقط وراثت ارشاد وتلقین وانصاف وحفظ جان ومال رعایاء مگرہان شیعون کی نزدیک شاید ولیعہد
انبیاء کرام علیہم السلام ایسی ہی ہوتی ہون جیسی نواب وامراء لکھنؤ وایران یعنی جس کسیکا مال ہاتھہ آیا بیدریغ
لیا خواہشات نفسانی مین صرف کیا بہرحال لفظ ولی اور لفظ موالی خود شاہد ہین کہ وراثت مالی نہین وراثت
علمی اور وراثت ارشاد مراد ہی اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ بعد ذکر بشارت تولد یون فرمایا یا یحیی خذ الکتب
بقوة واتیناہ الحکم صبیا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام اپنی قرب زمانہ وفات کی
طرف دعاء رب انی وہن العظم منی واشتعل الراس شیبا مین اشارہ کرچکے تھے اور غرض یہہ تہی کہ ولیعہد مذکور
کی جلدی ہی ضرورت ہی تاکہ اس منصب کو سنبہالی سو خداوند کریم نے اُنکی خاطر لڑکپن ہی مین حضرت یحیی کو کمال
علمی اور عملی عنایت فرماکر انبیا ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر دی تاکہ معلوم ہوجاے کہ
حضرت زکریا علیہ السلام کی مراد یرثنی سے کیا تھی الغرض خداوند کریم تو حضرت زکریا علیہ السلام کا یہ مطلب سمجھی
تو اس خاکسار نے عرض کیا حضرات شیعہ اگر کچھہ اور سمجھین تو سمجھا کرو مگر ہان حضرات شیعہ کا بہی قصور نہین خدا
کو جب بدا واقع ہو تو اگر کسی بندہ کی مراد بہی نہ سمجھی تو کیا بیجا ہے علاوہ برین وراثت ایک معنی اضافی ہی جسکی لئے
دو حاشیون یعنی مضاف اور مضاف الیہ کی ضرورت ہی سو ایک طرف تو یہی وارث ہی دوسری طرف کبہی مورث
کو رکھتی ہین اور یون کہتی ہین کہ فلان شخص فلان شخص کا وارث ہی اور کبہی مال مورث کو مثلاً رکہتی ہین اور یہ
مطلب ہوتا ہے کہ یہ مال مثلاً اُسکو اُس سے میراث مین ملا بہرحال معنے میراث اس صورتین یہ ہوتا ہی کہ فلان
شخص فلان مال مین فلان شخص کا قایم مقام ہوا اور اسپر متسلط ہوا چنانچہ خداوند کریم جابجا مادہ میراث
کو انہی کلام پاک مین انہین معنون مین استعمال کرتا ہی نحن نرث الارض ومن علیہا ونحن خیر الوارثین
ثم اورثنا الکتب فخلف من بعدہم خلف ورثو الکتب تلک الجنة التی اورثتموہا وغیرہ آیات کو دیکھیہ لیجئی حسب مراد
شیعہ میراث مالی بطور معلوم تو ہو ہی نہین سکتی چنانچہ ظاہر ہے خاصکر دو اول کی جملون مین خداوند پاک
کو کسی سے قرابت نسبتی حاصل ہی نہ میراث مالی بطور معلوم بن پڑی ہان معنی قایم مقام اور متسلط ہونی کی
لیجئے تو البتہ تمام آیات مین برابر چل جاے بلکہ شیعو نکو یاد نہین انکی احادیث مین بہی مادہ وراثت میراث
انہین معنی مین مستعمل ہی کلینی کی ایک حدیث مین جسکو پورا پورا انشاء اللہ آگی نقل کرونگا یہہ لفظ ہی ان الانبیاء
لم یورثوا درہما ولا دینارا انما اورثوا احادیث من احادیثہم جملہ انما اورثوا احادیث الخ کو دیکھئی میراث
مالی پر دلالت کرتا ہے یا میراث علمی پر پہر میراث علمی پر بہی اس لطف سے دلالت کرتا ہے کہ انبیاء کی

لبتہ میراث مالی کی سراسر نفی کردی جبکے بعد انصاف سے دیکھئی تو شیعونکو مجال دم زدن باقی ہے
اور نہ سنیونکو اور کسی جواب کی ضرورت مگر اسپر بہی شیعہ نمانین تو پہر انکو موافق مثل مشہور گوہ کی دار
موت خوارج ہی کی حوالہ بالجملہ میراث ایک معنی اضافی ہی اور حاصل اُسکا قایم مقام اور متسلط ہو جانا
سو اول تو قایم مقام ہونا الخ ایسا مضمون ہے کہ اموال ہی کی ساتہہ مخصوص نہین جو لفظ ورث اور
یرث کو دیکہکر دہوکا کہائی دوسرے اضافت اور نسبت اور ہی اور اطراف اضافت ونسبت اور جو
ایک کی لئی لفظ موضوع ہو وہ دوسرے پر دلالت نکریگا اور بطور التزام اگر دلالت کریگا بقدر لزوم
والتزام دلالت کریگا جیسا مضمون غسل مفہوم آب پر باالتزام دلالت کرتا ہی مگر ظاہر ہے کہ دلالت التزام
وہین متصور ہے جہان لزوم ہو جیسی غسل کی لئی آب لازم ہے اور جہان نہو جیسی قایم مقام ہونیکی لئی مال
لازم نہین وہان دلالت مطابقی تو کیا دلالت التزامی بہی متصور نہین بالجملہ اضافہ مطلقہ مطلق مضاف
یا مضاف الیہ قابل انتساب واضافت کی خواستگار ہی خصوصیت مال کہانسی نکال لی ہان یون کہئی کہ بوجہ کثرت
وقوع میراث مالی لفظ میراث کا استعمال میراث مالی مین بکثرت ہوتا ہے اسلئی عوام اسیکو میراث سمجہنی
لگی مگر علماء شیعہ کو دیکہئی کہ یہہ بہی عوام ہی کی مقلد ہو گئی اس تقریر کو سنکر اہل فہم کو یہہ یقین ہو گیا ہوگا
کہ میراث وراثت مالی اور وراثت علمی وغیرہ سب عام ہے اسلئی مدعیان میراث مالی کا کام نہین چل سکتا نہ آیۃ
ورثہ سلیمان انکو مفید ہے نہ آیۃ ہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوبؑ اونکی موید اور نہ
حدیث بخاری جس مین حضرت علیؓ کا خلافت ثانیہ مین طالب میراث ہونا موجود ہے اونکی کار آمد
اسلئی کہ اُسوقت اگرچہ حدیث لانورث کے بہول جانیکا احتمال بہت مستبعد ہی حضرت فاطمہؓ اور خلیفہ
اول کا جہگڑا طشت از بام ہو چکا تہا مگر بقرینہ سیاق وسباق بعد ثبوت عموم مذکور میراث تولیت
تہی جسکا ثبوت بہ نسبت حضرت رسول اللہ علیہ وسلم آگی انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا جب اس بحث
سی بحمد اللہ فراغت پائی تو خلاصہ تقریر گذشتہ کی طرف اشارہ کرکے آگی چلتا ہون مخدوم من یہ بات تو روشن
ہو گئی کہ حدیث لانورث نہ آیۃ یوصیکم اللہ کے ناسخ نہ آیۃ ورث سلیمان اور آیۃ یرثنی کی معارض ناسخ
نہو سکی تو وجہ یہ ہے کہ آیۃ یوصیکم اللہ فی اولادکم بقرینہ آیۃ سابقہ ان الذین یاکلون اموال
الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا اور نیز باجماع جملہ فقہا اہل اسلام اُس
تقسیم پر دلالت کرتی ہے جو بعد انقطاع علاقہ حیات فیما بین روح وجسم ہونی چاہئی اور حدیث

نورث عدم انقطاع علاقہ پر دلالت کرتی ہے اس صورت مین یہہ قصہ ایسا ہو گیا جیسا کوئی طبیب
حاذق کسی مریض سکتہ کو یون کہے کہ یہہ شخص مرا نہین اُسکو مردہ سمجھکر اُسکے مال کو میراث مین تقسیم مت کرو
سو جیسا قول طبیب مذکور ناسخ آیۃ یوصیکم اللہ اور رافع حکم مذکور نہین ایسی ہی قول نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم ناسخ حکم مذکور نہین بلکہ مثل قول طبیب مذکور عدم تحقق شرط میراث مالی یعنی عدم انقطاع علاقہ
حیات کی خبر دیتا ہے اور آیتہ ورث سلیمان داود اور آیت یرثنی ویرث من آل یعقوب سے معارض نہونیکی
یہ وجہ ہی کہ اِن دونون آیتون مین تو بوجوہ مذکورہ میراث علم وارشاد وخلافت مراد ہی اور حدیث لا نورث
مین بقرینہ جملہ ما ترکنا صدقۃ میراث مالی مراد ہے اگر دونون جا ایک ہی قسم کی میراث مراد ہوتی تو بیشک تعارض
ہوتا جب خلاصہ تقریر جواب معلوم ہو گیا تو آگی سُنیے اہل سُنت وجماعت کو بمقابلہ طعن فدک جو حضرات شیعہ
کرتے ہین تصحیح حدیث لا نورث کی لئی ایک احتمال ممکن بہ نسبت بقاء حیات کافی ہے بلکہ حدیث لا نورث
ہوتی یا نہوتی حضرت ابو بکر صدیق کی طرف سے فدک ندینی کے لئے احتمال بقاء حیات لطور معروض دفعت
طعن شیعہ کے لئے بہت تہا اثبات حیات کی ضرورت نتہی کیونکہ وجہ ثبوت مدعی کی ذمہ ہوتی ہے مدعا علیہ
کو بعد امکان احتمال مخالف دعواء مدعی فقط لا نسلم کافی ہوتا ہے سو دعوی میراث مین شیعہ مدعی ہین
اور سُنی مدعا علیہ دلیل لائین تو شیعہ لائین سُنیون سے ثبوت بقاء حیات کی دلیل طلب نفرمائین مگر بایہمہ
خاطر حضرات شیعہ عزیز ہی انکی تسکین کے لئے کسیقدر اثبات حیات سرور کائنات علیہ وعلی آلہ واصحابہ
وازواجہ افضل الصلوات والتسلیمات ہی سہی اسلئے معروض ہے کہ صورت اجتماع موت وحیات کی سمجہا دینے
کے بعد ہم اسبات کی بہی مدعی ہین کہ علاقہ فیما بین روح نبوی صلے اللہ علیہ وسلم وجسم مبارک عروض موت سے
منقطع نہین ہوا دلیل بکار ہی تو ایک انی لیجئی دوسری لمی اول کی تقریر تو یہہ ہے کہ سورہ نسا مین لا تنکحوا
ما نکح اباءکم فرماکر حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم الخ فرمایا اور تمام محرمات کو بیان فرماکر ارشاد واحل لکم ما وراء
ذالکم سے گرفتاران ہوا وہوس کی تسکین فرمائی حاصل کلام یہ ہے کہ سواء محرمات مندرجہ آیات سابقہ
اور سب تمہاری لئی حلال ہین اسکے بعد سورہ احزاب مین یہہ ارشاد ہوا ما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ
ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا اور ظاہر ہے کہ یہ حکم حرمتہ ہی مثل حکم حلت مشار الیہ تمام امت کی نسبت
ہے کسی ایک دو کی تخصیص نہین اور ظاہر ہے اور فریقین کے نزدیک مسلم کہ نسخ وتخصیص کا اُسیوقت قایل ہونا
چاہئی کہ تطبیق کی کوئی صورت نہو یہان اگر یون کہا جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

حیات جسمانی اور علاقہ مذکور عروض موت سی زایل نہین ہوا اور اسوجہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
کا نکاح منقطع نہین ہوا تو ہرگز کوئی صورت تعارض کی نرہیگی جو نسخ یا تخصیص کے قائل ہونیکی ضرورت پڑی
بلکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس صورتمین منجملہ والمحصنات من النساء ہوجائینگی ہان اگر کوئی وجہ تحریم
موجبات تحریم مین سی ایسی عام ہوسکتی کہ تمام امت کی حق مین موجب حرمتہ ہوجاتی تو البتہ ممکن تہا کہ باوجود
انقطاع علاقہ فیما بین روح پرفتوح وجسم منور حضرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم اور باوجود زوال
حیات جسمانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام امت کی حق مین حرام ہوجاتین
مگر موجبات حرمتہ مندرجہ آیات مشار الیہ مین کوئی ایسی وجہ نہین جو اُسکی بہروسہ کسی عورت کو تمام جہان
کے حق مین حرام کہہ سکین کیونکہ نہ کوئی عورت ساری جہان کے باپونکی منکوحہ ہوسکی نہ ساری جہان کی
والدہ نہ ساری جہان کی دختر علےٰ ہذا القیاس البتہ کیسکی منکوحہ تابقاء نکاح ساری جہان کی حق مین حرام
ہوتی ہی یا متوفی عنہا زوجہا تا بقاء عدت اور ظاہر ہے کہ محصنات کی یہی دو قسمین ہین مگر بحکم والذین یتوفون
منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا ساری جہان کی اموات کی ازواج کی عدت
کل دس دن چار مہینے ہین اور حاملہ ہو تو بحکم واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن عدت مذکورہ تا وضع
حمل اور ظاہر ہے کہ حمل کی مدت نو مہینے مین زیادہ ہو تو دو برس اور اس بہی زیادہ ہوسکی تو چار پانچ
برس کہلو قیامت کا حساب کتاب تو ہوتا ہی نہین باینہمہ ازواج مطہرات مین سے دم وفات نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق مورخین فریقین کوئی ام المومنین حاملہ تہی ہی نہین اسصورت مین پہر
وہی گذارش ہی کہ نسخ وتخصیص توجبہی جایز ہے کہ تطبیق ممکن نہو اور یہان بوجہ امکان اجماع موت
وحیات انطباق ممکن یعنی جب یون کہئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بہی بدستور عالم دُنیا
مین زندہ ہین آپ کا علاقہ حیات روحانی جو جسم اطہر سی تہا منقطع ہوا ہی نہین جو عدہ مذکورہ کی
نوبت آئی اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ والذین یتوفون کی بعد منکم بہی بڑہایا علی ہذا القیاس ایک میت
جدا فرمایا اور انہم میتون جدا فرمایا اور دونونکو مثل جملہ لاحقہ ثم انکم یوم القیمتہ عند ربکم تختصمون ایک خطاب مین
اکہٹا نکر دیا تاکہ دقایق شناسان معانی سنج کو اسجانب تنبیہ رہی کہ موت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قسم
کی ہی اور موت امت اور قسم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت مین استتار حیات زیر پردہ
موت یا زیر پردہ موجب موت ہوتا ہی اور امت کی موت کیوقت زوال حیات کل یا بعض ہوجاتا ہی مثال

درکار ہی تو وہی کسوف وخسوف ہی یا چراغ کا کسی ہنڈیا مین بوسیلہ سرپوش بند ہو کر مکان مین اندہیرا ہو جانا
یا گل ہو کر چاندنی کا زایل ہو جانا سو جیسے کسوف مین استتار نور اور خسوف مین زوال نور ہوتا ہی اور نور
چراغ پہلی صورت مین مستور ہو جاتا ہے اور دوسری صورت مین زائل ہو جاتا ہی اور اندہیری ہو جانی کی لئی
خسوف وکسوف اور چراغ کا بند ہونا اور گل ہونا دونون برابر ہین ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
جانب استتار حیات ہو اور امتہ کی جانب زوال حیات اسلئی اخبار وقوع موت کیا انک میت جدا
کہا اور انہم میتون جدا کہا اور بیان احکام متفرعہ علی الموت کی ہر ایک وقت کا حکم جدا بتلا دیا یعنی نکاح متوفی عنہا
زوجہا مین تو یون تفریق فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سی کوئی نکاح نکرنے
پائے چنانچہ ارشاد ان لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا سے ظاہر ہے اور ازواج امتہ کی حق مین یہ ارشاد
کردیا والذین یتوفون منکم الخ چونکہ ان لا تنکحوا کی مخاطب امت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہین یہان ہی منکم کے مخاطب وہی ہونگے رسول اللہ علیہ السلام خارج ہونگی ورنہ اضافہ منکم لغو و
بیکار تہا اتنا کام تو فقط والذین یتوفون سے ہی چل سکتا تہا اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ آیتہ واولات
الاحمال اجلہن مین من ازواجکن نہ بڑہایا کیونکہ اس حکم مین مطلقات اور متوفی عنہن ازواجہن دونون
داخل ہین اور ظاہر ہی کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ہی متصور ہے با اینہمہ مطلقات
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدخولہ ہہا جو امت پر حرام رہین تو بوجہ بقاء عدت حرام نہین بلکہ وجہ
اُسکی جملہ وازواجہ امہاتہم سی ماخوذ ہی یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ام المومنین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو المومنین ہونیکو مقتضی ہی اور اسوجہ سی منجملہ ما نکح اباءکم مین
اور بحکم لا تنکحوا ما نکح اباءکم سب پر حرام ہین مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہہ ابوت بنسبت مومنین
خود اسبات کو مستلزم ہی کہ آپ بدستور زندہ ہین چنانچہ انشاء اللہ یہ بات عنقریب روشن ہونیوالی ہی مگر
اس صورت مین یہہ قصہ ایسا ہوگا کہ کوئی متوفی عنہا زوجہا بعد انقضاء عدت بوجہ نسبت یا رضاع
وغیرہ اسباب کے کسی پر حرام رہی سو جیسی وہ حرمت بوجہ عدت نہین اور اسوجہ سی منجملہ محصنات
نہین کہہ سکتی ایسی ہی یہان ہی سمجہئے غرض عدت مطلقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر حاملہ ہوتی
وہی وضع حمل تہی آپ کی ازواج کی کوی جدی مدت تہی اسلئے واولات الاحمال کے بعد من ازواجکم
نبڑہایا اور عدت وفات چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین متصور ہی نتہی تو والذین

اتنی طاقت متصور ہی اور پہر جون جون دن زیادہ ہوتے جائین گی طاقت بڑہتی جائیگی چنانچہ نفخ روح سے
جوانی تک روز بروز زور روز افزون رہتاہے بجملہ شروع حرکات بعد نفخ روح کسیقدر دیر کی ابد متصور ہی
سو خداوند علیم کو معلوم ہوگا کہ دس دن مین یہہ بات ہوتی ہی اب دیکہئے کہ چار مہینونکی تو وہی تین چلی
ہوے دس دن اور اوپر بڑہا کر عدت مقرر کی تاکہ بوسیلہ مشاہدہ حرکات جو رحم مین بچہ کرتاہے کسیکو یہہ احتمال
باقی نرہی کہ حمل نہین مرض رجا ہو اور ظاہر ہی کہ سوا اسکی اور کسیطرح یہہ یقین نہین ہو سکتا کہ حمل نہین خون
کے آنیکی علامت عدم حمل رکہتی تو خون تو ایام حمل مین بہی آجاتاہی حیض کہو یا استحاضہ یا نفاس سو بعد مرور
ایام عدت اعنی چار ماہ دس دن کی بعد اگر حمل نہ نکلا تو اختیار ہی ورنہ موافق اشارہ واولات الاحمال
اجلہن ان یضعن حملہن دربارہ نکاح وضع حمل کا اور انتظار کرنا پڑیگا اس صورت مین آیۃ والذین یتوفون
اور آیۃ واولات الاحمال مین کچھہ تعارض نرہیگا کیونکہ یتربصن کا مفعول اس صورت مین ظہور الحمل
مثلاً ہوگا اور ادہر کوئی ایسا مضمون نہین جس سے اجازت نکاح بمجرد مرور ایام عدت معلوم ہوبا قی
جملہ لاحقہ فاذا بلغن اجلہن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن بالمعروف اُس سے کوئی دہوکا نکہائی اسلئی
کہ لفظ بالمعروف مین معروف موجود ہی پہر باوجود آیۃ واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن حاملہ متوفی
عنہا زوجہا کے حق مین بمجرد مرور دس دن چار ماہ کی نکاح کو کون معروف کہدیگا علاوہ برین مطلقات
کی عدت مین اول تو یہہ ارشاد فرمایا والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء بعد ازان ارشاد کیا ولا یحل
لہن ان یکتمن اخلق اللہ فی ارحامہن ان کن یومن باللہ والیوم الآخر جب یہان یہہ ارشاد ہے حالانکہ
وجہ انتظار تا ثلثہ قروء یہان اُمید رضاء زوج ہے اندیشہ اختلاط نطفہ نہین توجہان وجہ انتظار عدت خود
اندیشہ اختلاط نطفہ ہو وہان حاملہ سے مجامعت کیونکر منجملہ معروفات ہو سکتی ہی تفصیل اس اجمال کی سُنی ہی
تو سنی ارباب وجدان صحیح اور اصحاب طبائع سلیمہ کو معلوم ہوگا کہ اصل نکاح تراضی طرفین اور اصل طلاق
تخالف طرفین ہوتاہی مگر تراضی تو مقتضیات طبعی مین سی ہی کیونکہ زن و مرد علاوہ اتحاد نوعی کی ایک دوسرے
کے محتاج مین احتیاج مباشرت و جماع تو ظاہر کیا اظہر ہی اسکی سوا عورت نان و نفقہ مین مرد کی محتاج
کمانا اصل مین مردون ہی کا کام ہی اور مرد کہانے پکانی انتظام امور خانہ داری وغیرہ مین عورت کا محتاج
اس صورت مین شکر رنجی باہمی اکثر امر عارضی ہوا کرتی ہی جسکی زوال کی توقع اور اُمید بیجا نہین بجا ہی اور
ظاہر ہے کہ اسوقت اُس تراضی کو جو اصل موجب نکاح تہی زایل نہین کہہ سکتی بلکہ اگر ہوتاہے تو گمان

غالب اسکی استتار کا ہوتا ہے ہاں یہہ بہی ایک احتمال ہوتا ہے کہ تنفر کی کوئی ایسی وجہ قوی ہو جسکی زوال کی کوئی صورت نہو اسلئے کسیقدر انتظار ضرور ہوا سو انتظار کی ٹہی عُدہ زمانہ وہی جس مین مکرر موجبات رغبت کا ظہور ہو یعنی تین حیض یا تین طہر مقرر ہوئی تاکہ تین طہر کی نوبت آئی اور عورت پاک صاف ہو کر نہا دہو کر پوشاک زیور سی آراستہ ہو کر مکرر خاوند کو لبہائی اس حال مین اگر اُسکی ناخوشی اوپر اوپر کی تہی تب تو ظاہر ہی کہ خاوند اس دلربائی پر پہر دل دی بیٹھیگا اور اگر اب بہی وہی کشیدگی رہی تو معلوم ہوا کہ نکاح ٹوٹ گیا یہی وجہ ہی کہ بعد مرور عدت رجعت کا اختیار نہین اگر ہو تو نکاح جدید ہو اور طلاق مغلظہ مین باوجود قطع اُمید رجعت جو عدت وہی تین قرأ ورہی تو اُسکی وجہ یہہ ہی کہ احکام اصلیہ موانع خارجیہ سے زائل نہین ہو جاتی اگر یہہ نہوتا تو دایم الحبس بہی مثل مردہ سمجہا جاتا اُس کا نکاح ٹوٹ جاتا اُسکا مال میراث مین بٹجاتا اور جب احکام اصلیہ عوارض خارجیہ سی زائل نہین ہوتے تو یہان بہی کسی طلاق کا مرتبہ اولی یا ثانیہ ثالثہ مین واقع ہو جانا ایک حالت عرضی ہی تیسرا ہونا طلاق کی ذاتیات یا اوصاف ذاتیہ مین سی نہین بہر حال مطلقات مین علت تقرر عدت انتظار رضاء زوج ہے جب وہان یہ حکم ہے کہ ولایحل لہن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامہن تو متوفی عنہا زوجہا کو لئی تو وجہ تقرر عدت معلومہ خود یہی اندیشہ اختلاط نطفہ غیر ہے یہان کیونکر وہ حکم نہوگا مگر طلاق مین چونکہ وجہ عدت کچہہ اور تہی تو وہان لایحل لہن کے تصریح ضرور تہی اور یہان علت تقرر عدت خود وہی اندیشہ تہا جسکے مدافعت کی لئے لایحل لہن فرمایا اسلئے مصرح کہنی کی حاجت نہوئی الحاصل آیۃ ماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ و لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا اور آیۃ واحل لکم ماوراء ذلکم کو ملائیے تو بعد لحاظ کرنی اس امر کی کہ سواء محصنات وہ منکوحات ہون یا متوفی عنہا زوجہا اور عورتین ساری جہان پر حرام نہین ہو سکتین اہل علم کو اس مین شبہ نہین رہ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور اول زندہ ہین اور آپکا علاقہ حیات جو فیما بین روح پر فتوح اور جسم اطہر تہا ہنوز اُسیطرح قایم ہے جسطرح تہا اور اگر کسی نے بوجہ ام المومنین ہونے کی بلحاظ آیت و لا تنکحوا ما نکح اباءکم انکو حرام کہا ہی تو انکا ام المومنین ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو المومنین ہونیکو مستلزم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو المومنین ہونا انکی زندہ ہونیکو مقتضی چنانچہ دلیل لمی سے جو نسبت حیات نبوی صلعم موعود ہے یہہ امر آشکارا ہو جائیگا انشاء اللہ تعالے وہ دلیل یہ ہی خداوند کریم نے سورہ احزاب مین فرمایا ہی النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم - اولے کی تفسیر اقرب ہی اور حاصل مطلب

یہہ ہے کہ نبی مومنونکی جانونسی بہی زیادہ مومنونسے نزدیک ہی مگر سب جانتے ہین کہ نبوت و ولایت
و اولویت بمعنی اقربیہ ہو یا بمعنی اجنبیتہ و اولویتہ بالتصرف اصل مین اوصاف روحانی ہین اوصاف
جسمانی نہین نبوۃ و ولایتہ و اولویتہ بالتصرف اور اولویتہ بمعنی اقربیتہ کا حال تو خود ہی ظاہر ہے ہان اجنبیتہ مین
شاید کسیکو شبہ ہو سو اُسکی مٹانی کی یہ تدبیر ہی کہ محبوبیتہ جمالی تو البتہ احوال و اوصاف جسمانی مین سی ہے
مگر محبوبیتہ فی اللہ بالیقین ہر عام خاص کی نزدیک اوصاف و احوال روحانی مین سی ہی اور ظاہر ہی کہ محبوبیتہ
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حب فی اللہ کی سبب ہی کسی جمال و کمال جسمانی کی باعث نہین ہان بات باقی رہی
کہ یہان اولویتہ کی کیا معنی ہین سو ہمارے نزدیک اولی بمعنی اقرب ہی اور یہ اقربیت اسبات کو مقتضی ہے کہ روح
فتوح صلی اللہ علیہ وسلم منشا انتزاع ہو اور ارواح مومنین انتزاعیات روح نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم علتہ بمعنی مصدر وجود اور ارواح مومنین معلول بمعنی صادر بہر حال علت کہو یا منشا انتزاع
معلول کہو یا امر انتزاعی مطلب ایک ہی   وجہ اسکی یہہ ہی کہ اقربیتہ اور ابعدیتہ کی یہ معنی ہین کہ اگر ادہر
طرف کہ حرکتہ کیجائی تو جو اقرب ہو وہ پہلی آئی جو ابعد ہو وہ بعد مین آئی سو ایسی اقربیتہ کہ اپنی سی بہی
زیادہ قریب ہو وہین متصور ہی جہان اقرب بہ نسبت اقرب منہ کی علت اور منشا انتزاع ہو کیونکہ امور
متباینہ مین تو یہ قرب متصور ہے نہین رہی اوصاف عرضیہ بمعنی بالعرض مقابل بالذات وہ بہی فی الحقیقتہ
موصوف سے یہہ قرب نہین رکہتی ورنہ اس قرب پر جدائی دشوار تہی حالانکہ اوصاف مذکورہ کا منفک
ہو سکنا خود اُنکے بالعرض ہونیسے ظاہر ہے ہان اوصاف ذاتیہ بمعنی مقتضای ذات معلول ذات ہوتی ہین
اور ذات اُنکی نسبت علت اور منشا انتزاع اور لوازم ذات مذکورہ انتزاعیات خبر اُنکی انتزاعیات
اور ذات کی منشا انتزاع ہونیکو تو کوئی مانی یا نمانی پر اوصاف ذاتیہ کا معلول اور ذات کا علت بمعنی مصدر
وجود ہونا ایسا نہین جو کوئی عاقل اُس کا انکار کری سو ہمین اتنی بات کافی ہی اسلئی کہ معلول کا وجود
ایسی علت کی وجود پر خارج مین تو سبکی نزدیک موقوف ہوتا ہے پر وجود ذہنی کا حال بہی یہی ہی اسلئی
کہ عقل مخبر ہی منشی نہین موجودات خارجیہ کی خبر دینی کیلئے عقل کو بنایا ہے نئی باتون کا ایجاد اُس کا کام نہین
سو جاننی والی جانتی ہین کہ اسی مرتبہ حاصل اخبار کا نام وجود ذہنی ہی اور کیفیت اخبار حصول اشیا بالفسہا
یا باشباحہا پر موقوف ہی سو اگر تنہا معلول یا اُسکی شبح ذہن مین اسکے تو یہہ معنی ہوی کہ معلول اپنی وجود خارجی
مین علت کا محتاج نہین درصورتیکہ وقت علم سے بذات خود ذہن مین آئی وجب تو یہہ بات ظاہر کیا اظہر

اگرچہ کم فہمون اور اُن لوگونکو جنہون نے مثل تشابہات دینی مسئلہ حصول الاشیاء بانفسہا کو تسلیم کر
رکھا ہی اسباب میں تین پانچ کرینگی گنجایش ہو مگر اہل اذہان صافیہ پر یہ بات روشن ہی کہ جیسے اشیاء منورہ
بنور الشمس بذات خود نور میں حاصل ہوتی ہین ایسی ہی اشیاء معلومہ بذات خود نور علم مین آجاتی ہین اور وہ
نور علم ذوات علماء کی ساتھہ ایسی ہی طرح قایم ہی جیسے نور شمس خود شمس کے ساتھہ اور جیسی مبداء نور اشیاء
منورہ بالنور وہ نور شمس ہو ایسی ہی مبداء علم یعنی مبداء انکشاف وہ نور علم قایم بالعالم ہی اگرچہ بحکم لا مشاحۃ
فی الاصطلاح صور حاصلہ یا کیفیت انکشافیہ یا اضافت فیما بین کو مبداء انکشاف کہنی کی گنجایش ہو القصہ در صورت
حصول اشیاء بالذات تو تنہا معلول کا ذہن مین آنا محال اگر آئیگا تو علت کی ساتھہ آئیگا اور در صورت
حصول اشیاء باشباحہا کی یہہ معنی ہونگی کہ وقت حصول اشیاء بانفسہا مطابق ظاہر اشیاء باطن مبداء انکشاف
مین ایک صورت کا پیدا ہونا ایسی طرح ضرور ہے جیسی وقت حصول اشیاء منورہ فی النور باطن نور مین مطابق
ظاہر صورت اشیاء ایک صورت کا حاصل ہونا یا مطابق صورت اشیاء حاصلہ فی الماء یعنی آب باطن آب مین
اس صورت کا پیدا ہوجانا بالجملہ صورت اصلیہ اور صورت شبح مین وہ نسبت ہو جو قالب اور مقلوب کی صورت
باطنہ اور ظاہرہ مین نسبت ہوتی ہے الحاصل ذہن مین بالذات اور بالشبح دونون طرح صورت ہی ہوتی
ہے ذی صورت نہین ہوتا علم بالکنہ اگر ہوتا ہے تو صورت ہی کا ہوتا ہے ذی صورت کا علم بالوجہ ہوتا ہی سو یہہ
وجہ کون ہی صورت ہو مگر سوا اس طریق کہ حصول شبح کی اور کوئی صورت نہین معنی انعکاس بہی حقیقت
مین یہی ہین یعنی شبح عکس حاصل ہوتا ہی چنانچہ ملاحظہ مثال قالب و مقلوب سے ظاہر ہے اور اگر بالفرض انعکاس
صورت اور حصول شبح کے لئی تقابل صورت اور محاذات ذی شبح کافی ہو تب بہی ہمارا مطلب کہین نہین
گیا وقت تقابل معلول علت سے جدا نہو گا سو اُن مین اگر یہہ قرب ہوگا کہ معلول کی نسبت علت خود معلول
سے بہی زیادہ قریب ہے تو یہہ ممکن نہین کہ شبح معلول اور عکس معلول تو ذہن مین حاصل ہو اور شبح علت
اور عکس علت ذہن مین حاصل نہو ورنہ یہ قرب مبدل بہ بعد ہو جائیگا کیونکہ ایک کے شبح کا ذہن مین
آنا اور دوسرے کی شبح کا ذہن مین نہ آنا سوا اسکے متصور نہین کہ ایک کو تقابل میسر آئے دوسرے کو
میسر نہ آئے اور یہ بات اس قسم کی اقربیت مین ممکن نہین چنانچہ ظاہر ہے بالجملہ اوصاف ذاتیہ اپنی
موصوف سے اور انکی شبح اور انکا عکس موصوف کی عکس اور شبح سے جدی نہین ہو سکتی جب یہ بات مقرر
ہو چکی تو اسباب کا تسلیم کرنا آپ سے پڑا کہ حصول معلول فی الذہن حصول علت پر موقوف ہے حصول اشیاء

بالنفسہا مین تو اسبات کے کہنے کی حاجت ہی نہین اور باشباہہا کی صورت مین اسلئے کہ شبح ذی شبح کی تابع ہی
اگر وہان تقدم یا توقف ہی تو یہان بہی اُس کا ہونا ضرور ہے اور نہ تقدم اور توقف اصل غلط ہو جائیگا چنانچہ
واضح ہو چکا اس صورت مین اس کا اقراء ضرور ہی ٹہرا کہ تعقل معلول تعقل علت پر موقوف ہی اس سے اضافی
اور انتزاعی ہونا معلول اور لازم ذات کا بہی واضح ہو گیا اس صورت مین اگر خود معلول اور لازم ذات
ہے اپنی ادراک کی طرف متوجہ ہو تو قبل تصور علت و ملزوم اپنا تصور ممکن نہین سو اس حرکت علمی مین معلول
کو اول علت پیش آئیگی اُسکی بعد اپنی ذات اور ظاہر ہے کہ سوا ی حرکت علمی اور کسی حرکت کی فیما بین
معلول و علتہ گنجایش نہین اگر ممکن ہی تو یہی حرکت علمی اور انتقال فکری ممکن ہی اور اس صورت مین وہ
اقربیت مذکورہ مشار الیہا موجود ہی اس لئی خواہ مخواہ اس صورت مین اسبات کا اقرار لازم ہوگا کہ رد
پر فتوح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم علت ہو اور ارواح امت محمدیہ مثلا معلول بمعنی مذکور اور ظاہر ہی
کہ جو بات معلول مین بحیثیت معلولیت ہوتی ہی وہ علت ہی سی مستعار ہوتی ہی چنا معلول ہونا اور
توقف وجود خود اسپر شاہد ہے کیونکہ توقف وجود تمام اوصاف وجودیہ کی توقف کا خواستگار ہی اس
صورت مین حیوۃ اور روحانیت ارواح امت عرضی اور مستعار ہوگی مگر جیسے کمالات معلول مستعار
اور عرضی ہوتی ہین کمالات علت اصلی اور خانہ زاد ہوتی اور اگر یہہ نہین تو وہ علت ہی نہین جہان یہ
اوصاف مشترکہ بین العلتہ والمعلول وجودی ہون یا غیر وجود ذاتی اور خانہ زاد ہونگی وہی علت ہوگی اور
اقربیت مذکورہ ایسی ہی علت کی لئی ہو سکتی ہی چنانچہ ظاہر ہے مگر کسی وصف کی ذاتی ہونی کی یہہ معنی ہین
کہ وہ وصف بالعرض نہو چنانچہ سیاق سی ظاہر ہی یہہ نہین کہ مخلوق ہی نہو مگر جب اقربیت بمعنی مذکور ساوی
و علیتہ نکلی تو اور سنئی ملاحظہ جملہ معروضہ قرآنی ۔ النبی اولی بالمومنین من انفسہم اقربیت مذکورہ آپکو حاصل
تہی اسلئی علیتہ بہی ہونی چاہئی مگر یہہ ہی تو وصف حیوۃ کا آپ مین ذاتی ہونا بہی ضرور ہی لیکن اوصاف
ذاتیہ کا انفکاک خود ظاہر ہے کہ محال ہی ورنہ اوصاف ذاتیہ اور اوصاف عرضیہ مین کیا فرق رہ جای
اس صورت مین حیوت روحانی حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جاودانی ہوگی جب یہ بات
مقرر ہو چکی تو اور سنئی کہ درصورتیکہ ارواح امت روح پر فتوح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صادر ٹہرین
اور اُس سی پیدا ہوئین چنانچہ علیتہ و معلولیت سے ظاہر ہی تو ابوت روحانی اور بنوت روحانی کا تسلیم
کرنا ضرور ٹہرا یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ بعد اُس جملہ کو وازواجہ امہاتہم فرمایا کیونکہ آپ کی ابوت کو

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا امہات المومنین ہونا لازم ہی بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قراءة مین
جو فیما بین جملتین جملہ وہو اب لہم اور زائد ہی اور یہی اسبات کا موید ہے کہ اولویت مذکورہ کا مقتضی ابوۃ
روحانی اور ابوۃ روحانی مذکورہ ازواج مطہرات کی ام المومنین ہونیکی خواستگار ہی مگر ہان شاید کسی کو
یہ شبہ دامنگیر ہو کہ بعض مفسرون نے اولی کو اس آیتہ مین بمعنی اقرب لیا ہے تو بعض نے بمعنی احب لیا ہی
علی ہذا القیاس بعض نے بمعنے اولی بالتصرف قرار دیا ہے اس صورت مین آپکی علیتہ اور امت کی معلولیت یقینی
نہی مگر اول تو التصاق سیاق وسباق چنانچہ معروض ہو چکا معنی معروض کا موید ہی ادہر اس امت کا
خیر امت ہونا چنانچہ کلام اللہ مین فرمایا ہی کنتم خیر امتہ الخ اسپر شاہد اسلئی کہ جب علت مصدر معلول ٹہرے
تو اگر ایک علت دوسری علت سی افضل ہوگی تو اُسکا معلول بہی اُسکے معلوم سے افضل ہوگا چنانچہ تفاوت
دہوپ وچاندنے جو تفاوت فیما بین الشمس والقمر پر متفرع ہے اسکی نظیر ہو سکتا ہی باایں ہمہ معنین آخرین کا رجوع
تو معنے معروض کی طرف ضرور ہی اور انکا توقف معنی اول پر لازم اور اُلٹا کیجئے تو بن نہین پڑتا وجہ اسکی یہ ہی
کہ کسیکی احب اور اولی بالتصرف ہونیکی لئی کوئی علت ضرور چاہئی نہ محبت بی موجبات محبت اور محبوبیت
بے موجبات محبوبیت ہو سکے نہ اولویت بالتصرف بی موجبات اولویت بالتصرف اور ظاہر ہے کہ اسقدر ابیتہ
اعنی محبوبیت کہ اپنی جان سے بہی زیادہ محبوب ہو قرابت بقدر اقربیت مذکورہ مین موجود اور قرابت کا
موجبات محبت مین سے ہونا بدیہی ہی قابل انکار نہین علی ہذا القیاس معیر کا مستعیر سی مستحق
مین اولی بالتصرف ہونا ضروری اور علت کا معیر اور معلول کا مستعیر ہونا خود اسمضمون سے آشکارا
ہو چکا جس مین وجود اور کمالات وجود معلول کا مستعار ہونا ذکر کیا گیا اور یہہ بہی ظاہر ہی کہ قرب مذکور
کی لئی احببتہ اور اولویت بالتصرف علت نہین ہو سکتی البتہ معاملہ بالعکس ہی چنانچہ مثل آفتاب نیمروز
روز روشن ہو گیا بلکہ اقربیت مذکورہ کی لئی برای نام علیت کو علت کہلو ورنہ اسکی کوئی علت ہی
نہین کیونکہ علیتہ اور اقربیت مین اگر فرق ہی تو اعتباری فرق ہے اور علیتہ کی لئی کوئی علتہ ہو ہی نہین
سکتی ورنہ علت اولی کی جانب احتیاج نکلیگی جب یہ مضامین بہی ذہن نشین ہو گئی تو اور سنئی کہ حیات
روحانی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دایم قایم بلکہ لازم ذات روح نبوی صلعم ہونا تو اس تقریر سے
معلوم ہو گیا پر درباره نفی میراث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم حیات روحانیسی کام نہین چلتا یہان
تو حیات جسمانی کی ضرورت ہی اسلئی کہ اموال وازواج لواحق وتوابع اور متعلقات بدن مین سے ہین

ان چیزونکی اگر ضرورت ہی تو جسم ہی کو ضرورت ہی روح کو بالذات کچھہ حاجت نہین چنانچہ اوپر مذکور ہو چکا
اسلئی اثبات دوام حیات جسمانی کی ضرورت ہی مگر چونکہ یہہ بات ایک تمہید پر موقوف ہی اسلئی معروض ہی کہ
اوصاف کو اپنی موصوفات سی کبھی تو علاقہ صدور ہوتا ہے جیسی تعلق حرارت باتش و تعلق نور بافتاب ظاہر
ہے کہ یہان وصف حرارت و نور خارج سے آکر آتش و آفتاب پر واقع نہین ہوا بلکہ انہین مین سی یہہ اوصاف
صادر ہوئے ہین اس قسم کی تعلق کو توہم تعلق فعلی و فاعلی کہتی ہین اور کبھی اوصاف کو اپنی موصوفات سی علاقہ
وقوع ہوتا ہی جیسی تعلق حرارت باب گرم اور تعلق نور بزمین مثلاً ظاہر ہے کہ یہان اوصاف مذکورہ آب و زمین
سے صادر نہین ہوے بلکہ آتش و آفتاب سے صادر ہو کر آب و زمین پر واقع ہوئی ہین اس قسم کے تعلق کو ہم
تعلق انفعالی اور تعلق مفعولی کہتی ہین اور پھر یہہ کہتی ہین کہ تعلق روح و جسم کی حقیقت کو دیکھا تو جسم کو مظہر افعال
روح پایا یعنی غرض اصلی اس علاقہ بندی سی یہہ ہی کہ روح سے افعال جوارح صادر ہون جیسی نور اور جسم آفتاب
مین باہم تلازم رکھنی سی غرض یہہ ہو کہ اُس سی اوروں کی طرف نور صادر ہوا کری الغرض جیسی نور لوازم ذات آفتاب
مین سی نہین اگر ہی تو لوازم وجود مین سی ہی اور غرض اس تلازم سی صدور نور ہی ایسی ہی جسمانی لوازم
ذات جسم اطہر حضرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم مین سی نہین لوازم وجود جسم مبارک مین سی ہی اور غرض اس
تلازم سی صدور آثار روحانیت ہی اور وہ ظاہر ہی کہ بجز ایصال علم و عمل اور کچھہ نہین مگر چونکہ بی اعانت مظ
یعنی جسم یہہ افعال نہو سکتی تہی تو اس تکمیل کی ضرورت پڑی الحاصل اس صورت مین جسم انسانی بمنزلہ جسم آف
و کواکب و آئینہ مقابل آفتاب ہوگا یعنی جیسے وہان ایصال و افاضہ و اصدار نور الی الغیر مد نظر ہوتا ہی ایسی ہی
یہان بہی ایصال منافع علمی و عملی مطلوب اور اگر بوسیلہ جسم کوئی انفعال بہی پیش آجائی تو وہ ایسا ہی جیسے
بوسیلہ مرایا و مناظر متلونہ الوان مختلفہ نور پر عارض ہون اور وہ انسے منفعل ہو سو جیسے یہہ انفعال اتفاقی
ہے یہان بہی اتفاقی سمجھئے اغراض اصلیہ مین سی نہین کہہ سکتی چنانچہ اعمال کا دار دنیا مین مطلوب ہونا اسپر خو
شاہد ہی اور بعد خروج از دار مذکور تکلیف شارع کا ساقط ہو جانا اسکی لئی عمدہ دلیل اور پھر حاصل جسم و تعل
مذکور سوا اسکے اور کچھہ نظر ہی نہین آتا جو اعضا مظاہرہ قوۃ عملیہ ہین مثل دست و پا انکا نتیجہ تو بجز عمل اور
کچھہ ہی ہے نہین اور جن اعضاء کو مظہر قوت علمیہ بنایا مثل چشم و گوش وغیرہ حواس خمسہ انکا قصہ سنئی کہ اول
علم کا فعل متعدی ہونا اوسکی فعل ہونی پر دال و وقوع علمی بغیر فعل ہی کی شان ہی انفعال مین یہہ با
کہان اور اگر یہہ ہو تو یون کہو کہ مفعول اور منفعل فاعل ہین مفعول و منفعل نہین دوسری علم بغیر فع

بغرض عمل مقصود ہے بذات خود مقصود نہین اگر علم منافع ہے تو فعل طلب صادر ہونا چاہیئے اور علم مضرت
ہے تو فعل ہرب صادر ہونا چاہیئے بہر حال علم سے مقصود اصلی اعمال ہین اسلئے علاقہ فیمابین روح و جسم علاقہ
فعلی ہے علاقہ انفعالی نہین اسصورت مین اگر کوئی چیز مانع وصول فعل فاعل در مفعول مین حائل ہو تو فعل
یعنی مبدا فعل مثل نور آفتاب مثلاً فاعل کیطرف سمٹ جائیگا اور اگر سمٹی گا نہین تو زائل ہی ہو گا ہان
مفعول سے زائل اور منفک ہو جائیگا مثلاً آفتاب اور زمین یا آفتاب اور آئینہ مین اگر کوئی جسم کثیف حائل
ہو جاوے تو وہ نور جو آفتاب سے لیکر زمین اور آئینہ تک متصل تہا سمٹ کر زمین اور آئینہ سے جدا ہو جائیگا اور
آفتاب کی طرف چلدیگا نہ دونون مین آدہون آدہ منقسم ہو گا نہ تہا زمین اور آئینہ کیطرف رہیگا اور اگر فرض
کرو نور آفتاب بوسیلہ آئینہ یا کسی کوکب واسطے سے پہونچا ہو تو درصورت حیلولت جسم کثیف وہ نور جو آئینہ
یا کوکب سے اوس چیز کیطرف آتا تہا اوس چیز سے جدا ہو کر آئینہ اور کوکب کیطرف چلدیگا القصہ جسطرف علاقہ فاعلیت
اور فعلیت ہو گا وہ علاقہ بوجہ حیلولت ضد و موجبات تضاد منفک نہوگا البتہ جس جانب علاقہ انفعال اور مفعولیت
ہو گا وہ علاقہ بوجہ حیلولت مشارالیہ زائل اور منفک ہو جائیگا اسصورت مین علاقہ فیمابین روح نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم و جسم اطہر بوجہ حیلولت موت یا موجبات موت قابل انفکاک نہین بلکہ موجب استتار ہی چنانچہ اول اوسکی
طرف اشارہ کر چکا ہون اور حیلولت ابر و غبار کی مثال کے ملاحظہ سے واضح ہے اور اگر بالفرض والتقدیر
انفعال کو بہی اغراض اصلیہ تعلق روح و بدن مین سے کہتے تو جسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین تو اسبات کی
کہنے کی گنجایش ہی نہین کیونکہ تکمیل روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بوسیلہ جسم کسی اور کامل سے تو ہو ہی نہین
سکتی بلکہ اور ونکی ارواح کی تکمیل بوسیلہ اجسام روح باکمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے اور ہوا
اوسکی اور انفعالات جو مثلاً وقت خورد و نوش و مشاہدہ مرغوب و غیر مرغوب استماع اخبار مختلفہ وغیرہ اسباب پیش
آتی ہین اغراض اصلیہ اولیہ مین سے نہین اتفاقیات و لوازم و آثار اوقات مین سے ہوتی ہین اسلئے ان امور مین
تمام بنی آدم تک یکسان نہین اور یہ بہی نہی ہم کہتے ہین کہ انفعال منجملہ مقاصد اصلیہ اور اغراض اولیہ ہی مگر ہر انفعال
کے لئے ایک فاعل کی ضرورت ہے جسکی طرف سے فعل صادر ہو اور منفعل پر واقع ہو سو وہ فاعل اسصورت مین کوئی
غیر ہی ہو گا جیسی زید کے لئے عمر مثلاً تو اسصورت مین اوس فاعل اور اس منفعل مین کوئی چیز حائل ہو لی تو فاعل
کو منفعل تک نہ آنے دیگی پر کوئی صاحب فرمائین اس سے علاقہ فیمابین روح و جسم کو کیا نقصان ہا؟ یہ صحیح۔

بلکہ منشا موت یعنی نا بالموت جو اصل موت ہے حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر سے دبا سکتی ہے سوا اسکو استتار کہتے ہین اور وجہ اسکی اوپر ...

کہ لازم وجود کا ملزوم اصل مین متصل ہی ہوتا ہی ورنہ منفصل نہ کہئی اور بجمیع الوجوہ اور من جمیع الحیثیات ما مصدر ہی کہئی تو پہر لزوم فیما بین لزوم ذات ہوگا اور لازم مذکور لازم ذات مگر یہہ تو ظاہر ہے کہ ہر انفعال کی لئی ایک فعل اور ایک فاعل کی ضرورت ہی سو وہ فاعل اگر سواء خالق کائنات کوئی اور ہی جیسی قمر وکواکب و آئینہ و زمین وغیرہ کی لئی آفتاب تو اگر کوئی اور ہمجنس قمر وکواکب و آئینہ و زمین بیچ مین حایل ہو جائیگا تو وہ نور قمر وکواکب و آئینہ و زمین وغیرہ سی زایل ہو کر اُس ہمجنس مین آجائیگا الغرض منفصل کیجانب تبدل متصور ہی اور یہہ جو دور بینون وغیرہ مین کئی کئی آئینے آگی پیچہی ہوتے ہین اور بشرط تقابل آفتاب نور آفتاب سب مین کو نکلا چلا جاتا ہی اور ایک دوسرے کی حق مین حاجب نہین ہوتا تو وجہ اسکی یہ ہی کہ جسقدر نور ادہر سے ادہر کو نکلا چلا جاتا ہی اُس نور سی آئینہاء مذکورہ منفعل نہین ہوتی اگر انفعال ہوتا تو وہ نور یہین رُک جاتا آگے نہ جانے پاتا اور جسقدر نور آئینہ کی ساتہہ لگا رہجاتا ہی وہ نور بشرط حیلولت ہمجنس دیگر ضرور زایل ہو کر اُسکی ساتہہ لاحق ہو جاتا ہی اور اگر فاعل مذکور سواء خالق کائنات اور کوئی نہین بلکہ خود خداوند عالم ہی منشاء فیض ہی تو وہان بجز تعلق ارادہ اور کسی سامان کی ضرورت نہین چنانچہ یفعل اللہ ما یرید اور انما قولنا لشئی اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون وغیرہ آیات اور لا مانع لما اعطیت وغیرہ احادیث اسپر شاہد ہین اور ظاہر ہی کہ ارادہ خداوندی کا روکنی والا سواء ارادہ خداوندی اور کوئی چیز نہین جو یہہ احتمال ہو کہ کوئی چیز کائنات اور عالم اسباب مین ہوگی چنانچہ آیات مشار الیہا اور حدیث مذکور اسپر شاہد ہین اور یہی وجہ ہی کہ نور آفتاب بجز سلب خداوندی اور کسی چیز سے زایل نہین ہو سکتا کیونکہ نور آفتاب سواء خزانہ خداوندی عالم اسباب کی خزائن سے مستعار نہین یعنی مثل نور قمر وکواکب و آئینہ قلعی دار و زمین وغیرہ فیض آفتاب سی نور آفتاب اسیطرح کسی اور جسم سی مستعار نہین مگر جب یہ بات ٹہری تو پہر دوام حیات جسمانی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضرور پڑا اسلئے کہ جیسی نور آئینہ آفتاب کے یہہ صورت ہوئی کہ مابہ النور آئینہ اعنی نور اور آفتاب مین خداوند کریم نے علاقہ رکہا ایسی ہی مابہ الحیات والروحانیت اعنی روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور جسم اطہر مین خود خداوند کریم نے علاقہ بندی کی ہی یہہ نہین کہہ سکتے کہ جیسی منشا و منبع نور آئینہ قمر وکواکب نور آفتاب ہی ایسی ہی منشا و منبع روحانیت یعنی حیات جسم اطہر کسی اور کی روح ہی چنانچہ اول تو اس مضمون کی اثبات کی لئی کسی امتی کو سنی ہو یا شیعہ یا کوی اور استدلال اور دلیل کی ضرورت نہین دوسرے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین سے بشرط فہم و انصاف و ترک تقلید زید و عمر یہہ بات ظاہر کہ

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے وقت ارسال جو ہی وقت حیات جسمانی تہا اور آنکی طرف افاضہ اور فیض ہی اور اُنکی طرف سے اس طرفکو افاضہ اور فیض نہین چنانچہ مقتضاء حصر الاہر کیبکی نزدیک یہی ہی بالبہمہ ارواح امت کی روحانیت کا مستعار ہونا آیۃ۔ النبی اولی بالمومنین من انفسہم کے وسیلہ سی ثابت ہوچکا اور ارواح انبیا علیہم السلام مین فیض نبوی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا جملہ خاتم النبیین سے بشرط فہم و انصاف ظاہر و باہر ہان کوئی حجتی لا امتی نئی بات سُنکر بیوجہ گردن ہلای تو ہلای مگر اوسنی کیا کام اہل انصاف وفہم سی سروکار ہی سو اونکی خدمتمین یہہ عرض ہی کہ موافق حدیث لکل آیۃ ظہر و بطن خاتمیت زمانہ کی لئی جواز قسم ظہر ہی یعنی معنی ظاہری ہی کوئی بطن یعنی معنی باطنی بہی چاہئی سو باعتبار باطن خاتمیۃ نبوۃ یہہ ہی کہ آپ پر سلسلہ فیض نبوۃ ختم ہو جاتا ہی یعنی جیسی مثلاً نور قمر و کواکب فیض آفتاب ہی اور نور آفتاب عالم اسباب مین کسی اور کا فیض نہین ایسی ہی نبوۃ انبیاء سابق علیہم السلام تو فیض محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر نبوۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عالم اسباب مین کسی اور کا فیض نہین جیسی آفتاب پر سلسلہ نور ختم ہو جاتا ہی اور اسوجہ سے خاتم النیرات کہئی تو بجا ہی ایسی ہی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوۃ اختتام پاتا ہی اور اسوجہ سے آپکو خاتم النبیین کہنا زیبا ہی یہہ تقریر خاتم بکسر التاء کی صورتمین تو جو قراءۃ ابو بکر ہی محتاج تفصیل نہین پر خاتم بفتح التاء کی صورت مین جیسی قراۃ حفص ہی البتہ بظاہر کم فہمونکو چسپان معلوم نہوتی ہوگی اسلئی اتنا اور معروض ہی کہ جیسے خاتم بفتح التاء بمعنی مہر کا اثر مختوم علیہ مین ہوتا ہی اور حروف مہر مختوم علیہ مین منتقش اور منعکس ہو جاتی ہین ایسی ہی منبع فیض کا اثر مستفیض مین منتقش اور منعکس ہوتا ہے اب اہل فہم کی خدمت مین یہہ گذارش ہی کہ جب خاتم النبیین کی یہہ معنی ہوئی تو آپکی فضلیت اور سیادت اور تاخر زمانی سب بجای خود ہوئی افضلیت اور سیادت کا حال تو بے کہی ظاہر ہی خاتمیت زمانی سے اُسکی یہہ وجہ ہی کہ مہمانکو اگر متعدد کہانی کہلاتی ہین اور مختلف قسم کی نعمتین اُسکی سامنی لیجاتی ہین تو عمدہ اور افضل سبکی بعد مین دیتی دلاتی ہین سو ایسی ہی مہمانان دار دنیا کی لئی دین اور کتب دین اور مردان دین پر ود نعمت خدا دادہ ہین جن مین سے سب مین افضل اور عمدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہہ قرآن اور یہہ دین فی ایمان تہا اسلئی سبکی بعد آپکا ظہور مناسب ہوا اور ظاہر ہے کہ یہی مفاد خاتمیت زمانی ہے مگر جیسے اس تقریر سے آپکی افضلیت اور سیادت اور خاتمیت زمانی ثابت ہوئی ایسی ہی یہہ بہی ثابت ہوا کہ آپکی روح پر فتوح اور آپ کی حیات فیض انبیاء سابقین علیہم السلام نہین کیونکہ

یہ نہیں ہوسکتا کہ جسم تو آب سے پیدا ہو اور حرارت آتش سے حاصل ہو بلکہ اگر جسمانیت آتش فیض آب ہو تو حرارت
بھی آب ہی کا فیض ہوگا یہ برعکس کہ حرارت فیض آتش ہو ممکن نہیں ایسی ہی یہ کیونکر ہو کہ روح محمدی تو ارواح
انبیاء سابقین علیہم السلام سے پیدا ہوئی ہو اور نبوۃ انبیاء سابقین علیہم السلام فیض محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو
بالجملہ ارواح انبیاء سابقین علیہم السلام روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہیں پر روح محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم کسیکی روح سے مستفید نہیں آپکی ساری کمالات بالقوۃ منجملہ لوازم ذات اور طبائع ذاتیہ ہیں ہاں مرتبہ
بالفعل البتہ شرائط فعلیہ پر موقوف ہے اسمین قوۃ وفعلیہ نبوۃ وولایت ہو یا کسی اور کمال کی قوۃ اور فعلیہ ہو ہاں
یہ ہوسکتا ہے کہ نفس روحانیت انبیاء سابقین علیہم السلام آپکی روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض نہو بلکہ
علاقہ بندی ارواح واجساد انبیاء سابقین علیہم السلام خاص خداوند خلاق کیطرف منسوب ہو یعنی ارواح انبیاء
سابق بواسطہ فیض خداوندی ہوں اور ارواح امتیان بواسطہ ارواح انبیاء کرام علیہم السلام پیدا ہوئی ہوں
اسمین یہ امت اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا کوئی اور امت اور اوسکی نبی ہوں بلکہ جب
اسبات کا لحاظ کیا جائے کہ ہر افاضہ اور فیض یعنی عروض ہین وصف عارض کے سوا مفیض اور مستفیض پہلی سے
ہونے چاہیین تو یہ بات بروے عقل واجب التسلیم ہوگی کہ قبل افاضہ نبوت انبیاء سابقین علیہم السلام
مین مادہ روحانیت چاہئے کیونکہ مستفیض کا قابل فیض ہونا ضرور ہے اور ظاہر ہے کہ وصف نبوت کے لئے سوا ارواح
ونفوس کوئی قابل نہیں ہی نفس روحانیت اور حیات سو اوسکی قبول کے لئے پہلی سے روحانیت اور حیات کی
ضرورت نہیں اجسام نامیہ اور جامدہ بھی اوسکے لئے قابل ہوسکتی ہین چنانچہ حیات جسمانی بنی آدم وغیر بنی آدم
وحنین جذع وغیرہ معجزات وکرامات اور آیۃ وان من شئ الا یسبح بحمدہ اس باب مین تسکین کے لئے کافی ہے غرض
نفس روحانیت امت کے لئے کچھہ ضرورت نہیں کہ پہلی سے حیات حاصل ہو جو یہ شبہ پیش آئی کہ اسیطرح
امت کے لئے روحانیت سابقہ چاہئے اور چونکہ وہ حیات اور روحانیت بلا واسطہ فیض خداوند عالم ہے تو اوسکی
اور جسم شریف کا علاقہ قابل انفکاک وانقطاع نہین الغرض حیات جسمانی انبیاء کرام علیہم السلام کو دوام لازم
ہے اور منجملہ لوازم وجود کہنا چاہئے اسصورت مین متعلقات جسم یعنی ازواج واموال سے علاقہ منقطع نہوگا
مال مملوک اور ازواج منکوحات بہی جانین گے اور یہ عدم قدرت تصرف مثل عدم قدرت تصرف محبوس ومکرہ ومجبور ملک اور
نکاح مین رخنہ انداز نہوگی غرض ہماری ازواج واموال کیطرح بوجہ عروض موت ملک ونکاح سے خارج نہ سمجھی جائینگی

اور شہدا اگرچہ موافق ارشاد خداوندی ہمارے نزدیک منجملہ احیا ہین پر اونکی حیات جسمانی بوجہ تعلق جسم دنیا
نہین بلکہ اجسام جثہ سے اونکی ارواح کو تعلق پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ احادیث مین مصرح ہے او لفظ قرآنی اغنی
عند ربہم اوسکی طرف مشیر اسلیئے متعلقات جسم دنیا سے اونکو کیا سروکار جو مانع میراث اموال و نکاح ازواج
ہو اور اگر حیات شہدا سے مراد حیات روحانی ہی اور اونکی موت فقط یہی ہے کہ روح کو جو علاقہ جسم سے تہا اوسکو
توڑ ڈالا پروہ کیفیت امساک جو بشہادت آیہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک
التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی حقیقت موت ہی اونکی ارواح پر طاری نہین ہوتی تو اسصورت
مین اعتراض ہی وارد نہین ہوتا جو حاجت جواب ہو مگر تقریر اول تحقیقی بات ہے اور اجسام انبیاء علیہم السلام
کا زمین پر حرام ہونا اوسپر شاہد اور شہداء سے بقاء اجسام کا وعدہ نہونا یعنی زمین پر اونکی اجسام کا حرام نہونا
اور اسکی موید باقی بعض شہداء اور صلحا کے اجسام کا بعد قرون دراز سالم نکل آنا اسکی مخالف نہین اول تو کیا
معلوم کہ بعد مین اونکی اجسام سالم رہی یا نرہی دوسرے نگہبانی کے لئے اسباب کثیر ہین فقط حرمت ہی نہین حرم کی
جانور اصل مین حلال حرم کے سبب حرام ہین شہد کے لئے مکہیان محافظ ہین لوٹ ہو لینے چننے کے دانے نہین جبتک
غرض نگہبانی کی بیس صورتین ہین پر جو بات مستلزم حیات ہو یہان بجز حرمت اجساد اور کچہہ نہین اسلیئے کہ
درا جن و انس زمین و آسمان وغیرہ کا محکوم و مخاطب و مامور خداوندی ہونا شمل آیہ و قیل یا ارض ابلعی ماءک
و یا سماء اقلعی سے معلوم ہوتا ہے اور چونکہ محکوم و مخاطب ہونے کے لئے ادراک شعور کی ضرورت ہے تو اسباب
مین متشکین کے لئے آیہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ وغیرہ آیات و احادیث و معجزات و کرامات و حکایات کافی ہین اور جب
زمین و آسمان بہی مامور و مخاطب ہوے تو پہر حرمت و حلت سے معانی حقیقیہ ہے مراد لینی چاہیین مجاز کی
کیا ضرورت مگر حرمت حقیقی کی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ احترام حرام مد نظر ہو جیسی حرمت لحم بنی آدم
کہ اون احترام بنی آدم ملحوظ ہی دوسرے یہ کہ احترام محرم علیہم مقصود ہو جیسے حرمت خنزیر و کلب و نجاسات وغیرہ
ہوتا ہے یعنی غرض اصلی یہ ہے کہ بنی آدم جیسے عالی مراتب کو ان اشیاء کا کہانا مناسب نہین سو حرمت
اجساد انبیاء علیہم السلام مین احترام زمین تو مقصود ہو ہی نہین سکتا ورنہ اجساد انبیاء کو ہمارے اجساد
سے زیادہ ناپاک اور ناقص کہنا پڑیگا الغرض ہمارے اجساد کا زمین پر حرام نہونا اور اجسام انبیاء
علیہم السلام کا زمین پر حرام ہونا اسصورت مین +

خواہ مخواہ اس بات کو مقتضی ہی کہ عوام الناس کی اجسام پاک وطیب ہون اور انبیاء کرام علیہم السلام کی
اجسام ناپاک اور خبیث سو ایسی بات بجز کفار اور کیسکی مونہہ سی صادر نہین ہو سکتی اسلئی اسکا قائل ہو
ضرور پڑا کہ احترام اجسام انبیا علیہم السلام ملحوظ ہی مگر ظاہر ہی کہ احترام اجسام زمین کی نسبت جیسی متصور
ہی کہ وہ زندہ ہون ورنہ اجسام حیوانات مین درصورت موت نمو ہی متصور نہین جو یون کہا جاے
کہ زندہ نہین تو کیا ہوا نامی تو ہین زمین سی پہر ہی افضل ہین اسلئی کہ وہ منجملہ جمادات ہی غرض اجسام
حیوانات مین نمو اور حیات دونون متلازم ہین ہون جب دونون ساتہہ ہون نہون جب دونون
ساتہہ نہون سو اگر بنسبت اجسام انبیاء علیہم السلام موت کا قائل ہوجئی اعنی حیات جسمانی کی نفی کیجئی
پہر احترام اجساد ہی متصور نہین ورنہ حالت جمادیت کی روسے تو ہماری انکی اجسام سب برابر ہین اور تعلق
سابق کا لحاظ کیجئی تو پہر ایسا قصہ ہو کہ بول وبراز مین حالت سابقہ یعنی حال وقت مطعومیت کا لحاظ
کیا جاوی اور اگر فرض کیجی حرمت سی حدیث مشار الیہ مین حرمت حقیقی مراد نہین بلکہ اجسام کی بالطبع
محفوظ رہنی یا زمین کی بالطبع نگہبانی کی طرف مجازاً اشارہ ہی تب محفوظیت بالطبع یا زمین کا انکو طبعاً نگہبان
ہی حیات جسمانی ہی پر دلالت کریگا اسلئی کہ سواء اجسام احیاء سب حیوانات کی اجسام بعد موت بالطبع
محل فساد اور قابل انقلاب ہیئت ارضی ہوتی ہین بعد موت اگر محفوظ رہتی ہین تو کسی اور دواء وحافظ
قوی مثل روغن وشہد وسرکہ وغیرہ کی سبب محفوظ رہتی ہین بالطبع محفوظ نہین رہتی اور کسی دوا حافظ
قوی کی طرف سلامت جسام انبیاء کرام علیہم السلام کو منسوب کرنا قبل اقامت دلیل اول تو مدعیان
کو مفید نہین دوسری تجوز بحرمت اس صورت مین زیبا نہین کیونکہ اس صورت مین روغن وغیرہ کا
رہنا ایسا ہوگا جیسی کوئی جابر کسی حلال چیز کو کسیکو نکہسانی دی باایں ہمہ احتمال ناشی عن غیر دلیل
مناظرہ مین مفید ہوا کری تو اعجاز اور دعوی نبوت اور کتب آسمانی مین بہی ایسی احتمال تو موجود ہین
کیونکہ یہہ سب امور بدلائل اینہ ثابت ہوتی ہین اور دلیل انی مین ظاہر ہی کہ احتمال عموم لازم
ملزوم ہوتا ہی باایں ہمہ شواہد کا منقوض ہو سکنا استدلال مین مضر نہین بلکہ نفس شاہد اگرچہ منقوض
ہو سکی مفید ہوتا ہی القصہ حیات جسمانی انبیاء علیہم السلام کا بعد موت بہی اقرار ضرور ہی اور غرض حیات
جسمانی ہی یہی ہی کہ بوجہ تعلق روح جسم پر روحانیت اور حیات ایسی طرح عارض ہو جای جیسی تعلق
سے زمین پر نورانیت عارض ہو جاتی ہی یا تعلق آتش سی آب وغیرہ پر حرارت عارض ہو جاتی ہی سوا

اس صورت مین جیسی زمین کو منور اور آب وغیرہ کو حار کہتی ہین ایسی ہی وقت تعلق معلوم جسم کو حی
ور زندہ کہین گی اور چونکہ اموال وازواج ضروریات اجسام احیاء یعنی اون اجسام کی ضروریات مین
سے ہین جن پر بوجہ تعلق روح روحانیت عارض ہوجاتی ہی تو اگر وہ تعلق ٹوٹ جاوی اور اسوجہ سی حیات
عارضہ ایسی طرح زایل ہوجاوی جیسے بعد زوال تعلق نور زمین سی نورانیت زایل ہوجاتی ہی تو روح کو
ازواج واموال بلکہ خود اُن اجسام کو ازواج واموال کی کچھہ ضرورت نرہیگی اور اگر وہ تعلق نہ ٹوٹی
تو پہر حیات جسمانی جونکی تون رہیگی اور ازواج بدستور سابق نکاح مین اور اموال بدستور سابق ملک
مین رہینگی اور اس سبب سے نہ اموال مین میراث جاری ہوسکی گی نہ ازواج سے کوئی نکاح کا مجاز ہوگا
ان جیسی کوئی صاحب مال اگر سفر کو جاتا ہی یا چلہ مین بیٹھہ جاتا ہی تو اپنی محصلون اور معتمد علیہم کو جمع
خرچ کا وکیل کر جاتا ہی ایسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی خلیفہ اول کو بایں وجہ کہ خلیفہ اموال
و ازواج مسلمین کا محافظ اور محل ہوتا ہی بوقت ارادہ چلہ نشینی روضہ مبارک یہہ ارشاد فرمایا نحن معشر
الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقتہ اس تقریر سے یہہ شبہہ ہی مرتفع ہوگیا ہوگا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا اور حضرت اہل بیت کو کیون نہ بتایا غرض ہم لوگ ہی اپنی اراضی کا جمع خرچ اپنی محصلون اور
وکیلون ہیکو تبلایا کرتی زنان پردہ نشین عفت گزین کو یہہ تکلیف نہین دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو ایسی تکلیف بیہودہ کا ہیکو دیتی باینہمہ کتب فریقین سے اس مضمون
اہل بیت کا شاہد ہونا ثابت اہل سنت کی کتابون کو پوچہئی تو حضرت امیر اور حضرت عباس رضی اللہ
عنہما کا حضرت عمر رضی کی سامنے ہل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکناہ صدقتہ
کی جواب مین یہ کہنا کہ اللہم نعم بخاری مین موجود ہی اور شیعونکی کتابونکو پوچھئے تو حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ کا یہہ ارشاد ان العلماء ورثۃ الانبیاء و ذلک ان الانبیاء لم یورثوا و فی نسخۃ لم یرثوا
درہما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثہم فمن اخذ بشئی منہا فقد اخذ بحظ وافر بروایۃ ابی البختری
کافی مین موجود سو حصر انما سی دیکہئی کیا نکلتا ہی انصاف ہو تو حدیث کافی حدیث بخاری یعنی لا نورث
سی زیادہ ہی کم تو کیا ہوگی اب شیعہ ہی فرمائیں کہ امام جعفر صادق کون ہین اور کیسی ہین اگر انکی بات
بھی قابل تسلیم نہو تو پہر بجز یزید و اتباع یزید اور کسپر نظر ہوگی اب اور گذارش سنئی کہ ایمہ سابق خاصکر
حضرت امیر علیہم السلام اور حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالی عنہا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سے زیادہ تہے کم نہتے اگر حدیث مسطور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ائمہ سابق کی روایت سے پہونچی تب تو
اونکی شہادت مضمون مذکور پر ظاہر ہے ورنہ بطریق وحی یا بذریعہ الہام اگر حدیث مذکور کا مضمون اونکو معلوم
ہوا تہا تو ائمہ سابق کو بطور مذکور اوسکی اطلاع پہلے ہونی چاہئی اور یہ بہی نہیں ناظران وصیت نامہ
خداوندی جو مختوم بخواتیم الذہب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لائی تہی اور
کلینی مین مفصل مرقوم ہے شیعونکو یاد ہی ہوگا کچہہ کلام اللہ تو نہین جو یاد ہی نہو اوسمین حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام کی نسبت ایہ ارشاد ہے وانشر علوم اہل بیتک اس سے متبادر یہی ہی کہ علوم جعفری علوم جدیدہ
ہین علوم سابقہ ہین خاصکر وہ علوم جو متعلق بوقائع سابقہ ہون جیسے یہی حدیث ہے اسلئے کہ لفظ انما حصر پر
دلالت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ تصحیح حصر مشارہ الیہ بعد لحاظ اس امر کے کہ اور انبیاء علیہم السلام تو کیا خود سرور انبیاء
بہت کچہہ چہوڑکر اس عالم سے تشریف لیگئے ہین جبہی متصور ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیطرف سے موجبات ارث مین سے
ہرگز کوئی امر ظاہر نہو جو اونکی طرف فاعلیت ایراث منسوب ہو سکی اور یون کہہ سکین اونہون نے ورثہ چہوڑا یا اورثوا اما لا
مگر موجب ارث مورث کیجانب اگر ہے تو وہی انفکاک علاقہ روح و جسم ہے اسلئے مقتضاء انما اورثوا احادیث من
احادیثہم یہی ہوگا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح طیبہ کو اجسام مطہرہ سے علاقہ معلوم بدستور رہتا ہے بہرحال
کتب فریقین حیوۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شاہد ہین اور حدیث لا نورث کا مضمون کتب معتبرہ شیعہ مین
موجود وہان اسصورت مین یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر علاقہ مذکور منقطع نہین ہوا اور اسوجہ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ترکہ مین میراث جاری نہین ہوسکتی تو اسی وجہ سے لازم یون تہا کہ آپ کے اقربا
کی ترکہ مین سے آپ کا حصہ نکالا جاتا کیونکہ آپ زندہ ہین اور زندہ اموات کا وارث ہوا کرتا ہے
مگر جب اسبات کا لحاظ کیا جای کہ جیسے مورث کے لئے انقطاع علاقہ معلوم کافی ہے اسطرح وارث ہونے کے
لئے وجود علاقہ معلوم کافی نہین ورنہ جو بچہ بعد موت مورث قبل وضع حمل مرجای وارث قرار دیا جایا کرے بشہادت احادیث صحیحہ تین
چلے کے بعد روح ڈالی جاتی ہے اور بالیقین یہ بات معلوم ہے کہ اگر بچہ پیٹ مین مرجائے تو ساعت دو ساعت تک تو خیر پر اس سے
زیادہ اگر بچہ شکم مادر مین رہے تو پہر اوسکی زندگی معلوم چہ جائیکہ کئی مہینے بعد مرگ بچہ شکم مین رہے اور والدہ بحال خود
باقی ہی غرض یہ احتمال نہین ہوسکتا جو ایام قرب وضع حمل مین یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید بچہ کئی مہینے سے
مردہ شکم مین موجود ہو پہر کیونکر اوسکے لئے ترکہ والدین سے۔

مثلاً حصہ تجویز کرین غیرونکی حق تلفی کا اندیشہ ہی زندگانی محتمل پر میراث جو ایک امر یقینی ہی متفرع نہین ہو سکتی
بالجملہ اگر بعد تین چلون کے کسی عورت کا خاوند مرجاے اور بعد نو ماہ بچہ مرا ہوا اُس عورت کی پیدا ہو تو بالیقین
یون کہہ سکتی ہین کہ یہہ بچہ اپنی والد کی بعد مرا ہی اگر وراثت ہونیکی لئی فقط علاقہ مذکور کافی ہو سکتا تو لاریب
ایسی اطفال اپنی والد وغیرہ کی وارث ہوا کرتے یعنی اُنکی لئی موافق استحقاق حصہ نکالا جایا کرتا اور پہر موافق قواعد
میراث جس کسیکو پہونچتا اُسکو حوالہ کیا جایا کرتا لیکن جب علاقہ مذکور کافی نہین تو پہر بجز اسکی اور احتمال
نہین کہ وقت تعلق میراث مال میراث پر وارث کا قبض و تصرف ممکن ہو اگرچہ بوجہ نقصان طاقت یا کمی عقل
وغیرہ اسباب قبض و تصرف مال میراث پر قبض و تصرف نکر سکی بالجملہ مال میراث بہ نسبت وارث محل قبض و
موقع تصرف مین ہو مگر یہہ بات جیسی بچہ شکم مین مفقود ہی ایسی ہی مدفون بلکہ معروض موت مین یہ بات مفقود
ہی بلکہ غور سی دیکہئی تو اُس شخص مین جسکی حیوت زیر پردہ موت مستور ہو اور پہر اُسپر مدفون بہی ہو چکا
ہو بدرجہ زیادہ قبض و تصرف ممتنع ہے کیونکہ بچہ شکم کی باہر آنے کی اُمید ہی اور مدفون مین اس امید
کی گنجایش نہین بچہ شکم اگرچہ ضعیف و ناتوان ہی اور بیعقل و نادان ہی پر اسباب قبض یعنی یہی عقل و طاقت
جسقدر ہی بطور خود ہی کسی عارض کی تلی دبی ہوی نہین کسی پردہ کی پیچہے مستور نہین اور مدفون و میت
مین اگر حیوت بہی ہی تو موت کی تلی دبی ہوئی ہی بہر حال علت ملک قبض و تصرف ہی اپنا ہو یا کسی اپنی
ولی یا وکیل کا ہو جہان دو نو ہو سکین وہان تصور حدوث ملک ایک خیال خام ہی اپنا قبضہ تو
ظاہر ہی ان دونون صورتون مین یعنی بچہ شکم ہو یا میت و مدفون ممکن ہی نہین رہا وکیل کا قبضہ یا
ولی کا قبضہ وہ قبضہ اصلی کا ظل و فرع ہوتا ہی وہ نہین تو یہہ بہی نہین رہی یہ بات کہ اگر حدوث ملک
بے حصول قبض ممکن نہین تو بقاء ملک ہی بعد زوال قبض ممکن نہین پہر کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ملک ہنوز باقی ہی اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد لا نورث فقط بغرض توکیل
تہا اور ظاہر ہی کہ اسوقت توکیل صحیح تہی اور بقاء توکیل و وکالت کی لئی فقط بقاء شعور و قواء قابضہ کافی ہی
ہان حدوث توکیل کی لئی بالبداہت موکل کا مقام توکیل مین ہونا ضرور ہی اور ولی کا مقام تولیت مین
ہونا لازم سو ضروریات حقہ توکیل و تولیت و وکالت و ولایت قبل وضع حمل بچہ مین مفقود ہین اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین قبل وفات سب موجود ہان بعد وفات یہان ہی وہ سب امور
مفقود ہو گئی اسلئی وصیت و توکیل لا نورث تو صحیح رہی اور وراثت مابعد کی لئی کوئی صورت نہ نکلی

علاوہ برین یہ گذارش ہی کہ مالک اصلی تو جناب خداوند کریم وحدہ لاشریک ہی اور ملک مخلوقات فقط اُسکی ملک کا
پرتوہ ہی بلحاظ حاجت بنی آدم اُنکو اپنا خلیفہ بنایا یعنی اُنکو حاجتمند دیکھکر اجازت تصرف عنایت فرمائی
اور بقدر قبضہ جسکا ملک کی لئی علت ہونا اوراق مین سی ہی واضح ہو جائیگا ملک عرضی عنایتہ فرمائی لیکن
جب حاجت کا لحاظ کیا جای تو پہر وہی اشیاء قابل سمجھی جائینگی جنمین منافع ہی ہون اور جو اشیاء خالی از
منفعت ہون یا اولٹی اُن مین مضرتین ہون جیسی میتہ اور دم اور خنزیر اشیاء قابل حدوث ملک وغیرہ تو وہ ملک
ہونگی لیکن جیسی درصورت حاجت بوجہ عدم منافع محتاج الیہا ملک حادث نہین ہوسکتی ایسی ہی بوجہ
عدم احتیاج یا زوال حاجت تعلق ملک قابل تسلیم نہوگا کیونکہ وہان اگر شرط قابلیت نہین تو یہان وجہ
فاعلیت کچہ نہین ہان یہہ مسلم کہ علت ملک فقط وہ قبض تام ہی جسکی طرف ان اوراق مین اشارہ ملیگا
اور احتیاج موجب تحرک و تعلق قبض مذکور ہی اسلئی یہہ ہوسکتا ہی کہ ملک باقی ہو اور احتیاج باقی نہو کیونکہ
اسباب تعلق قوا فاعلیت مثل نور چراغ وغیرہ کا ہونا حدوث تعلق کی لئی ضرور ہی بقاء تعلق کی لئی ضرور نہین اگر کسی
مکان مین چراغ ہو تو اُسکی در و دیوار کی ساتہہ تعلق نور کی لئی چراغ کا لانا مثلاً ضرور ہی اور ظاہر ہی کہ بقاء نور
کی لئی حرکت مذکورہ ضرور نہین بلکہ اولٹی وہ حرکت اسوقت سبب زوال تعلق ہی چنانچہ ظاہر ہی بالجملہ احتیاج
موجب حدوث ملک یعنی سبب تعلق جدید ملک مالک ہی خود سبب ملک نہین ورنہ خداوند کریم مالک نہوتا اس
صورتمین ملک سابق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زایل نہوگی اور ملک جدید پیدا نہوگی اب ناظران اوراق کی
خدمتمین یہہ گذارش ہی کہ وہ مقدمات ثلثہ جن پر دعوی میراث راست ہوسکتا ہی انمین سی ایک تو انقطاع
علاقہ فیما بین روح و جسم مورث تہا اُس کا حال تو معلوم ہو گیا غرض اُسکا اثبات تو شیعہ کیا کرینگی جواب دلایل
بقاء علاقہ مذکور کا فکر فرماوین رہی دو مقدمہ باقیہ ایک تو ادنین عموم خطاب یوصیکم اللہ ہے جسکا اثبات
شیعون کی ذمہ ضرور ہے مگر شیعہ تو اُسکو کیا ثابت کرینگے ہان ہمسی دلائل و شواہد خصوص سینی ہم گلا پکاری
کہتی ہین کہ یہ خطاب فقط امتیون ہی کی لئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام نہین اگر مجتہدان شیعہ کو
غیرت مذہب ہو تو ہماری گذارش کا جواب معقول سوچ کر لائین ورنہ فکر عاقبت فرمائین اور سُنّی ہنجائین
وجہ خصوص کا شاید کسیکو انتظار ہو اسلئی معروض ہی شروع سورہ نساء مین اول یہ ندا ہی یا ایہا الناس
اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الخ اُسکی بعد اس ندا کی ذیل مین بہت سی خطاب ہین اُنمین سے
ایک تو یہی خطاب یوصیکم اللہ ہے اور اُس سے پہلے خطاب فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع

موجود ہے سو اگر خطاب یوصیکم اللہ عام ہوگا تو خطاب فانکحوا پہلی عام ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی لئی بہی وہی چار ازواج کی تحدید ہوگی اس صورت مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت
سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو فدک کا نہ دینا اتنا محل اعتراض نہوگا جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
چار سے زیادہ کا جمع مورد اعتراض ہو سکتا ہی کیونکہ اول معتقدان خلیفہ اول اُنکی معصومیت کے قایل
نہین اگر معتقد ہین تو اُنکی ولایت کی معتقد ہین اور ولایت کی لئی اونکی نزدیک معصوم ہونا ضرور نہین
اگر ضروری تو نبوت رسالت کی لئی ضروری با اینہمہ نہم ہو تو کلام اللہ اسپر شاہد ہی اولیا کی تعریف مین
تو یہ ارشاد ہی انْ اولیاءہ الا المتقون اور رسل کی تعریف مین یون فرماتی ہین فلا یظہر علی غیبہ
احدا الا من ارتضی من رسول غرض حاصل ولایت اتقاء ہی اور حاصل رسالت ارتضاء کیونکہ من
رسول بیان و تفسیر من ارتضی ہی اور ظاہر ہے کہ اتقاء مذکور فعل اولیاء ہی کیونکہ متقون صیغہ فاعل
ہے اور اولیا پر محمول اور ارتضاء مشار الیہ فعل خداوندی ہی چنانچہ رجوع ضمیر فاعل ارتضی الی اللہ اسپر
گواہ عادل ہی اور سب جانتے ہین کہ خدا تعالی طاعت سے راضی ہوتا ہی اور معصیت سے ناخوش فان
اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین کلام اللہ مین موجود ہی سو اطلاق من ارتضی سی یہ بات نمایان ہی
کہ رسول بجمیع الوجوہ مرتضی ہوتی ہین اور جب مرتضی کا رسول ہونا لازم ہوا چنانچہ من رسول کا بیان
من ارتضی ہونا اسکی بن ہی نہین پڑتا تو یہہ بات آپ لازم آگئی کہ اولیاء بجمیع الوجوہ مرتضی نہین
اور ظاہر ہی کہ اطلاق ارتضاء وہی حاصل معصومیت ہی با اینہمہ اتقاء مبنی للفاعل اتقاء مبنی للمفعول
کو مستلزم نہین آگ سی کہاتی کنوہی ہر کوئی بچتا پہرتا ہی اور پہر کبہی بغیر مشی قدمی یا کسیکا جبر موجب وقوع
ہو جاتا ہی کوئی کیسیکی تلوار یا تیر یا نیزہ مارتا ہے تو بچنی کی لئی اپنی سی سبہی تدبیرین کرتا ہی مگر کبہی اس پر
بہی زخمی ہو ہی جاتا ہی غرض اولیاء مین اتقاء مبنی للفاعل کا ہونا چاہیئی چنانچہ متقون کا صیغہ فاعل
اسکی لئی دلیل کافی ہی اور اتقاء مبنی للفاعل کو اتقاء مبنی للمفعول لازم نہین چنانچہ ایک شاعر اردو ہی
اس مضمون کی طرف اشارہ کرتا ہے ؎ زہد و تقوی دہرا رہا ساہا تہہ اُسکی سبہی مینی ہی بنی ؎ القصہ
ابو بکر صدیق ولی تہی نبی نتہی اور ولایت کو اتقاء مبنی للفاعل کافی ہی اتقاء مبنی للمفعول ضرور نہین
اور جب مرتبہ مبنی للمفعول تک نوبت نہ پہونچی تو پہر معصومیت کہان علاوہ برین حساب دوستان
دردل عجب نہین کسی حق کی عوض مین خلیفہ اول نے فدک کو مجرا کر لیا ہو اور یہ بہی نہ سہی اور برتی

اگر تعدی ہوئی تہی تو اودہر عفو کر دیا تہا حسب روایت علامہ حلی خلیفہ اول نے اگرچہ فدک کی دینے مین تامل
کیا تہا مگر انجام کار حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا ہو چنانچہ کتاب منہج الکرامت مصنفہ
شیخ ابن مطہر حلی مین وہ روایت بایں الفاظ موجود ہے لما وعظت فاطمۃ ابابکر فی فدک کتب لہا کتابا وردہا
علیہا اور اگر فرض کیجئے حضرت فاطمہ کو خلیفہ اول نے فدک پر قبضہ نہین دیا تو اسکی آمدنی تو بالضرور حسب دستور
زمانہ نبوت حضرت زہرا اور اہل بیت ہی کی تصرف مین آتی رہی چنانچہ فریقین اسبات پر متفق ہین کہ ابوبکر نے
آمدنی فدک کو اپنی آپ خورد برد نہین کیا اور کتب فریقین اسپر شاہد ہین ایک روایت محاج السالکین جس
سے دعوی مذکور اور نیز قصہ نزاعی طرفین معلوم ہو جائے نقل کرتا ہون وہ یہہ ہے ان ابابکر لما رای ان
فاطمۃ انقبضت عنہ وہجرتہ ولم تتکلم بعد ذلک فی امر فدک کبر ذلک عندہ فاراد استرضاءہا فاتاہا وقال لہا
صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رایت رسول اللہ یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن
السبیل بعد ان یوتی منہا قوتکم والصانعین بہا فقالت افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یفعل فیہا فقال ذالک الیہ علی افعل فیہا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ لتفعلن فقال واللہ
لافعلن ذلک فقالت اللہم اشہد فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ وکان ابوبکر یعطیہم منہا قوتہم ویقسم الباقی
فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل انتہی مگر اس قسم کے عذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سی متصور نہین مگر ہان شاید کسی محقق کو یہہ سوجہی کہ ازواج مطہرات مین سی چار منکوحہ ہون باقی
متعی ہون یا چار حرہ ہون باقی منجملہ ماملکت ایمانہم یا زمان واحد مین چار سی زیادہ نکاح نکئی ہون ہان
بسبیل التعاقب زیادہ کی نوبت آئی ہو مگر ایسا کون ہوگا کہ اس دام فریب مین آجائی کون نہین جانتا
کہ نہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی متعہ کیا نہ ائمہ اطہار مین سی کسی نی یہہ کام کیا با اینہمہ
چار سے زیادہ مین گنائے دیتا ہون جو اتفاق فریقین حرہ منکوحہ تہین متعی نتہین اور پہر زمان واحد مین مجتمع
تہین حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت ام سلمہ حضرت سودہ حضرت میمونہ حضرت زینب حضرت ام حبیبہ یہ سبکی سب منکوحہ
ہی تہین اور سبکی سب حرہ ہی تہین اور پہر سبکی سب ایک ہی زمانہ مین مجتمع ہی تہین اسلئے احتمالات
ثلثہ مین سی ایک ہی نہین چل سکتا اسکی بعد شاید کوئی مجتہد العصر آیۃ یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک
اللاتی آتیت اجورہن کے بہروسے تخصیص عموم خطاب فانکحوا یا نسخ کا خیال پکائی مگر وہ آیۃ تو دوسری
چوتہی سیپارہ اور اکیسوین پارہ مین بہت فاصلہ ہی آیۃ واحل لکم ما وراء ذلکم پاس لگی ہوئی ہے

آیۃ فانکحوا ما طاب لکم اگر ربع آخر پارہ چہارم مین ہی تو واحل لکم ما وراء ذلکم آیۃ اول پارہ پنجم مین موجود
ہے اور ظاہر ہی کہ عموم کلمہ ما بہر حال عموم کلمہ ازواج وغیرہ کلمات مندرجہ ذیل خطاب یا ایہا النبی سی
کہین زیادہ ہی سو اگر آیۃ یا ایہا النبی مخصص یا ناسخ حکم فانکحوا ما طاب ہی تو آیۃ واحل لکم ما وراء ذلکم
بدرجہ اولی مخصص یا ناسخ حکم فانکحوا ما طاب ہوگی ہان ایک صورت نجات ہی وہ یہہ ہی کہ جیسی سورہ فاتحہ
خدانے بندونکی طرف سی تصنیف کرکے اُنکے حوالہ کردی ہی تاکہ وقت حضور دربار یعنی وقت اداء نماز
سطر جیسے اداب مجرا بجالایا کرین ایسی ہی سورہ نساء کو یون سمجہو کہ خداوند کریم نی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی طرف سی ایک وعظ پند تصنیف کرکے آپکے حوالہ کردیا تاکہ وقت خطاب امت اسطرح انکو
سمجہائین غرض باعتبار تصنیف الحمد سی لیکر سورہ والناس تک سارا کا سارا قرآن کلام خداوند
جہان ہی مگر باعتبار تکلم مقابل خطاب وغیبت سب خدا ہی کی کلام نہین بندونکی بہی کلام ہی سو جیسے
کسی وکیل کا مسودہ عرضی جو اپنی کسی موکل کی طرف سی لکہی یا کسی منشی کا مسودہ جو کسی کی طرف
سے مثلاً تحریر کری یا کسی شاعر کا کسی عاشق ومعشوق کی مثنوی مین اُنکی گفتگو کو نظم کرنا اُس وکیل
اور اُس منشی اور اُس شاعر کی طرف منسوب ہوتا ہی اور اُنکی کلام کہلاتا ہی چنانچہ وقت مذاکرہ اکثر
کہتے ہین کہ یہہ فلانی وکیل کی تقریر ہی اور فلانی منشی کی تحریر اور فلانی شاعر کی کلام ہی باینہمہ متکلم
مقابل مخاطب وہ موکل اور وہ جاہل اور وہ عاشق ومعشوق ہوتی ہین ایسی ہی باعتبار انشاء
تصنیف تو قرآن سارا کا سارا خدا کی کلام ہی مگر باعتبار تخاطب کہین اپنی ہی کلام ہی کہین کسی
اور کی سو سورہ الحمد تو باعتبار تخاطب تمام جہان کی کلام سمجہئے چنانچہ جملہ ایاک نعبد وایاک
نستعین اسپر شاہد ہی اگر باعتبار تخاطب نعوذ باللہ اس سورۃ کو کلام خداوندی سمجہئے تو یہہ معنی ہون
کہ خدا بہی کسیکا بندہ ہی نعوذ باللہ منہا خدا بہی نعوذ باللہ کسیکی عبادت کرتا ہے خدا بہی کسیسی مدد
چاہتا ہے خدا تعالی بہی کسی سی طالب ہدایت ہی علی ہذا القیاس آیۃ وما نتنزل الا بامر ربک لہ ما بین ایدینا
وما خلفنا وما بین ذلک باعتبار تخاطب فرشتون کی کلام ہی چنانچہ قرینہ بامر ربک اور قصہ شان نزول
اسپر دلیل کامل ہی علی ہذا القیاس سورہ نساء اول تو تمام وکمال ورنہ یوصیکم اللہ تک تو بالضرور باعتبار
تخاطب کلام حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہی اول تو وہی قرینہ فانکحوا اسپر شاہد ہی
اور باعتبار تخاطب کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نکہئی کلام خدا کہئی تو پہر اول درجہ کے معصوم کی

نسبت یہہ اعتقاد رکہنا ضرور ہو کہ وہ سب سے بڑہکر نعوذ باللہ منہا فاسق و فاجر و عیاش تہی دوا
نداء یا ایہا الناس اتقوا ربکم مین ربکم کو غائب رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ ہر کلام کی لئی ایک متکلم اور ایک سکتی
مغایر یکدیگر ہوتا ہی اور اگر غائب ہی ہوتا ہی تو وہ ہی مغایر حقیقی ہوتا ہی غرض یہ تینون مفہوم الملو
مصداق مین مجتمع نہین ہوسکتی اور ان تینون مین اتحاد متصور نہین سو قرینہ غیبوبت ربکم خود اسپر شاہد القر
کہ خداوند کریم باعتبار تخاطب متکلم نہین اس صورت مین ظاہر ہی کہ سواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسل ال
اور کسیکا احتمال نہین کیونکہ ادہر تعین غیر پر نہ کوئی دلیل ہی نکوئی قرینہ اور ادہر رسول اللہ صلی اپنا
علیہ وسلم کا پیغامبر ہونا اسبات کی لئی خواستگار کہ بعد خداوند کریم باعتبار تخاطب اس کلام کی متکلم عیا
حالت عدم قرینہ اگر ہوسکتی ہین تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتی ہین مگر یہی ہوتا ہ
بعینہ جملہ یوصیکم اللہ مین سمجہہ لیجیئی اُس جملہ مین ہی یوصی صیغہ غائب اللہ کی لئی ہی اور پہر قرینہ دوا سلی
حیات اور عدم زوال علاقہ فیما بین روح وجسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی لئی عمدہ دلیل کیسکی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خطاب مین داخل نہین اور جب آپ مخاطب نہین ادہر خدلساو
بمعنی مقابل متکلم و مخاطب تو متکلم سواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کون ہوگا غرض وجوہ مضمو
اس بات پر گواہ ہین کہ باعتبار تخاطب یہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہی خدا تعالی کا ہے تو
نہین اور باعتبار اصل کنہ کی دیکہئی تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام کی مخاط اور یہ
ہو بہی نہین سکتی میراث کا حال تو معلوم ہی ہوگیا نکاح کی بات سنئی وہان بہی وہی دوام حیات
مانع ورود خطاب ہے یعنے جب آپ منبع فیض روحانیت وحیات ہوی اور امتہ کی ارواح کی لئی ہ
کی نسبت پر فتوح صلی اللہ علیہ وسلم منشا انتزاع اور علت اور موثر ہوی اور ارواح امتہ بفحو
اور انتزاعیات اور معلول اور اثر ٹہری تو پہر آپکی روح امتہ کی ارواح مین وہ نسبتہ تجانس ہون
جو فیما بین ارواح امتہ ہی اور ظاہر ہے کہ افراد جنس واحد اگر باہم مساوی نہون تو بعد کمی وبیشی الات
یا اوزان یا مساحت جو کچہہ وہان بن پڑی تساوی حاصل کرسکتی ہین پر فیوض و انتزاعیات و آثا ہہ سب
معلولات کو منبع فیض اور منشا انتزاع اور موثر اور علت کی برابر کسیطرح نہین کرسکتی مثلاً ایک دہوپ زیا
دہوپ کی اگر برابر نہو تو بعد تسویہ ہر دو میدان اور رفع موانع آمد نور وغیرہ کی دو تونکو برابر کرا گی
ہین علی ہذا القیاس بڑی سطح مین سے چہوٹی سطح کے برابر قطع کرسکتے ہین اور چہوٹی سطح کو بعد اضافہ
دلیل

م بڑی سطح کی برابر بنا سکتی ہین مگر سب جانتے ہین کہ ساری جہان کی دہوپین ایک نور آفتاب کی برابر
نہین ہو سکتی علی ہذا القیاس وجود تمام کائنات ایک وجود خالق عالم کی برابر نہین ہو سکتا جب تساوی
حال معلوم ہوگیا کہ کہان ہو سکتی ہی کہان نہین ہو سکتی تو آگی سنیی مفہوم زوجیۃ و ازواج باعتبار
تہی انقسام بمتساویین کو مقتضی ہی اور باعتبار شرع بہی تساوی طرفین کا خواستگار چنانچہ آیۃ
ہن مثل الذی علیہن بالمعروف اسپر شاہد ہی اور ادہر دیکہا تو نکاح و ازدواج سے حسن معاشرت
طلوب چنانچہ آیۃ ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ سی اہل فہم
یہ بات عیان ہی آخر حسن معاشرۃ مین بجز انس باہمی جو حاصل سکون مشار الیہ اور مودۃ مذکورہ ہے
ور کیا ہوتا ہی مگر مرجع کار حسن معاشرۃ دیکہا تو اخلاق کی طرف ہی اور اخلاق حاصل ضرب قوۃ علمیہ و قوۃ عملیہ کا
م ہی اسلئی کہ اخلاق کی تحلیل کرنے سی سواء اسکے اور کیا نکلتا ہی رحمت و غضب کو دیکہیی تو بجز اسکے
کیا ہی کہ کیسکی شکستہ حالی یا مخالفۃ کی علم کی باعث ادہر سے عمل داد و دہش یا ضرب و سرزنش ہوتا ہے
اسلئی مساوات مشار الیہ جو مقتضاء زوجیۃ و ازدواج تہا باعتبار حاصل ضرب قوۃ علمیہ و قوۃ عملیہ ہو گا
یا اس مضمون کو یون تعبیر کیجئے کہ مساوات جسمانی تو مراد ہی نہین باعتبار وزن ہو یا باعتبار پیمائش
گر مراد ہے تو باعتبار روحانیت مراد ہے اور ظاہر ہی ۔ کہ کمالات روحانی یا علمی ہین یا عملی یا ان دونو سے
رکب اور یہہ بہی ظاہر ہی کہ مقصود وہ حاصل ترکیب ہر دو کمال ہی نہ علم خالی از عمل مطلوب ہی ورنہ
حسن معاشرت اور اعمال عبادات وغیرہ کی کیا معنی تہی اور نہ فقط عمل خالی از علم جیسی افعال لایعنی
ور حرکات بیمعنی یا اعمال منافقین و اہل تمسخر ہوتی ہین کیونکہ علم عظمۃ خداوندی وغیرہ ان اعمال کی
ساتہہ مضموم نہین ہوتا ورنہ اس قسم کی اعمال مکروہ یا مردود نہوا کرتی لیکن حاصل کمالات علمی کمالات عملی ہی
خلاق ہون یا ارادہ دینیہ ہو یا اعمال ظاہرہ ۔ جو بشرط اخلاص صادر ہوی ہون سبکی سب حاصل
جمع کمالات مذکورہ تو نہین ہو سکتی اسلئی کہ حاصل جمع عین مجموعہ اجزاء ہوا کرتا ہے اور یہان ظاہر
ہے کہ یہہ سب امور مذکورہ غیر ہین نہ عین اسصورت مین بجز اسکی کہ حاصل ضرب کہئی اور کیا کہئی
کیونکہ دو زیادہ سی ملا کر اگر کچہہ حاصل کرتے ہین تو اُسکی یہی دو صورتین ہین جب یہ بات ذہن نشین
ہو چکی تو آگی چلیی مخدوم من کمالات علمی ہون یا عملی بہر حال مردون کا حصہ دونا ہے اور عورتون کا
آدہا ہی دلیل اس دعوی کی اول تو یہی آیۃ ہی للذکر مثل حظ الانثیین کیونکہ اس آیۃ مین اگرچہ بیان

میراث مین نازل ہوئی جو کچھہ میراث کی تخصیص نہین فرمائی عموماً الفاظ پر نظر چاہئی خصوص شان نزول
پر خیال بیجا ہئی چنانچہ اہل علم خوب جانتی ہین اور عوام اگر نہین جانتی تو اُنکی لئی اتنا اشارہ کافی ہی کہ اگر
دو آدمیون مین دس بیس گانو مشترک ہون اور سب مین ایک ہی سا ہر ایک کا حصہ ہو تو اس صورت مین
اگر ایک گانو مین سی کچھہ غلہ آئی تو کارکن بوجہ ناواقفیت مقدار حصص اگر کسی واقف سی ہر ایک کی حصہ
کی مقدار پوچھی تاکہ اُسکی موافق تقسیم غلہ مین کار بند رہی تو اس صورت مین اگر وہ شخص ہر ایک کا
حصہ بتلا دیگا تو اُس کا یہ بتلانا ہر دفعہ کے لئے اور ہر یک گانو کی آمدنی کے لیے کافی ہوگا اور فقط اسی دفعہ کی لئی
نسمجھا جائیگا باقی کوئی صاحب اگر مقدار جسم زن و مرد مین اس حساب کو درست بنائین تو اُسکی وجہ یہ
ہی کہ یہ گفتگو در بارہ حظ ذکر و حظ اُنثی ہی خود ذکر و انثی مین یہہ حساب نہین اور ظاہر ہی کہ اطلاق ذکر و انثی جیسا
روح پر کیا جاتا ہی ایسا ہی جسم پر ہی یہ اطلاق کیا جاتا ہی چنانچہ احکام روحانی و جسمانی اور
افعال و احوال روحانی و جسمانی مین یکسان فرق صیغہ مذکر و مونث ملحوظ رہتا ہی قامت اور قعدت
اور فرحت اور حزنت یا علمت اور ارادت اگر عورت کی لئی بولتی ہین تو قام اور قعد اور فرح اور حزن
یا علم اور اراد مرد کے لئے استعمال کرتے ہین مگر کون نہین جانتا کہ قیام و قعود احکام و افعال و احوال
جسمانی مین سی ہین اور فرح اور حزن اور علم و ارادہ احکام و احوال و افعال روحانی مین سی ہین اس سے
صاف ظاہر ہی کہ اطلاق ذکر و انثی روح و جسم دونون پر برابر شایع ہی اسلئی ان دونون کو اس
حساب سے علاحدہ رکہکر ان کی حقوق مین گفتگو کرنی چاہئی اور اسی ہی جانے دیجئے خاص علم و عمل
مین عورتون کا مردون سے کم ہونا عقل و نقل دونون سی سبکی نزدیک مسلم یہانتک کہ عورتون کا ناقص
العقل اور ناقص الدین ہونا حدیثون مین مصرح اور زبانون پر جاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتی ہین ما رایت من ناقصات عقل و لا دین اذہب اللب الرجل الحازم من احدا کن ادہر دیبار
شہادت کلام اللہ مین یہہ ارشاد ہی واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل
و امرتان ممن ترضون من الشہداء ان تضل احدہما فتذکر احدہما الاخری سو اس سی یہی نقصان
عقل بقدر نصف ثابت ہوتا ہی کیونکہ ضلالت اصل مین صفت عقلی ہی علی ہذا القیاس تذکر ہی صفات
علمیہ اور عقلیہ مین سی ہی اس صورت مین حاصل یہہ ہوا کہ نقصان عقل کی باعث عورت کی گواہی
مرد کی گواہی سی آدہی رکہی گئی چنانچہ اسی بناء پر یہہ صورت پیش آئی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کی ارشاد مسطور بالا اعنی مارایت من ناقصات عقل و الدین الخ کو سنکر عورتون نے یہ عرض کیا کہ ما نقصان عقلنا و دیننا یا رسول اللہ
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ الیس شہادۃ المرأۃ نصف شہادۃ الرجل یعنی کیا تمہین معلوم نہین
کہ عورتونکی گواہی مرد کی گواہی سے آدہی ہے اوسپر عورتون نے اقرار کیا تو پہر یہ فرمایا فذلک من نقصان عقلہا۔
یعنی یہ گواہی کا آدہا ہونا نقصان عقل ہی کے سبب ہے الغرض آیۃ مذکورہ اور حدیث مسطور کو ملائیے تو یہ بات
بوسیلہ حدیث اسی آیت سے نکل آتی ہے کہ عورتونکی عقل مردونکی عقل سے آدہی ہے اور جب عقل یعنی کمالات
علمی مین تناصف ہے تو کمالات عملی مین آپ تناصف ہوگا وجہ اسکی یہ ہے کہ اعمال اختیاریہ کا رصدور یا بوجہ محبت
و شوق ہوتا ہے یا باعث نفرت و خوف یعنی عاقل جب کوئی حرکت باختیار خود کرتا ہے تو اوسمین یا کوئی نفع
سوچ لیتا ہے یا کوئی اندیشہ اوسکے پیش نظر ہوتا ہے سو اسکا حاصل وہی شوق اور محبت و نفرت ہے سو ان
دو صورتونکے عاقل کے افعال کے لئے اور کوئی صورت نہین مگر شوق و خوف اور محبت و نفرت بقدر علم منافع
و مضار ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مرد دانا شیر اور سانپ سے ڈرتے ہین اطفال شیرخوار نہین ڈرتے وجہ اسکی بجز اسکے اور
کیا ہے کہ وہان علم و عقل ہے یہان نہین چنانچہ آیۃ قرآنی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سے بہی اسکا پتا لگتا ہے کہ
خوف بقدر علم ہوتا ہے الغرض بعد تسلیم تناصف فی العقل اقرار تناصف فی العمل آپ لازم ہے ادہر کلام اللہ
مین یہ ارشاد ہے وتلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون اس آیۃ سے ظاہر ہے کہ مدار کار حصول جنۃ عمل پر ہے اور
حدیثون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ ہر مرد جنتی کی پاس دنیا کی دو عورتین بطور ازدواج و نکاح ہونگی غرض
جہان ایک مرد ہوگا وہان دو عورتین ہونگی اس سے بہی وہی بات نکلتی ہے کہ دو عورتین ملکر عمل
مین ایک مرد کی برابر ہونگی بہرحال تناصف فی العقل اور تناصف فی کمال العمل واجب التسلیم ہی رہی
یہ بات کہ بعض مرد کم عقل ہوتی ہین اور بعض عورتین عاقلہ ہوتی ہین علی ہذا القیاس بعض مرد فاسق اور
بعض عورتین دیندار ہوتی ہین اس قاعدہ مین رخنہ گر نہین ہو سکتی کیونکہ اسباب و موانع خارجیہ سے
اگر ظہور آثار ماہیت مین کمی بیشی آئی تو مراتب ماہیت اور قدر و قیمت ماہیت مین تبدل نہین آسکتا۔
مثلاً اگر کسی آئینہ مین گرد و غبار واقع ہو اور کوئی چینی کی رکابی تشتری صاف مصفے ہو اور اسوجہ
سے ظہور نور آفتاب بنسبت آئینہ مشار الیہ رکابی مذکور مین زیادہ ہو تو صفائی مین رکابی آئینہ سے زیادہ نسمجھی جائیگی
بالجملہ نقصان عقل زنان مقتضاء مادہ الوثت ہے +

اور زیادتی عقل مردان اقتضا ماده مذکوره ہے چنانچہ الف لام کالذکر مثل حظ الانثیین مین لام جنس ہونا بہی اسپر شاہد ہے علی ہذا القیاس دین کا قصہ سمجہیے سو اگر بالفرض والتقدیر کسی فرد ذکر مین کمی اور کسی فرد انثی مین زیادتی نظر آئی تو قاعدہ مذکور کی کلیہ ہونے مین اس سے کچہہ رخنہ نہین پڑتا ان سب مراتب کے طے ہو جانے کے بعد یہ گذارش ہے کہ جب عقل وعمل مین عورتین مردونسے آدہی ہین اور پہر مرد وعورت مین ان دونون کمالون کا حاصل ضرب مطلوب ہے خود یہ دونون کمال بذات خود مطلوب نہین تو یہ بات ہرکس وناکس پر روشن ہوگی کہ حاصل ضرب کمالات مذکورہ زنان بنسبت حاصل ضرب کمالات مذکورہ مردان بقدر ربع ہے کیونکہ نصف کو نصف مین ضرب دیجئے تو یہی ربع حاصل ہوتا ہے اسلئے ایک عورت ایک مرد سے بقدر ربع سمجہی گئی اور چار عورتین ملکر اوسکی حق مین زوج کامل قرار پائین مگر چونکہ ہر کسیکو اپنے حق کے نلینی یا اپنی حق کی چہوڑ دینے کا اختیار ہوتا ہے اور اپنے حق سے زیادہ لینی کا اختیار نہین ہوتا اسلئے مرد نکاح نکرنے اور چار سے کم نکاح کرنیمین مجاز اور مختار رہا پر چار سے زیادہ کا اختیار اوسکو نملا لیکن یہ بات بہی یاد ہوگی کہ امتہ کی چار عورتین ملکر اگر امت کے ایک مرد کی مساوی ہو جاتی ہین تو وجہ اسکی یہ ہے کہ باہم اصل مرد و زن امت مین تجانس تہا اگر فرق تہا تو فرق مقدار تہا جسکے رفع کرنیکے لئے عورتونکی جانب عدد اربع کی ضرورت پڑی اور ذات پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور زنان امت مین اوس قسم کا فرق نتہا جسکو مقدار زنان کا کم وبیش کر دینا رفع کر سکے بلکہ وہ فرق تہا جو مصدر او صادر اور علت اور معلول اور منشا انتزاع اور وصف انتزاعی مین ہوا کرتا ہے اور تجانس بہی تہا جو حقائق مذکورہ مین باہم ہوا کرتا ہے یعنی وہ تجانس جو ازدواج و زوجیت کے لئے ضرور ہے چنانچہ مفہوم زوجیت ہی اوسپر شاہد ہے از قسم تجانس مردان و زنان امت نتہا بلکہ از قسم تجانس علت و معلول وغیرہ تہا غرض وجہ فرق فیمابین حضرت شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مردان امت مرحومہ دربارہ تعداد ازدواج یہ ہے کہ وہان اور طرح کا تجانس ہے یہان اور طرح کا تجانس یہان تعداد زنان کی کمی وبیشی موجب تساوی یک مرد چار زن ہو سکتی ہے اور وہان اس سے کام نہین چل سکتا کیونکہ ایک علت اور منشا انتزاع کے مقابلہ مین سارے معلول اور تمام انتزاعیات بہی درجہ تساوی نہین رکہتے ایک آفتاب کے آگی ساری جہان کی دہوپین گرد ہین ہان یون کہئے کہ آفتاب یا کرہ شعاعی کا جوڑا اگر مل سکے ہے تو دہوپون ہی مل سکے ہے چاندکی چاندنیون اور آگ کی گرمیون سے نہین مل سکتا غرض اگر علت اور منشا انتزاع کا نکاح اور ازدواج ہو سکتا ہے تو بشرط قابلیت اپنی معلولات اور

انتزاعیات ہی سے ہو سکتا ہے اور کسی علت یا اوسکی معلولات یا اور کسی منشأ انتزاع یا اوسکی انتزاعیات یا اور کسی مصدر
یا اوسکی صادرات سے نہیں ہو سکتا مگر جبکہ اسصورت مین یہ فرق فیمابین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مردان
امت مرحومہ معلوم ہوا ایسی ہی فرق دوام حیات حضرت سید کائنات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتسلیمات
وعدم دوام حیات مردان و زنان امت بہی معلوم ہوگیا یعنی جو وجہ موجب فرق تعداد ازدواج تہی وہی وجہ
موجب فرق دوام حیات وعدم دوام حیات ہے کیونکہ دربارہ کمالات روحانی آپ علت اور منشاء انتزاع اور
مصدر ہونا جیسا اسبات کو مقتضی ہے کہ آپکو دربارہ نکاح عدد اربع مین محدود و مقید نرکہین ایسی ہی آپکا علت
و منشأ انتزاع اور مصدر ہونا اسبات کو مقتضی ہے آپکی حیات روحانی اور حیات جسمانی دونون قائم دائم رہین
کبہی انفکاک زوال کی نوبت نہ آئی اسصورتمین خطاب فانکحوا اور خطاب یوصیکم اللہ سے آپکو بطور مسطور سابق خارج رکہنا
اور ان احکام مین تفاوت معلوم کا ہونا ایک ہی وجہ پر مبنے اور متفرع ہین مگر چونکہ نکاح حاجات حیات اور میراث القاۓ
ممات مین سے ہے اسلئے اول کو اول رکہا اور دوم کو دوم ذکر کیا اس تقریر سے بطلان مقدمہ ثانی منجملہ مقدمات
ثلثہ بہی بعد تصحیح میراث کے لئے اول اونکا ثابت ہونا ضروری تہا روشن ہوگیا یعنی یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی
کہ خطاب یوصیکم اللہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہین اور جب آپ اس خطاب مین داخل ہی نہین
تو پہر شیعونکو طعن میراث کی کیا گنجایش ہے جو اہل سنت کو فکر جواب ہو مگر ہان مقدمہ ثالثہ ہنوز قابل تحقیق ہے
اسلئے اسیقدر اور تکلیف تحریر کی حاجت ہے یعنی اب اسبات کی تنقیح ضرور ہے کہ متنازع فیہ اعنی فدک مملوک نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم تہا یا نہ تہا سو ہمسے پوچہئے مگر گوش ہوش سے سنیئے اور پنبہ غفلت سے اور چرک تعصب سے گوش
عقل کو اول پاک کر لیجے بشہادت کتب فریقین قریہ فدک منجملہ فی تہا منجملہ غنیمت نتہا اور بشہادت قرآنی
زمین فی منجملہ اموال غیر مملوکہ ہوتی ہے کسیکی ملک اوسکے ساتہہ متعلق نہین ہو سکتی سنیون کے لئے نووی شرح
مسلم کی عبارت اور شیعونکے لئے کلینی کی روایت اوسکی ہونیکے لئے کافی ہی اول اہل سنت وجماعت کو
شادکام کرتا ہون پہر شیعونکی آنکہین کہولی جائین گی علامہ نووی جلد ثانی شرح مسلم کی باب حکم الفی
مین یون ارشاد فرماتے ہین قال القاضی عیاض فی تفسیر صدقات النبی صلی اللہ علیہ

وسلم المذکورۃ فی ہذہ الاحادیث قال صارت الیہ بثلثۃ حقوق احدہا ما وہب لہ صلی
اللہ علیہ وسلم وذلک وصیت مخیریق الیہودی لہ عند اسلامہ یوم احد وکانت سبع

حوالتا فی بنی النضیر وما اعطاه الانصار من ارضہم وہو مالا یبلغہ الماء وکان ہذا ملکا لہ صلی اللہ علیہ وسلم الثانی

حقہ من الفئ من ارض بنی النضیر حین اجلاہم کانت لہ خاصۃ لانہا لم یوجف علیہا المسلمون بخیل ولا رکاب و

اما منقولات اموال بنی النضیر فحملوا منہا ما حملتہ الابل غیر السلاح کما صالحہم ثم قسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الباقی

بین المسلمین وکانت الارض بنفسہ ویدخر جہا فی نوائب المسلمین وکذلک نصف ارض فدک صالح اہلہا بعد فتح

خیبر علی نصف ارضہا وکان خالصا لہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک ثلث ارض وادی القری اخذہ فی الصلح حین

صالح اہلہا الیہود وکذلک حصنان من حصون خیبر الوطیح والسلالم اخذہما صلحا الثالث سہمہ من خمس خیبر وما

افتتح فیہا عنوۃ انتہی بمقام الحاجۃ ۔ اس عبارت سے صاف روشن ہے کہ مال متنازع فیہ یعنی زمین فدک منجملہ

اموال واراضی فئ تھی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خریدی ہوئی یا کسیکی ہبہ کی ہوئی نہ تھی اور

ہماری غرض اسوقت اتنی ہے کہ زمین فدک منجملہ اراضی فئ ہی مگر چونکہ اسبات کا ثابت کرنا کہ فدک منجملہ فئ

تھی اس غرض سے تھا کہ فدک کو مملوک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے جو میراث کا احتمال ہو یا ہبہ

کا کسیکو خیال ہو چنانچہ انشاء اللہ عنقریب ہی یہ عقدہ حل ہوا چاہتا ہے تو نسبۃ حقوق خمس بھی اب کسیکو

خیال ملک کی گنجایش نرہیگی کیونکہ مصارف خمس وفئ ایک ہی ہیں ادہر انداز بیان ایک ہی فئ میں اگر تین لام تھے

تو یہاں بھی وہی تین لام ہیں آیۃ موجود ہے دیکھہ لیجئے واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی

القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل غرض وہ دلائل جن سے فئ کا غیر مملوک ہونا ثابت ہوگا انہیں دلائل

سے خمس کا غیر مملوک ہونا نکلتا ہے ہاں نسبۃ اموال موہوبہ البتہ یہ خیال بجا ہے لیکن اول تو لعد ثبوت حیات

جسمانی حضرت رسول الثقلین وظہور خصوص خطاب یوصیکم اللہ نسبۃ امۃ مرحومہ مملوکیۃ اموال موہوبہ وغیرہ

شیعوںکو کچھہ مفید نہیں بایں ہمہ ہم سے ظاہر ہیں اگر ایسی ہی ملک محل میراث سمجھیں تو سمجھیں پر حضرات انبیاء

علیہم السلام خصوصا سردار انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ملک کو اولاد بالذات اپنی ملک نہیں سمجھہ سکتے ورنہ

انکی وہ حقیقت شناسی بیکار ہوگی (؟) کے لئے ہوگی اول تو یہ بات کہ ملک خداوندی اور ملک عباد میں وہ

نسبت ہے جو ملک مالک اصل اور قبضہ مستعیر میں ہوتی ہے دیکھنے والونکو ان اوراق سے عیاں

ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ یہ بات انبیاء پر خاصکر سردار انبیاء پر صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم

وعلی الہ اجمعین ایسی طرح واضح تھی جیسے آفتاب نیمروز پھر وہ کسطرح اموال

مقبوضہ کو اپنا مال سمجہین جو حقوق ورثہ کے اوسمین گنجایش نظر آئی یہ بات اپنے مال مین ہوتی ہے مال
مستعار مین نہین ہوتی ہان امتیونکی نظر ایسی تیز نہین ہوتی جو ایسے حقایق دقیقہ کو سمجہین وہ
اسبات مین مثل اطفال خورد سال ہوتے ہین کہ کسی بڑی بیگانی کی چیز بہی ہاتہہ آجاتی ہے
و آپ سے دینا کجا مالک چیز بہی اگر لینا چاہئے تو وہ گریہ وزاری کرین جس سے مالک ہی کو چشم
پوشی اور ترک طلب کرنی پڑے بالجملہ بوجہ کوتہ نظری امتہ خداوندکریم چشم پوشی فرماتے ہین
ور میراث کے جاری ہونے سے منع نہین فرمائی ہان ابنیاء کو بوجہ کمال عقل ایسی ہٹون کی گنجایش
نہین جو اونکے لواحق تک نوبت پہونچی علاوہ برین ہبہ تحریق یہودی بوجہ اعتقاد رسالت بہتا اسصو تمیز
یہ ہبہ حقیقۃ مین نذر خداوندی ہو اور وہی حاصل نکل آیا جو بنسبۃ اموال فے باشارہ کلمہ فللہ معروض
ہوچکا ہے الغوض جیسے یہ اطفال خورد سال کو اونکی والدین کی وجہ سے اگر کچہہ ہبہ کیا جاتا ہے تو اونکی
والدین ہے کی ملک سمجہا جاتا ہے ایسے ہی ہبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ اعتقاد مذکور نذر خداوندی
سمجہا جائیگا خیر یہ بات تو ہو چکی اب عبارۃ کلینی بہی دیکہئے جس سے فدک کافی ہونا شیعونکو اپنی اعتقاد
کی موافق بہی ظاہر ہو جائے تو دفع الزام شیعہ کے لئے اہل سنۃ کو اپنی ہی روایات کافی نہین اور قبل
ثبوت غلطی روایات محدثان و مورخان اہل سنہ پہر شیعونکو گنجایش دمزنی نہتی کلینی کی باب الفی والانفال
وتفسیر الخمس وحدوده مین یہ روایت ہے علی بن عبد اللہ عن لبعض اصحابنا وظنہ السیاری عن علی بن اسباط

قال لما ورد ابو الحسن موسی علی المہدی راہ یرد المظالم فقال یا امیر المومنین ما بال مظلمتنا لاترد فقال

لہ وماذاک یا ابا الحسن قال ان اللہ تبارک وتعالی لما فتح علی نبیہ فدک وما والاہا لم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب
فانزل اللہ علی نبیہ وآت ذا القربی حقہ فلم یدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہم فراجع فی ذلک جبرئیل ربہ فاوحی
اللہ الیہ ان ادفع فدک الی فاطمۃ فدعاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ ان اللہ امرنی ان ادفع
الیک فدک فقالت قد قبلت یا رسول اللہ من اللہ ومنک فلم یزل وکلاءہا فیہا حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلما ولی ابوبکر اخرج عنہا وکلاءہا فاتتہ فسالتہ ان یردہا علیہا فقال ائتنی باسود واحمر یشہد لک بذلک
فجاءت بامیر المومنین وام ایمن فشہدا لہا فکتب لہا بترک التعرض فخرجت والکتاب معہا فلقیہا عمر فقال
لہا ما ہذا معک یا بنت محمد قالت کتاب کتبہ لی ابن ابی قحافۃ قال ارنیہ فابت فانتزعہ من یدہا ونظر فیہ ثم تفل

فیه ومحاه وخرقه فقال لها هذا لم یوجف علیه اهله بخیل ولا رکاب فقضی الجبال فی رقابنا فقال له المهدی یا ابا الحسن حدها لی فقال حد منها جبل احد وحد منها عریش مصر وحد منها سیف البحر وحد منها دومة الجندل فقال له کل هذا قال نعم یا امیر المومنین هذا کله مما لم یوجف علی اهله رسول الله صلی الله علیه وسلم بخیل ولا رکاب فقال کثیر وانظر فیه انتهی من اتیه لی سر ویا اگرچه بطور مشتی نمونه خروارے حسن وخوبی دیگر روایات شیعه عیان ہے اہل بیت کا فتردم وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک ایسا نہیں جو کوئی نہ جانتا ہو پہرا و سپر یہ دعوی بحدود مذکورہ کرنا عمدہ سلطنة کا اسوقت تک اقرار کرنا ہی مگر ہمکو شیعونکی تغلیط سے اسوقت کچھہ مانہ نہیں آتا جو یون کہئے کجا فدک کجا یہ حدود و کجا اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کجا یہ ثروة اسوقت انکی ہم تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ لاریب فدک منجملہ فی اور از قسم مما لم یوجف علیہ بخیل ہے لیکن جب قریہ فدک کا منجملہ اموال فے ہو بالشہادہ کتب فریقین ثابت ہوگیا تو اب اسبات کا اثبات باقی رہا کہ اراضی فی قابل تعلق ملک نہین البتہ مثل وقات اونکی آمدنی قابل تعلق ملک ہے اسلئے یہ گذارش ہے کہ خداوند کریم اپنی کلام صادق مین یہ ارشاد فرماتا ہے ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولة بین الاغنیاء منکم وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب ۔ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصادقون ۔ والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجة مما اوتوا ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصة ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون ۔ والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم جو لوگ کہ سیاق وسباق آیات مسطورہ سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ ما افاء اللہ سے مراد اراضی ہین اموال منقولہ نہین کیونکہ ما ایک کلمہ مبہم ہے غیر ذوی العقول مین عام سے عام اور خاص سے خاص پر بول سکتی ہین اگرچہ باعتبار مفہوم کلمہ ما مع صلہ اوس خاص کو کلی ہی کہین مگر جیسے انحصار فی فرد واحد کلیة مفہوم کے مخالف نہین ایسی ہی خصوص مصداق کلمہ اسکے مفہوم کے عموم کے مخالف نہین بہر حال یہہ کلمہ بذات خود مبہم ہے اسلئے صلہ کی ضرورت ہوتی ہے پہر اگر صلہ سے بہی بوجہ تام رفع ابہام ہو سکے

اورنہین ہواکرتا تو تعیین تام کے لئے اورقرائن کی ضرورت ہوگی اگر کوئی کسیکو روپیہ دیکر ما اعطیتک
فانفقہ علی عیالک مثلاً کہی تو صلہ مذکور سے یہہ معلوم نہوگا کہ روپیہ دیا یا کچہ اورہان قرائن خارجیہ سے البتہ
یہ معلوم ہوگی سو یہان بہی صلہ افاء سے تعیین حقیقۃً وماہیۃً معلوم نہین ہوتی البتہ آیۃ ہو الذی اخرج
الذین کفروا من اہل الکتاب من دیارہم اور آیۃ یخربون بیوتہم اور آیۃ لولا ان کتب اللہ علیہم الجلاء
اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اراضی مراد ہین اموال منقولہ مراد نہین اسکے بعد یہہ عرض ہے کہ آیۃ
اولی مین جو یہ ارشاد ہے ما اوجفتم علیہ من خیل الخ اہل فہم کو اس سے اتنا معلوم ہوگیا ہوگا کہ
مہاجرین والنصار وغیرہ کا اسمین کچہہ حق نہین یعنی جیسے لشکرکشی کی صورت مین بزور لشکر کچہہ
زمین مال وغیرہ ہاتہہ آتا ہے اور اسوجہ سے غانمین اور غازیون کا اوسمین استحقاق ثابت ہوجاتا ہے
ایسی طرح اموال فی کو نہ سمجہنا چاہئے القصہ علۃ ملک یعنی قبضہ اگر بزور بازوی لشکر حاصل ہو تو لشکر
مال مقبوض مین شریک ہوگا اور اگر لشکر کو نوبت جد وجہد نہین آئی بلکہ فقط فضل خداوند قدیر کفیل
قبض ہوگیا ہے تو پہر ملک خدا ہی رہیگا کسی اور کی ملک نہ سمجہا جائیگا اور اسوجہ سے اونہین لوگونکو اوسکی
آمدنی کا دینا ضرور ہوگا جو خدا کے نام پر بیٹہے ہین اور اوسکے نام لگی ہوئی ہین چنانچہ آیۃ ثانیہ مین
جو مصارف اموال فی کی تفصیل بیان فرمائی تو بعینہ یہ بات اوس سے نکلتی ہے فرماتے ہین ما
افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی الخ چونکہ خداوند کریم کہانے پینے
کا محتاج نہین ادہر کوئی خاص مصرف مصارف خیر مین سے ایسا نہین کہ اوسیکو خدا کا مصرف کہہ
سکین اور سوا اوسکے اور مصارف خیر کو نہ کہہ سکین اسلیئے کلمہ فللہ فقط اسی جانب مشیر ہوگا کہ اموال
فی ملک خاص خداوندی ہے یعنی باعتبار ظاہر جیسے اور اموال کو جو بیع شرا وغیرہ اسباب ملک سے حاصل
ہون باوجود مملوکیتہ خداوندی اورون کا مملوک بہی کہتے ہین اسطرح اموال فی مین سوا خداوند مالک الملک
اورونکی طرف انتساب درست نہین ہان اگر خداوند پاک نعوذ باللہ منہ خورد ونوش کا محتاج ہوتا یا مصارف خیر مین
یہ تفریق ہوتی کہ یہ خدا کا مصرف ہے اور یہ نہین تو البتہ پہر مثل اصناف باقیہ خداوند کریم بہی حصہ ششم
کا شریک ہوتا مگر جیسے خداے پاک کا خورد ونوش سے پاک ہونا ظاہر و باہر ہے ایسی ہی عدم تخصیص
ہے کسی مصرف کے لئے سبکے نزدیک مسلم اگر نیت اچہی ہے تو جیسے مسجد کا بنانا مثلاً خدا کا کام ہے ایسی ہی اموال الخ

صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ اصناف باقیہ کو بہی بشرط نیۃ خیر کہلانا پلانا خدا ہی کا کام ہے اسصورت میں
ین مفاد کلمہ فللہ بجز اسکے اور کچہہ نہین ہو سکتا کہ خانہ مالکیت مین باعتبار ظاہر بہی خدا ہی کا
کا نام لکہا جائے اسکے بعد فرماتے ہین فللرسول ولذی القربی الخ غرض بعد لام فللہ ال کے
دو لام اور موجود ہین جنسے اہل فہم کو بعد مرتبہ مالکیۃ دو اور مرتبونکی خبر ملی جسمین سے مرتبہ
استحقاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ استحقاق خداوندی سے کم اور مرتبہ استحقاق۔
ذوی القربیٰ وغیرہم سے زیادہ ہونا چاہیئے سو ایسا مرتبہ جو متوسط بین المرتبتین
اور بمقتضاء توسط ذو جہتین ہو وہ تو مرتبہ تولیۃ مع مصرفیۃ ہے کیونکہ بلحاظ تولیۃ
تو مرتبہ فوقانی یعنی مرتبہ مالکیۃ سے جو مشابہ ہے خداوند مالک الملک ہی کے ساتہہ
مخصوص ہے اور بلحاظ مصرفیۃ مرتبہ استحقاق احتیاج کے ساتہہ مشابہ ہے۔
جو ذوی القربی وغیرہم کے ساتہہ مشابہ ہے اور یہہ مرتبہ متوسط شان رسالت
کو مناسب بہی ہے اسلیئے کہ کلمہ رسول ایک نو معنی خلافۃ و نیابۃ خداوندی پر دلالت
کرتا ہے جسکے لئے تولیۃ کا ہونا بجاء خود ہے اسکے لئے شاہد کی ضرورت ہے
تو سنئے کہ مسجد خدا کی لئے مخصوص ہے باایںہمہ بوجہ خلافۃ حضرت آدم علیہ السلام
مسجود بنگئے اگرچہ اونکا مسجود ہونا ایسا تہا جیسا اب خانہ کعبہ مسجود ہے یعنی جیسا
کسی نے کہا ہے مصرع۔ قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہین۔ حضرت آدم مثل دیوار کعبہ مکرمہ
قبلہ وجہۃ توجہ الی اللہ ہین بالذات خود مسجود نہین غرض جیسے حضرت آدم علیہ السلام قائم مقام
اور خلیفہ علیہم وعلام ہوے اور اسوجہ سے آداب عبودیۃ باعتبار ظاہر انکے لئے ایسی طرح تجویز کی گئی
جیسے قایم مقام حاکم بالادست کے لئے اداب مسند بالادست تجویز کئے جاتے ہین اگرچہ قایم مقام حال کسی عہدہ
ماتحت سے برای چندی اوس عہدی پر آیا ہو ایسی ہی قائم مقام خدائی مالک الملک کے لئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے مرتبہ تولیۃ اموال خاص مملوکہ خداوندی جو خلافۃ مالکیۃ ہے مقرر ہوا اور آداب مرتبہ مالکیۃ
یعنی مضمون جملہ ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا جس سے آپ ہر طرح سے مختار
ہونا اور باختیار خود تصرف کرنا اور اوروں کا آپ کے سامنے دست +

دست نگر ہونا ثابت ہوتا ہی آپ کو ٹی تجویز کیا گیا اور ظاہر ہی کہ آداب مالکیۃ یہی دست نگری اور چون وچرا
کا اُسکی سامنی نکرنا ہی باقی یہہ فرق کہ یہان قایم مقامی بلحاظ مالکیۃ ہی اسکی لئی یہی قرینہ بہت ہی کہ
سوال کی نسبتہ فللہ فرمایا ہی اگرچہ آپکا قایم مقام ہونا بلحاظ اوصفات بہی ہی اور مواقع قرانی مین صحرح سے
چنانچہ جملہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اس نیابتہ وخلافتہ خاصکر خلافتہ حکومتہ اور خلافتہ علم پر
دلالتہ کرتا ہی حکومتہ کی خلافتہ کا ہونا تو خود ہی ظاہر ہی ہان خلافتہ علم اس آیتہ سی شاید سمجھہ مین نہ آئی ہو اسلئی
یہہ عرض ہی کہ منشا حکومتہ وامر ونہی خود یہی علم مصالح اور مضار مامور ہوتا ہی چنانچہ طبیب کی اطاعت
اسیوجہ سی سر دہرتی ہین اسلئی جو حاکم کہ مصالح ومضار رعیتہ سی واقف نہو اور اگر واقف ہو تو
علم مصالح ومضار کی موافق امر ونہی نفرمائی ہر کس وناکس اُسکو قابل عزل سمجھتا ہی اور بوجہ ظلم اُسکی
حکومتہ سی کوئی راضی نہین ہوتا ہان جیسی بیمار کو بخیال ضعف وناتوانی بوجہ اندیشہ مفرۃ وازدیاد مرض
اسکی پیرو اُستاد اور ماں باپ وغیرہ مخدومان ذو الاحترام اپنی تعظیم وتوقیر سی منع کردیتی ہین حالانکہ
ایام صحتہ مین کبہی منع نکیا تہا ایسی ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بیمار روزگار اور اُمتہ مرحومہ کو بوجہ ضعف عقول اپنی اُس تعظیم سی جس کو سجدہ کہئی اور بروی انصاف
بوجہ خلافتہ تامہ حضرت آدم علیہ السلام سی زیادہ آپ اُسکی مستحق تہی منع فرمایا تا کہ یہہ تعظیم انجام کار موجب
شرک نہو جای جو امراض روحانی اور قلبی ہین سب سی بڑا مرض ہی باینہمہ اداب عہدہ اگر کسی وجہ سی
کسی زمانہ مین وہ نرہین جو اول متقرر تہی تو کچہہ حرج نہین خود عہدہ اور اُسکی کارگذاری چاہئی خاصکر جبکہ
عہدہ دار خلافتہ ونیابتہ وولی عہدی تہو اداب مسند کو باین لحاظ موقوف کردی کہ کوی مجکو بادشاہ
نسمجھہ لی تو اس صورتین یہ بات تو نظر بادشاہ مین موجب مزید فضل ولی عہد وخلیفہ ونائب ہوگی گو
ظاہر بینان کم فہم کیفیتہ ظاہرہ کو دیکہکر کچہہ اور سمجھہ بیٹہین الغرض اگر بعض اداب مسند خلافتہ مفقود
ہین تو کچہہ حرج نہین کار عہدہ خلافتہ موجود ہی از انجملہ تو لیتہ ہی کیونکہ مالکیۃ قبض وتصرف واختیار داد ودہش
ہوتا ہی تو تولیتہ مین یہ سب موجود ہی اسلئی باقتضاء مفہوم رسالہ جیسی اقرار خلافتہ ضروری ہی ایسی ہی
تسلیم کار عہدہ خلافتہ یعنی تولیتہ بہی لازم ہی علاوہ برین بیعتہ خلافتہ جیسی بیعتہ اور نذر تخت نشینی بر سند بازاری
نہین لیجاتی بلکہ ارکین سلطنتہ اور درسار بادشاہت سی لیجاتی ہی ایسی ہی سجدہ خلافتہ ملائکہ سی
لیا گیا جو ملازمان درگاہ والا خداوندی تہی اور اونسی نہ لیا گیا مگر چونکہ تاکید سجدہ مذکور باینوجہ زیادہ

زیادہ ہوئی کہ بشہادت جملہ نحن نسبح بحمدک ونقدس لک خود ملائکہ منصب خلافة کی امیدوار تھی اور اسو
سے اُنکا سجدہ اور اونکو رفع اشتباہ کی لئی کافی ہوگیا تو اب اسکی بہی حاجتہ نرہی کہ اولاد بنی آدم
ملائکہ سجدہ کرین کیونکہ وجہ تکرار خیال فضیلت نوع ملک اور مفضولیتہ نوع بشر تہا جب وہ خیال ہی
تو اب کیا حاجتہ ہی نوع وہی کی وہی ہی باپ ہو یا بیٹا ہو اس صورت مین یہ تکرر سجدہ ایسا ہو
جیسا فرض کرین اُس شخص سی جسکی فضیلت اور لیاقة سلطنتہ مین کسیکو تامل ہو بعد تسلیم ہر روز
شخص بیعتہ کیا کری بالجملہ رسالة ونیابتہ کی لئی بعد حضرت آدمؑ سجدہ کی حاجتہ نہین مگر جیسے رسالة کو
لازم ہی اور کیون نہو اگر بادشاہ کسی شخصکو سفیر احکام مقرر کری تو اُس سفیر کی اطاعتہ بادشاہی
اطاعتہ ہوتی ہی اور اسیکو خلافتہ کہتی ہین ایسی ہی مفہوم رسالة اسبات کو مقتضی ہی کہ رسول اپنا کام
کار رسالتہ نہین کر سکتا اور ظاہر ہی کہ مفہوم رسول ہر دم وہر آن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا
جاتا تھا باقی رہا سونا کہانا پینا وغیرہ اگرچہ بظاہر کار رسالتہ سی کچہہ علاقہ نرکہتا ہو مگر باین لحاظ کہ یہ نہین
تو پہر کار رسالت کا ادا ہونا ہی معلوم ان سب باتونکو رسالتہ کا موقوف علیہ اور محتاج الیہ کہنا ضرور
اور کسب معیشتہ چونکہ مثل خواب وخورش ونوش لوازم بشریتہ مین سی نہین چنانچہ ہزارون کو بی کما
ملتا ہی اور اگر کمائی سی ملتا ہی ہی تو ہر کسیکو نئی ڈہنگ کی کمائی سی ملتا ہی اسلئے اُسکو منجملہ مبادی
ومقدمات کارگذاری رسالتہ نہین کہہ سکتی اسلئے اُسکا ترک کرنا ضرور پڑا اور موافق وعدہ صادقہ من کان
کان اللہ لہ جسکی طرف آیتہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ما اُرید منہم من رزق وما اُرید ا
لطعمون ان اللہ ہو الرزاق ذو القوة المتین بابلغ وجوہ مشیر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نا
ونفقہ خدا تعالی کی ذمہ ٹہرا اور کیون نہو یہ قاعدہ مقررہ ہی کہ جو کسیکی کام مین محبوس رہتا ہی اُسکا نان ونفقہ
اُسیکے ذمہ ہوتا ہے بی بی کا نان ونفقہ خاوند کی ذمہ اور غلام کا نان ونفقہ مولی کی ذمہ اسیوجہ سی
سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خُدا کی کام مین مصروف اور محبوس ہوئی تو آپ کا نان ونفقہ خدا
ذمہ کیون نہو اس تقریر سی جملہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور جملہ ان اللہ ہو الرزاق
ذو القوة المتین مین باہم ارتباط معلوم ہو گیا ہوگا اور نیز یہ بات ہی اہل فہم سمجہہ گئی ہونگی کہ جیسی تولیت
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رسالتہ کی اُس اضافتہ کا پرتوہ ہے جو مرسل بصیغہ اسم فاعل یعنی خدا تعالی کی طرف
ہوتی ہی جسکی طفیل مین خلافتہ مشار الیہ حاصل ہوئی ایسی ہی احتیاج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جسکی

اسوجہ سے نان و نفقہ کی ضرورت ہوئی اُس اضافتہ کا پرتوہ ہی جو مرسل الیہ یعنی امتہ کی طرف ہونی چاہئی جسکی باعث
اشتغال مسطور لازم آیا بالجملہ بحکم توسط مرتبہ رسالتہ اموال خاص خداوندی کی بنسبتہ آپ متولی ہی رہی
اور مصرف بہی مقرر ہوی اوراسلئی باعتبار تلفظ بہی آپ کو بیچ ہی مین رکہا تاکہ اشعار شریعتہ مطابق اقتضاء
حقیقتہ رہی اُسکی بعد ذوی القربیٰ کو بیان کیا کیونکہ مصرفیتہ ذوی القربیٰ یعنی اقرباء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
بالعرضیتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے وجہ اسکی یہ ہی کہ ہر خانمان اور ہر خاندان مین کمانیوالا وہ ہوا کرتا ہی جو سب
مین لایق فایق ہو اور سوا اُس کے سب اس کے دست نگر ہوا کرتی ہین سو خاندان نبوۃ مین سب مین افضل حضرت
افضل المخلوقات ہی تہی جب اُنکو کار خداوندی مین فرصتہ کسب معیشتہ نملی تو یون کہو تمام خاندان والی
نان ونفقہ کی طرف سی سراسیمہ ہوئی اسلئی بعد آپکی اُنکا لحاظ کرنا پڑا اسکی بعد اصناف باقیہ مین مساکین اور
ابناء سبیل ایسی درماندہ نہین ہوا کرتی جیسی یتامیٰ ہوا کرتی ہین کیونکہ مساکین کما تو سکتی ہین اور پہر
مساکین بہ نسبتہ ابناء سبیل زیادہ درماندہ ہوتی ہین آخر ابناء سبیل اپنی گہر سی تو خوش ہوتی ہین
ورنہ داخل زمرہ مساکین ہی سمجہی جاتی قسم علاحدہ نہ کیجاتی اسلئی بعد ذوی القربیٰ بہ ترتیب معلوم اُنکو ذکر
فرمایا اور کیف ما اتفق بیان نکیا باایں ہمہ اقرباء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساری ہی اُمتہ کی اقربا ہین چنانچہ
تحقیق مسطور بالا جو دربارہ ابوتیہ بمعنی اقربیتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم گذر چکی جسمین حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ نسبتہ امتہ مرحومہ اقرب ہونا اور والد روحانی ہونا ثابت ہو چکا ہی اس
مضمون کی موید ہے اور شاید اسلئی ذوی القربیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باضافتہ نہ فرمایا بلکہ
ذوی القربیٰ فرمایا تاکہ اطلاق لفظ عموم قرابتہ پر دلالتہ کری اور بہ نسبتہ اصناف باقیہ وجہ ترجیح اور علتہ
تقدیم ہاتہہ آئی علاوہ برین کار رسالتہ ایسا آسان نہین کہ معین اور مددگار کی حاجتہ نہو ہزار و ںسی
مخالفتہ اور ہزاروں سی مقابلہ اور ایسی اڑی وقتون مین اقربا ساتہہ دیا ہی کرتی ہین اور اسوجہ سے
انہین سی کسیکو اپنی کہانیکی کمانیکی فرصتہ میسر نہین آیا کرتی اسلئی اُسکی نان ونفقہ کو بہی ایسا ہی سمجہو
جیسا نان ونفقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ اُنہین اقرباء کو آپنی اس
اس قسم کی اموال مین سی دیا ہی جنسی معونتہ ومددگاری ظہور مین آئی چنانچہ ناظران احادیث پر
پوشیدہ نہوگا لیکن جیسی آیتہ اولی یعنی ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب
ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شی قدیر سے یہہ بات واضح ہوگئی تہی کہ اموال

فی بعد احراز وقبض یہی خدا ہی کی ملک خاص مین ہین اور بوجہ عدم اسباب مالکیۃ بشری اورونکو اُس سے
کچھہ تعلق نہین آیۃ ثانیہ سے اول تو یہ بات روشن ہو گئی کہ وہ اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شی ملک نہین ورنہ ذوی القربی اور یتامی اور مساکین اور ابناء سبیل کو اُس سی کیا علاقہ تہا غرض
کلمہ لکن اللہ یسلط رسلہ سی کوئی یون نہ سمجہی کہ اگر اہل لشکر کو اُس سی کچھہ علاقہ نہین تو کیا ہوا تسلط
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو موجود ہی اور تسلط وقبض ہی موجب وعلۃ حقیقی ملک ہی چنانچہ حدوث ملک
اول نباتات خودرو اور حیوانات غیر پرورده مین اگر ہوتا ہی تو اسی قبض سی ہوتا ہی اور بعد ازان
بیع وشرا واجارہ ہبہ میراث وحبینہ سی اگر ملک حاصل ہوتی ہی تو بوجہ حصول قبض حاصل ہوتی ہی غرض
اگر قبض متبدل ہو جاتا ہی تو ملک بہی متبدل ہو جاتا ہے ان اسباب کو اسباب مستقلہ ملک نہین کہہ سکتی ہان یہ کہئی
کہ اپنا قبضہ ہو یا وکیل عام یعنی خلیفہ وبادشاہ عادل کا قبضہ ہو یہ کچھہ ضرور نہین کہ اپنا ہی قبضہ ہو تو
ملک ہو نہین تو نہین ہان اگر خلیفہ وقت کا ہی قبضہ اوٹھہ جائی اور کفار متسلط ہو جائین تو پہر ملک کی باقی
رہنی کی کوئی صورت نہین مگر تسلط نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اموال فی پر بشہادۃ آیۃ فی ہی ثابت ہی
اسلئی آپکی ملک کا اقرار ہی لازم ہی غرض اس تسلط سی یہ دہوکا نہ کہانا چاہئی کہ اموال مملوکہ نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم تہی کیونکہ بشہادۃ جملہ ولکن اللہ یسلط رسلہ یہہ تسلط اپنی طرف سی نہ تہا بلکہ تسلط
وکالۃ ورسالۃ تہا اور حاصل جواب اسصورت مین یہہ ہوا کہ تسلط کو یہ لازم نہین کہ تسلط ذاتی ہو اگر تسلط
من جانب الغیر ہوگا جب ہی اُسکا نام تسلط ہی ہوگا اس صورت مین مفہوم تسلط تسلط ذاتی اور تسلط
وکالۃ دونون سی عام ہوا بایں ہمہ آیۃ ثانیہ ہی تسلط وکالۃ ہی پر دلالۃ کرتی ہی چنانچہ یہہ معروض مذکوم
جو اوپر لکہکر فارغ ہوا ہون اسپر شاہد اور نیز مضامین آیندہ اُسکی تائید کرتی ہین پہر اس تسلط کو موجب
ملک سمجہ لینا کمال خوش فہمی پر دلالۃ کرتا ہی القصہ اول تو جملہ لکن اللہ یسلط رسلہ ہی اس وہم کا جواب
ہی دوسری آیۃ ثانیہ سی یہی معلوم ہوا کہ وہم مالکیۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو جملہ لکن اللہ یسلط
رسلہ سے ہی ہوتا تہا محض بیجا ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہوں تو پہر نہ فللہ کی کوئی
معنی ہین اور مصارف باقیہ کی ذکر کرنی کی کوئی وجہ بلکہ یہہ دونون کلمی باعتبار معنی مفہوم غلط ہو جائینگی
معہذا آیۃ ثانیہ سی یہ بات ہی واضح ہو گئی کہ مصارف مذکورہ کو استحقاق دعوی ملکیۃ نہین ہو سکتا
وجہہ اسکی یہہ ہی کہ استحقاق کی دو قسمین ہین ایک استحقاق مالکیۃ دوسرا استحقاق مصرفیۃ

استحقاق مالکیۃ مین توقبض یا مقتضیات قبض مثل بیع وشرا وغیرہ اسباب مذکورہ کا ہونا ضروری ہی اور اسیوجہ سی
جہان قبض یا مقتضیات قبض میسر آجاتی ہین وہان مستحق کو داد و فریاد کی گنجایش ہوتی ہی اور استحقاق مصرفیۃ مین
ناداری اور افلاس کافی ہی خواہ وہ افلاس بوجہ عدم لیاقت ہو جیسی یتامی مین ہوتاہی یا بوجہ عدم مساعدۃ اسباب
جیسی مساکین وابناء سبیل مین ہی یا بوجہ اشتغال بکار دیگر جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتہ
عرض خدمت کر چکا ہون اور نیز آپ کی اقربا کی نسبت معلوم ہو چکا ہی بہرحال مصارف مندرجہ آیتہ ما افاء اللہ کا
استحقاق از قسم استحقاق مصرفیۃ ہی از قسم استحقاق مالکیۃ نہین اور اس باب مین مصارف مندرجہ آیتہ فی اور
مصارف مندرجہ آیتہ صدقات یعنی انما الصدقات للفقراء اور مصارف مندرجہ آیتہ خمس یعنی واعلموا انما غنمتم
من شئی فان اللہ خمسہ الخ سب کے سب باہم ہمدوش یکدیگر ہین بالجملہ مصارف مندرجہ آیتہ صدقات کا استحقاق
بالاتفاق از قسم استحقاق مصرفیۃ ہی از قسم استحقاق مالکیۃ نہین اور اسوجہ سی فقراء وغیرہ مصارف صدقات کو
اغنیاء کی نالش کا اختیار نہین اور اغنیاء کو کسی ایک فقیر کی دیدینی کا اختیار اسلئی ایک کا دیدینا ہی موجب
سقوط فرض ہوجاتاہی ورنہ جہان کی تمام فقراء ومساکین کو ڈہونڈ ڈہونڈ کر دینا بایں وجہ کہ حد بشری سی خارج
ہی کبہی ممکن نتہا اور اسقدر تکلیف دیجاتی تو پہر کسی صاحب زکوۃ کی نجات کی کوئی صورت نتہی مگر ایسی ہی
مصارف مندرجہ آیتہ فی کو بہی نالش وفریاد وغیرہ لوازم استحقاق مالکیۃ کی گنجایش نہین اور متولی کو عطاء
فی مین صنف واحد کی تخصیص کا اختیار کیونکہ بدلالتہ مفہومات عنوانات مصارف مندرجہ آیتہ فی
استحقاق اگر ہی تو از قسم استحقاق مصرفیۃ ہی از قسم استحقاق مالکیۃ نہین ہو سکتا چنانچہ بوجہ احسن
معروض ہو چکا اور اسکی تشریح کی گئی یہہ اور معروض ہی کہ اگر بالفرض لام للرسول اخبار تولیۃ ومصرفیۃ پر
دلالتہ نکری بلکہ لام ملک ہو اور مالکیۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کری تو اس صورت مین بالضرور
لام لذی القربی بہی لام ملک ہوگا اور مالکیۃ ذوی القربی اور نیز بحکم عطف مالکیۃ اصناف باقیہ پر دلالتہ کریگا
اس صورت مین اول تو جناب سید المعصومین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ اعتراض لازم آئیگا کہ ایک
مال کہ احق مدۃ العمر وہاں رکہا تقسیم کرکی اصل زمین کا دینا تو درکنار آمدنی مین بہی یا دنکیا آخر کون کہدیگا
اموال فدک اور بنی النضیر کو ایسی طرح تقسیم کیا کہ کوئی مسکین اور یتیم اور ابن سبیل اور اقرباء نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم مین سی کوئی باقی نرہا ہو دوسری اس صورت مین اموال واراضی فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اصناف باقیہ مین مشترک ہونگی اور مال مشترک مین ضروری ہی کہ سہام بقدر افراد اصناف شرکاء ہون

اگر فرض کرو کسی مورث کی مال مین موافق مذہب اہل سنت کچھہ ذوی الفروض اور کچھہ عصبات شریک ہون
یا موافق مذہب فریقین یون کہئی کہ اولاد پسری اور دختری شریک ہون مثلاً تو اس صورت مین سہام
بلحاظ حصص و افراد شرکاء مقرر ہونگی فقط لحاظ عدد اصناف نکیا جائیگا القصہ تعداد سہام مین افراد اصناف
مندرجہ آیتہ مذکورہ پر نظر ہونی چاہئی مگر ذوی القربی اور یتامی اور مساکین اور ابناء سبیل کی لئی کوئی عدد مقرر
نہین اسلئی سہام مشترکہ کا کچھہ تعین نہین ہوسکتا اور اقرار ملک اصناف باقیہ کی کوئی صورت نہین جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکیتہ اور ملک اموال فی مین ثابت ہو اس سی بڑہکر اور یہی للفقراء والمہاجرین الذی
القربی سی بدل واقع ہوا ہی اور اُسپر بطور عطف یہہ ارشاد ہی والذین تبوء والدار والایمان من قبلہم
اور نیز بطور عطف ہی پہر یہہ ارشاد ہی والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان الخ اسلئی تابعین سی لیکر قیام قیامتہ تک جسقدر مسلمان پیدا ہون اور صحابہ کے دعاگو ہون
اُن سکو اموال فی مین شریک ملک کہنا پڑیگا مگر سب جانتی ہین کہ اموال مملوکہ کی لئی مالکونکا بالفعل موجود
ہونا ضرور ہی جو لوگ کہ ابہی ساحۂ وجود مین قدم رکہتی ہی نہین پائی وہ کیونکر مالک اموال مملوکہ بالفعل
ہوسکین ایسی بات کوئی نادان ہی نہین کہہ سکتا تسپر شیعہ بیوجہ تکرار کرتی ہین اگر بالفرض اصناف مذکورہ
مالک اموال و اراضی فی ہوتی ہی تو شیعونکو کیا ملجا تا کلام اللہ مین تو پہلی ہی اُنکی محرو م کرنیکو لئی یہ قید
لگا دی ہی یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا الخ سو اُنکی دعاگوئی نسبتہ صحابہ کرام
سبہی کو معلوم ہی مگر شاید اسی جلن مین طعن فدک مین یہ بیہودہ سرائی ہی علاوہ برین جملۃ کی لایکون
دولۃ بین الاغنیاء منکم بہی اسی بات پر شاہد ہی کہ اموال فی اصناف مندرجہ آیتہ کی مملوک نہین بلکہ اگر یون
کہئی کہ یہ جملہ اس بات پر دلالۃ کرتا ہی کہ اراضی مذکورہ اصناف مسطورہ بالفعل تو کیا مملوک ہوتی
آیندہ بہی مملوک نہین ہوسکتی تو بجا ہی اسلئے کہ درصورت تملیک اغنیاء مین متداول ہوجانا قریب لوقوع
ہے اسلئی کہ فقیر دنکی اولاد کبہی غنی ہوجاتی ہے سو اگر فقراء کو مالک کہئی تو انکی اولاد کا انکی انتقال
کی بعد اُن اموال کا مالک ہوجانا بوجہ میراث لازم ہی اور تداول مذکور کا وقوع مین آنا ضرور
اور ظاہر ہی کہ یہہ بات عموم الفاظ کی مخالف ہی اگرچہ بظاہر غرض اس جملہ سی فقط اتنی معلوم ہوتی
ہے کہ خلیفہ وقت مثل سرداران زمانہ جاہلیت اس قسم کی اموال کو اپنا حق خاص نہ سمجھہ لین
ان تمام مضامین سی اراضی فی کا بالفعل غیر مملوک ہونا بلکہ بعض سی تو آیندہ کو بہی غیر مملوک

ہونا ظاہر ہو چکا اب لازم یون ہے کہ فرق اموال منقولہ وغیر منقولہ ظاہر کیا جای تاکہ بعض شبہات
مخلہ کسی کم فہم کو حیران نکرین اسلئی یہہ معروض ہی کہ لام لذی القربی اور نیز لام للرسول بلحاظ جہتہ ثانیہ
یعنی جہتہ مصرفیتہ لام انتفاع ہی لام ملک نہین چنانچہ خود مضمون مصرفیتہ اسکی لئی شاہد ہی اور وجوہ
مذکورہ بالا اُنکی مالک نہونی پر دلالت کرتے ہین مگر اموال منقولہ سی انتفاع اگر متصور ہی تو جبہی متصور
ہی جبکہ اپنی ہاتہہ مین آجائین روٹی کا کہانا اور کپڑیکا پہننا اور ہتہیارون سی مدافعتہ دشمن قبل قبض
ممکن نہین پہر جب اسبات کا لحاظ کیاجای کہ اموال فی بشہادہ فللہ مملوک خداوند مالک الملک ہین اور اہل مصرف
کے نفع کے لئے مقرر پہر باانہمہ قبض اہل مصرف متحقق ہو گیا تو اسصورتین اموال فی اور مافی الارض مین کیا
فرق رہگیا وہ بہی بشہادۃ للہ ما فی السموات والارض اور بشہادہ وللہ ملک السموات والارض خداہی کی
ملک تہی اور پہر بشہادۃ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ہی آدم کی نفع کی لئی مخلوق اسلئی کہ لام لکم لام نفع وانتفاع
ہی لام ملک نہین چنانچہ یہان ہی وہان جیسی علتہ تامہ ملک عباد قبض تام ومستحکم تہا بیان ہی قبض تام
ومستحکم موجب ملک ہوگا مگر قبض تام یہی ہی کہ پہلی کسی اور کا قبضہ نہو چکا ہو اور ہو چکا ہو تو معاوضہ قبض ہو چکا
ہو جیسی بیع وشرا وغیرہ مین ہوا کرتا ہو ورنہ پہر وہ قبضہ یا تو قبضہ امانتہ ہوگا یا قبضہ غصب سو قبضہ امانتہ
تو قبضہ مالک ہی کا پرتو ہی قبضہ تام اگر کہئی تو اُسکی قبضہ کو کہئی کیونکہ مالک کو امین کی قبضہ کی اوٹہادینکا
اختیار ہی امین کو قبضہ مالک کی اوٹہادینی کا اختیار نہین اور قبضہ غاصب گو قبضہ مالک کا پرتو نہین پر
قابض ولایتہ یعنی خلیفہ وقت کی قبضہ مین ہوتا ہی اور خلیفہ وقت حمایت مالک کی لئی مقرر ہوتا ہی حالی غاصب
نہین ہوتا اسلئی قبضہ غصب بہی قبضہ تام اور قبضہ مستحکم نہین مگر قبضہ اہل مصرف اموال فی پر چونکہ ایساہے
ہی جیسا قبضہ بنی آدم ما فی الارض پر کیونکہ نہ قبضہ امانتہ ہی نہ قبضہ غصب تو بالضرور یہہ قبضہ موجب ملک
ہوگا اور کیون نہو حیوانات صحرائی اور نباتات خود روئیدہ اگر ملک مین آتی ہین تو بوسیلہ قبض ملک مین آتی
ہین اور ملک سی نکلتی ہین تو بذریعہ زوال قبض ملک سی نکلتی ہین ہان زمین سی انتفاع اہل مصرف قبل
قبض اور بعد قبض دونون طرح متصور ہی اگر زمین فی قبضہ متولی مین رہی اور اُسکی آمدنی کو متولی اہل مصرف
مین تقسیم کرتا رہی تب ہی غرض اصلی حاصل ہی اور خود اہل مصرف کی تصرف مین رہی اور وہ بطور خود
اُس کا انتظام کرکے اُسکی آمدنی کو اپنی صرف مین لاوین تب ہی متصور ہی بہر حال قبضہ اہل مصرف ضروریات
انتفاع مین سی نہین جو خواہ مخواہ اُسکی ضرورۃ ہو اور جب قبضہ ضروریات انتفاع مین سی نہوا تو

باشارہ لام اور انتفاع اُسکی خواستگاری نہین ہوسکتی بغرض تولیتہ باتخفیف تصدیع متولی ہو تو ہو
اور ظاہر ہی کہ لام للرسول جو بوجہ توسط تولیتہ پر دلالۃ کرتا ہی تو بحیثیۃ تولیتہ نیابتہ و امانتہ مالک حقیقی
پر دلالۃ کرتا ہی ملک پر دلالۃ نہین کرتا مگر آپ جیسی متولی تہی ایسی ہی مصرف بہی تہی چنانچہ توسط نہ کور
اسپر بہی شاہد ہی اسلئی زمین فی اگر اہل مصرف کی قبضہ مین ہی آجائیگی تو قبضہ امانتہ یا تولیتہ ہوگا قبضہ انتفاع
و ملک نہوگا ہان یہ بات مسلم کہ زمین فی کی آمدنی یا غلہ کو متولی چاہئی جمیع اصناف مصارف بلکہ جملہ افراد
جملہ اصناف کو اگر بن پڑی تو بانٹ دیا کری چاہی ایک صنف کو یا ایک فرد کو دیدیا کری بشرطیکہ قدر عطا [illegible]
کی مایحتاج سی بادی النظر مین زاید نہ معلوم ہو کیونکہ استحقاق مصرفیۃ مین اگر دو شخص برابر بہی ہون
تو یہہ ضرور نہین کہ عطا مین بہی متساوی رہا کرین ورنہ ایسی طرحکا اضافہ اس قسم کی مستحق نہین حد بشری
سے خارج ہی آیۃ صدقات یعنی انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ اور آیۃ خمس یعنی واعلموا انما غنمتم من
شئی فان للہ خمسہ وللرسول الخ اور آیۃ فی یعنی ہی ما افاء اللہ علی رسولہ اہل القری فللہ وللرسول الخ
کی مصارف کو دیکہئی تو شرق و غرب و جنوب و شمال مین پہیلی ہوئی ہین متولی کس کس کو ڈہونڈتا پہرا کری
خاصکر جبکہ مال مقسوم قدر قلیل ہو اسلئی اموال زکوۃ اور خمس اور فی کا ہر ہر فرد کو دینا ممکن نہین [illegible]
نہین اس صورت مین قبضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فدک پر یا قبضہ مرتضوی رضی اللہ عنہ جو بعہد [illegible]
خلیفہ ثانی مین حاصل تہا موجب ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا موجب ملک مرتضوی رضی اللہ عنہ نہین
ہوسکتا علی ہذا القیاس بعض قری فی کا خرچ خانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی خاص ہونا [illegible]
دلیل ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہوسکتا علی ہذا القیاس حضرت عمر کا بعض قری فی [illegible]
کہ کانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ اور کہا قول اختصاص ملک پر دلالۃ نہین کرتا بلکہ [illegible]
مصرفیۃ پر دلالۃ کرتا ہی اور بعض مواقع مین یہہ غرض ہی کہ حصہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اموال [illegible]
مین حق مسند و سجادہ نہین جو آپ کی جانشین اور پہر آپ کی جانشینونکی جانشین ہمیشہ کو اُسکی مستحق [illegible]
اور نہ حق مالکیتہ ہی جو بغرض محال اگر موت جسمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی اُس قسم کی فرض کیجئی
ہمارے تمہاری لئی مقرر ہی تو وارثونکو امید حصہ کتنی فرائض ہو بلکہ حق منصب رسالتہ ہی اسلئی آپ
کی ذات بابرکات علیہ وعلی آلہ الصلوت والتسلیمات کے ساتہہ خاص رہا وارثونکو بطور ملک دیا گیا
نہ خلفا کو اُس مین کچہہ دعوی ہوا اور اگر بالفرض اس مال مین سی بوجہ تعلق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کسیکو کچھہ ملتا ہی تو خلفاء کو ملتا اقربا کو نہ ملتا کیونکہ اول تو ذی القربیٰ کے لئے خداوند عادل نے پہلے
ہی ایک سہم مقرر کردیا ہے دوسرے سہم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حق منصب رسالۃ و نبوۃ ہوا تو خلفاء کار
نبوۃ ہون اونہین کو ملنا چاہئے اور ظاہر ہے کہ کسیکا خلیفہ کام کیا کرتا ہے اور وہی کام کیا کرتا ہے جسمین وہ
خلیفہ ہوتا ہے اس صورت مین اگر مستحق ہوتے تو خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوتے
اقربا نہوتے مگر انصاف اسے کہتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے استحقاق کے ایسے نفی کردی کہ
پہر کسی خلیفہ کو ہوس سہم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باقی نرہے ورنہ خودکردگان زمانہ جاہلیۃ اور افسانہ خوانان
دورہ فترہ آگے پیچھے اس قسم کی تاویلات شرعیہ سے اس سہم کو دبا بیٹھتے لیکن قدرشناسی ہی اسے ہی کہتے ہین
کہ حضرات شیعہ نے نہ عقل کے مانی نہ نقل کی سنی اس انصاف پر سنے کے بدلے خلفاء راشدین کے حق مین
گستاخیان کرکے اپنی عاقبت خراب کی سوا اسکے آیۃ اولی یعنی آیۃ فما اوجفتم کو پڑہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کا یہ ارشاد کہ ہذہ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ اور آیۃ ثانیہ یعنی فللہ وللرسول ولذی القربی کو پڑہ کر
یہ کہنا ہذہ لہولاؤ اس جانب مشیر ہے کہ تولیۃ بالذات جسے ملک متوسط کہئے اور برزخ مین الملک الحقیقی والملک
المستعار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے یعنی جیسے مالک حقیقی خداوند مالک الملک کو اختیار ہے جسے چاہے
عطا کرے جسے چاہے کچھہ ندے بوجہ خلافۃ خداوندی یہ منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے چنانچہ آخر آیۃ مین
یہ ارشاد وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اسی مضمون کی تصریح اور اسی اجمال کی تفصیل ہے اور سر اسمین
یہ ہے کہ افاضہ وجود وکمالات وجود مخلوقات کی جانب اگرچہ خزانہ خداوندی ہی سے ہوتا ہے مگر بشہادۃ آیۃ۔
النبی اولی بالمؤمنین اور آیۃ خاتم النبیین چنانچہ تقریرات مرقومہ بالا سے واضح ہوچکا اور نیز بشہادۃ دیگر آیات
و تائید تحقیقات ارباب مکاشفات وہ سب افاضہ بواسطہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایسی طرح
ہوتا ہے جیسے شب کو بواسطہ قمر افاضہ نور آفتاب ہوا کرتا ہے اسلئے تولیۃ حقیقی جسکا ماحصل وہی خلافۃ
تقسیم ہے آپ ہی کو عطا ہوئی ہان بطور کارگذاران پیش دست آپکی بعد خلفاء راشدین اسکام کو کرتے
رہے سو جیسے سلاطین زمان اگر کسیکو کچھہ دیتی ہین تو بواسطہ خدام وملازمان سلطنت دلا دیتی ہین اور پہر
خدام وملازمانو کا دینا سلاطین ہی کا دینا سمجھا جاتا ہے ایسے ہی خلفاء راشدین کی داد و دہش اموال فی
مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی داد و دہش سمجہو انکا دینا کوئی امر جداگانہ نہین جو انکی لئے ہی تولیۃ مستقل ثابت کیجائی

عمر کا یہہ کہنا کہ ہذہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ غلط ہو جای الحاصل زمین فی مین تین استحقاق
ایک دوسرے سے کم و زیادہ ہوتے ہین اول درجہ کا استحقاق جسکو استحقاق ملک و مالکانہ کہئی وہ خدا
مالک الملک کی لئی ہے اور دوسرے درجہ کا استحقاق جسکو تولیۃ اور استحقاق تصرف و اختیار تقسیم کہئی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی ہے اور تیسری درجہ کا استحقاق جسکو استحقاق مصرفیۃ کہئی وہ اصناف باقی
لئی ہی مگر چونکہ قوی ضعیف کو متضمن و مشتمل ہوا کرتا ہی اسلئی جیسی استحقاق اول استحقاق ثانی کو متضمن
اور مشتمل ہی ایسی ہی استحقاق ثانی بوجہ قابلیۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جسکو احتیاج کہئی استحقاق
کو متضمن اور مشتمل ہوگا اگرچہ بوجہ توسط آپکا ذو جہتین ہونا ہی دونون استحقاقون کا بقدر قابلیت
تہا مگر استحقاق اول اعنی استحقاق خداوندی قابل نہین ایسی ہی استحقاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی استحقاق تولیۃ کسی وقت قابل زوال نہین چنانچہ ما افاء اللہ فللہ وللرسول کا جملہ اسمیۃ ہونا رسالت
اسپر شاہد ہی ہان اسطرح دوام استحقاق مصرفیۃ بہی ثابت ہوگا لیکن دوام استحقاق مصرفیۃ نہ
کہ مستحق کو حق ملنا ضروری ہی اورنہ در صورۃ اخذ غیرہ استحقاق زائل موجب یہہ بات روشن ہوگئی
اتنا اور سن لیجئی کہ اگر مرتبہ متوسط یعنی مرتبہ تولیۃ اراضی فی مین نہوتا تو پہر مثل دیگر اراضی
ہو جانے مین کہ وقت نہ تہی کیونکہ اس صورت مین دو مرتبہ ہوتی اور ظاہر ہی کہ مرتبہ اول یعنی خداوند
ملک کی ساتہہ مجتمع ہو سکتا ہی اور کیون نہو اور وں کی ملک خدا ہی کی ملک کا پرتوہ ہے وہ نہو تو یہہ
ہو ہان مرتبہ تولیۃ اہل مصرف کی ملک کی ساتہہ مجتمع نہین ہو سکتا کیونکہ ملک بشرطیکہ موانع تصرف
مرتفع ہو جائین تصرفات مالکانہ کی خواستگار اور تولیۃ کی ساتہہ سواء متولی اور ونکا اختیار منصوب
نہین بالجملہ مواقع مختلفہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نیز بعض صحابہ سے اظہار اختصاص نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم نبسبتہ اموال فی اکثر ثابت ہوا ہی تو علی حسب الاختلاف یہ معانی ثلثۃ مراد ہین مگر کم فہمی
کیا کیجئی جیسی بہو کی کو دو اور دو سے چار روٹیان ہی سمجہہ مین آتی ہین حضرات شیعہ کو کسی قسم کا
کیون نہو ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سمجہہ مین آتی ہی ان تمام مضامین کی دیکہنی والونکو نہ در
فدک و اراضی بنی نضیر انشاء اللہ شبہ مالکیۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہیگا اور نہ دربارہ
خمس یہ وہم دلمین رہیگا کیونکہ مصارف خمس بہی وہی مصارف فی ہین اور انداز بیان ہی وہی
ہی جو انداز بیان مصارف فی ہی وہان اگر تین لام فللہ وللرسول ولذی القربی مفہومات

ثلثہ پر داخل ہوی ہین یہان بہی وہی تین لام اونہین مفہومات ثلثہ پر وارد ہین ہان احتمال تردد ہی
تو بنسبت اموال موہوبہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مگر یہہ تردد اہل سنت کو اسوقت مضر تہا کہ سواء انکار
ملکیتہ اور کوئی صورت جواب نہوتی درصورتیکہ دوام حیات جسمانی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوچکا ہو
در خصوص خطاب یوصیکم اللہ ظاہر ہوگیا ہو تو پہر ایک مملوکیتہ سی کیا ہوتا ہی بااینہمہ اموال موہوبہ
کی ملک بہی اگر غور سی دیکہئی تو وہی ملک نیابتہ ہی ہبہ مخیریق یہودی بوجہ اعتقاد رسالتہ تہا اور ظاہر
ہی کہ منصب رسالتہ وہ منصب خلافتہ ونیابتہ خداوندی ہی اسلئی مقتضاء حقیقتہ شناسی وحقیقتہ سنجی
یہہ ہی کہ ایسی ہدایا کو داخل خزانہ خداوندی سمجہئی اور سواء کار سرکاری اور کسی کام مین صرف نہ کیجئے
اور کار سرکاری وہی تبلیغ احکام خداوندی یا اعلاء کلمتہ اللہ ہے جسکے لئے رسل بہیجی جاتی ہین غرض
کار رسالتہ وجہاد مین جو کچہہ صرف ہو فبہا ورنہ باقی کو بجنسہ محفوظ رکہنا چاہئے تاکہ آیندہ کو بہی اسی کام
مین صرف ہوتا رہی ہان صرف ذوی القربی اور یتامی اور مساکین اور ابناء سبیل بہی منجملہ اعلاء
کلمتہ اللہ سمجہنا چاہئی کیونکہ اگر یہہ نہو تو پہر تعمیل احکام ان اقسام سی معلوم اور ظاہر ہے کہ اعلاء
کلمتہ اللہ بے تعمیل احکام ملک علام متصور نہین اور اگر فرض کیجئے یہ صرف منجملہ صرف اعلاء کلمتہ اللہ نہین
تو پیش برین نیست مصارف سرکاری ضرورت اداء رسالتہ اور ضرورت اعلاء کلمتہ اللہ ہی مین منحصر نہو
یہہ چار قسمین اور سہی مگر اسمین کچہہ شک نہین کہ اصناف مذکورہ کی خبرگیری بہی منجملہ مصارف خداوندی
ہی جیسے خرچ مہمات صرف سرکاری شمار کیا جاتا ہی ایسی ہی خرچ خیرات بہی جو سرکار کی طرف سی ہوا
کرتا ہی منجملہ مصارف سرکاری سمجہا جاتا ہی بہرحال ہبہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حق سرکاری ہی چنانچہ
قواعد فقیہہ بہی اُسکی موید ہین اور دستور سلطنتہ بہی اسپر گواہ ہی اطفال خوردسال کو مثلاً اگر بلحاظ
والدین کوئی کچہہ دیتا ہی تو وہ حق والدین ہی فقہاء کی نزدیک سمجہا جاتا ہی ادہر دربار گورنری کا
نذرانہ خزانہ سرکاری مین جمع کیا جاتا ہے اور گورنر کو نہین دیا جاتا علاوہ برین مالک حقیقی
وہ خداوند مالک الملک ہی اور ونکی ملک اُسکی ملک کی سامنی حکم قبضہ عاریتہ رکہتی ہی ہان جیسے
اطفال خوردسال کو یہہ تمیز نہین ہوتی کہ مال مستعار اور مملوک مین کیا فرق ہی اور اگر انکو کوئی تجمل
برای چندی کوئی کپڑا پہنا دی یا کوئی چیز برائے چندے لا دی تو یہہ نہین سمجہتی کہ یہ کسنی دی ہی
اور وہ کون ہی ایسی ہی سواء انبیاء علیہم السلام اور کسیکو یہہ تمیز پوری پوری نہین ہوتی

اگر ہوتی ہی تو انبیاء علیہم السلام کے تبلانے ہی سے ہوتی ہے خود اونکی عقل اسکی ادراک کے لئے کافی نہین ہوتی
ہان انبیاء کرام علیہم السلام کی واسطہ اوس قبضہ اقتدار خداوندی سے واقف ہوتی ہین جو علتہ ملک ہوتی
ہے اسلئے وہ اپنی اوس قبضہ کو جو قبضہ خداوندی کے سامنے کچہہ حقیقۃ نہین رکہتا کان لم یکن سمجہتے
ہین اور اسلئے قابل میراث نہین سمجہتے کیونکہ مال مستعار مین میراث جاری نہین ہو سکتے اور ظاہر ہے کہ
ملک عباد نسبتہ ملک خداوند مالک الملک بمنزلہ اختصاص استعارہ ہے ہان امتیونکو اپنا ہی قبضہ نظر آتا ہے
اسلئے بوجہ چشم پوشی اسباب مین داد دگذاشت مناسب سمجہے تا کہ مثل اطفال بے تمیز جو وقت استر
عاریۃ غل مچایا کرتے ہین شور برپا نکرین بالجملہ مال انبیاء کرام علیہم السلام کسیطرح قابل میراث
نہین ان اوراق کے دیکہنے والونکو بشرط فہم اسبات مین تو انشاء اللہ شبہ باقی نرہیگا کہ مقدمات ثلثہ
جن پر بناء دعوی میراث ہے تینونکی تینون غلط اور اونکے نقائض اور اضداد صحیح پر شاید خلجان باقی رہے
تو یہ رہے کہ اگر یہی تہا تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا خلیفہ اولی سے طالب میراث کیون ہوئین اور
ہونا ہی تہا تو اس تانہ صدمہ مین کہ عالم مین کوئی صدمہ کسی پر ایسا نہوا ہوگا ایسی متاع قلیل کا
سوال کیون کیا اور کیا ہی تہا تو بعد استماع ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ
سر تسلیم خم کرنا تہا نہ یہ کہ برسر پرخاش خلیفہ اول ہو کر اوٹہے ترک کلام وسلام کر دیا الغرض رد و افض
کیطرح مدافعۃ نواصب بہی ضرور ہے تا کہ کوئی یون نکہے اسطرح سے مطالبہ بیجا اس ترک دنیا پر حضرت زہرا رضی
اللہ عنہا سے نہایت ہی مستبعد ہے اسلئے کچہہ اور قلم گہسانے کی ضرورت ہے سنیے اس شبہ کو تحلیل کیجئے تو تین
اعتراض نکلتے ہین ایک تو مطالبہ بیجا دوسرے ایسے وقت مین یہہ شور ناسزا تیسرے عدم تسلیم ارشاد
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سو بر دے انصاف بعد استماع تقریرات گذشتہ دو لونکی جوابدہی اگر ہے تو فریقین
کے ذمہ ہے اور اگر کسیکو بوجہ کم فہمی امید جواب سوالۃ ہذا ہو تو شبہ ثانی بالیقین دونو طرف وارد ہے مگر ہماری
نیاز مندی دیکہیئے کہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہ پر کسیکی حرف گیری گوارا نہین ورنہ ہمارے طرف سے بطور الزام شیعہ
جواب مین ہے یہ بات بیجا نہتی درصورتیکہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بجواے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ایک بات بیان کرتے ہون اور یہ بات بہی ایسی ہو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیۃ یعنی علیۃ اور
منشائیۃ انتزاع اور مصدریۃ ثابت ہوتی ہو اور دوام حیات روحانی وجسمانی پر وہ بات شاہد ہو اور حضرت

زہرا رضی اللہ عنہا کا مطالبہ میراث مستلزم عدم افضلیۃ اور عدم دوام حیات جسمانی ہو تو اسصورت مین اگر اعتراض
ہے تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا پر ہے حضرت خلیفہ اول پر کیا اعتراض بہر حال یہ غلام خاندان نبوۃ سگ
کوچہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین بتقاضاء اعتقاد درونی دربارہ مدافعۃ اعتراض مشار الیہ یہ
عرض پرداز ہے کہ دوام حیات جسمانی کا حاصل بجز طول حیات دنیا اور کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اسمین کچھ بھی
فضیلت نہین ورنہ ایک جہان کا جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہو جاتا مگر ہان شاید کسیکو
یہ خیال ہو کہ طول حیات یا دوام حیات جسمانی لاریب موجب افضلیۃ ہے مگر کچھ ضرور نہین کہ وہ طول حیات یا
دوام حیات بالائے روئے زمین ہو داخل قبر ہی اگر حیات جسمانی ہو تو اورونکو بوجہ طول حیات آپسے افضل
نہین کہہ سکتے مگر اسمین کیا تاویل کرینگے کہ اولیاء کے لئے حیات جسمانی اگر میسر ہے تو فقط عالم شہادت
ہی مین میسر ہے قبر مین انکو حیات جسمانی میسر نہین اور شیطانکو بالیقین طول حیات جسمانی علی ہذا القیاس
بہت سے کفار فجار کو اونسے زیادہ عطا ہوا الغرض عقل ہو تو نفس حیات جسمانی یا طول حیات جسمانی فضائل
وکمالات محمودہ مین سے نہین بااینہمہ یہ بات کچھ ایسی بدیہی نہین کہ کوئی کہے یا نہ کہے خود بخود اسکی خبر ہو جائے جیسے
بدیہیات مین بسا اوقات عقل کو تنبیہ کی ضرورت ہو اور بعض کم عقل بے تنبیہ مطلع ہو جاوین اور اسوجہ
سے عاقل جاہل اور کم عقل عاقل نہ سمجھے جائین چنانچہ ہوتی بسا اوقات عاقلان تیز نظر کو بے تنبیہ نظر
نہین آتے اور کم عقل کی نظر بے اشارہ غیر اوسپر پڑ جاتی ہے تو اسیطرح قبل تنبیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو اوسکی اطلاع نہوئی ہو اور بعد استماع اشارہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اعنی لانورث
ما ترکنا صدقۃ آپ کی حیات جسمانی کی حضرت زہرا کو خبر ہوئی ہو اور اس تنبیہ کے باعث آپ کو یا کسی اور کو ۔
اشارات النبی اولی بالمومنین وخاتم النبیین سے بعد ختم مقدمات معروضہ اوسکی اطلاع ہو گئی ہو تو کیا بعید ہے
بلکہ اگر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو اس ارشاد کی خبر نہوتی اور ہم جیسے کم عقل وکم فہم باشارہ تنبیہ
مشار الیہ یون سمجھکر کہ کلام اللہ تبیانا لکل شیء ہے اسمین ضرور اسکی طرف اشارہ ہوگا آیۃ النبی اولی
بالمومنین الخ سے آپ کی حیات روحانی سے مطلع ہو جاتی اور پہر بایین لحاظ کہ تعلق روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
وجسم اطہر محض تعلق فاعلی ہے کوئی شائبہ انفعال نہین چنانچہ معروض ہو چکا آپ کی حیات جسمانی کی بقا کی

قائل قابل ہوجاتی تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کی شان مین کچھہ نقصان نہ آجاتا اور ہماری شان
کچھہ اتنی بات سی خالی نہوجاتی کیونکہ یہہ علم کچھہ اس سی زیادہ نہین کہ نور کا تعلق جسم آفتاب کے ساتھہ کس قسم کا ہی اور جسم قمر و
اُنکی ساتھہ کس قسم کا اور ظاہر ہی کہ علم خداوند معبود کچھہ موجب قرب درجات نہین جو حضرت زہرا علیہ السلام کو
اُسکا ہونا ضرور ہے یہہ بات کہ قبل اطلاع ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو مطالبہ میراث اسطور پر کچھہ بیجا
پر بعد استماع ارشاد فیض بنیاد لا نورث ما ترکناہ صدقۃ غم و غصہ کسلئی تہا بجای تسلیم یہہ کیا برعکسی ہے
سو اُسکا جواب یہہ ہی کہ روایتہ کی صحۃ کا مقتضا فقط اتنا ہی کہ راوی قابل اعتماد ہو یہہ نہین کہ علم
حقایق و قائع اور انتزاع اصول و اسباب واقعات مین بہی اُس سی غلطی نہو حضرت موسی علیہ السلام
اور حضرت خضر کے قصہ سفر کو دیکہئے حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی کا توڑنا اور لڑکے کا مار ڈالنا بیجا تہا چنانچہ
کلام ربانی خود شاہد ہے تسپر حضرت موسی علیہ السلام نی اخرقتہا لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا۔ اور اقتلت
نفسا زکیتہ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا فرمایا حالانکہ خدا تعالی سی کمال علم خضری کی تعریف سنکر بغرض طلب
علم مشتاق ملاقات ہو گئی تہی سو جب خدا تعالی تو حضرت خضر کے شان مین اتیناہ رحمتہ من عندنا و علمناہ
من لدنا علما فرماوی اور پہر حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سی باوجود اصرار موسی اسوجہ سی انکار ہو کہ
تُم سی صبر نہو سکیگا اور پہر آخر کار بعد اصرار بسیار بولنی کا حضرت موسی سی عہد کرا کر ساتھہ لیا ہو تسپر
حضرت موسی علیہ السلام مخالف واقع حضرت خضر کی افعال شائستہ ناشائستگی پر حمل کر بیٹہی ہون اور ظلم و
ستم کو نظر بظاہر اُنکی افعال سے انتزاع کر لیا ہو ایسی ہی اگر راوی واقعہ طلب میراث نی بعد مطالبہ
حضرت زہرا رضی اللہ عنہا اور اُنکا خلیفہ اول اُس ترک آمد شد کو جو بعد ربط ضبط قدیمی بوجہ صدمہ
جانگزا واقعہ جانکاہ رحلت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیش آیا تہا غم و غصہ پر محمول کر لیا اور اس
معاملہ مین پہر کلام نکرنیکو بعد اس مطالبہ اور اس انتزاع کی اگر بوجہ رنج ترک کلام پر محمول کر لیا
ہو تو نہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا کچھہ قصور نکلیگا اور نہ روایتہ کی صحتہ مین بطور قواعد محدثین کچھہ
نقصان آئیگا اور اگر بالفرض بفرض محال حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کی ذمہ کوئی دشمن دین بی اعتقادی
خلیفہ اول کی تہمتہ لگا کر اس رنج و غم کو صحیح بنا وی تو پہر کیا حضرت آدم علیہ السلام باوجود ارشاد خداوندی
لا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین اور اطلاع دہی خداوندی یعنی یا آدم ان ہذا عدو لک و لزوجک
نہ بیان قرآنی قال ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین و

وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین فدلاہما بغرور شیطان کی قسمون مین آگئی سو جیسی بحسب ظاہر حضرت
آدم علیہ السلام نے خدا کا اعتبار نہ کیا یعنی لاتقربا ہذہ الشجرۃ اور ان ہذا عدو لک کا کچھہ خیال نہ کیا
ایسی ہی اگر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر کا اعتبار نہ کیا ہو تو کیا زیادہ ہوا اگر یون
ہو ارشاد لاتقربا اور اشارہ ان ہذا عدو لک و لزوجک کو بہت عرصہ ہو چکا تھا اسلئے یاد نرہا ہو
ایسی ہی فضائل خلیفہ اول کو بہی سُنی ہوئی بہت دن ہو گئی ہونگی اسلئے حضرت زہرا رضی اللہ عنہا
بہول گئی ہون اور یہہ بہی حضرت ہارون کی نبوۃ حضرت موسی علیہما السلام کی دعا سے ہوی جبقدر
انکو اُسکا علم تہا ہمین تہین نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس اُنکی لوازم نبوۃ یعنی معصومیۃ ہارونی کو جتنا
وہ جانتی تہی ہم نہین جان سکتی باینہمہ قصہ سامری کو سُنکر جو غم و غصہ چڑہا تو حضرت ہارون کی طرف
ایسی ہی بدگمان ہو گئی اور نبوۃ اور معصومیتہ کا کچھہ خیال نرہا سر و ریش کی بال پکڑکر کہینچنے کی نوبتہ تک
آئی ایسی ہی اگر غم رحلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو فضایل خلیفہ اول
پر کچھہ نظر نرہی ہو اور متارکتہ و مہاجرۃ تک نوبتہ پہونچی ہو تو کیا زیادہ ہے مگر اصل بات وہی ہی کہ اننزاع
دعوی مین بوجہ مذکور غلطی ہوئی ورنہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا سی بجز تسلیم ارشاد نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم لانورث ماترکناہ صدقۃ اور کچھہ ظہور مین نہین آیا بہر حال مطالبہ میراث بوجہ عدم علم دوام حیات
جسمانی رسول ربانی صلی اللہ علیہ وسلم تہا اس صورت مین اگر خطاب یوصیکم اللہ کو حضرت زہرا رضی
اللہ عنہا عام سمجھہ گئی ہون تو کیا حرج ہی کیونکہ وجہ خصوص خطاب یوصیکم اللہ ہی یہی حیات جسمانی تہی
رہا مقدمہ ثالثہ یعنی فدک کا غیر مملوک ہونا وہ بہی اگر آپ کو نہ معلوم ہو تو کیا خرابی ہی حضرت موسی علیہ
السلام نے خرق سفینہ اور قتل طفل کو جو حضرت خضر کو کرتی ہوئی دیکہا تو فقط اسی وجہ سی ظلم پر محمول
کیا کہ خرق و قتل اصل مین ظلم و فساد ہی کی اقسام مین سی ہین ہان جیسی شگاف جراح بوجہ درد و دنبل
محمود کیا ہے ایسے ہی قتل و خرق بہی کہین کہین محمود ہو جاتی ہین اسیطرح حضرت زہرا رضی اللہ عنہا
نے بذریعہ قبض و تصرف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو بنسبتہ فدک مشہور و معروف و مشہور و عام و خاص
تہا اگر مملوک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھہ لیا تو کیا زیادہ کیا آخر تصرف و قبض تام نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم وہ بہی اسقدر کہ جسکو جتنا چاہین دین اور جسکو چاہین ندین چنانچہ وما آتاکم الرسول فخذوہ
وما نہاکم عنہ فانتہوا بہی اُسپر شاہد ہی ملک ہی کی لئی موضوع ہو اہی تو لیتہ اُسکی نسبتہ ایسی طرح

ایک امر شاذ و نادر ہے جیسا خیر خواہی مساکین یعنی مالکان سفینہ بہ نسبت خرق سفینہ اور خیر خواہی والدین
بہ نسبت قتل اولاد غرض جیسے خرق سفینہ بغرض خیر خواہی مالک سفینہ اور قتل فرزند بغرض خیر خواہی والدین قلیل
الوقوع اور دور از فہم ہے ایسی ہے امانتداری اور پہر تصرف عام قلیل الوقوع اور دور از فہم ہے اور ظاہر ہے
کہ اوسمین قبضہ امانۃ و نیابۃ ہی ہوتا ہے سو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُنہین بوجہ قلت وقوع و بعد فہم دہوکا
ہوا یہان حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو اسیوجہ سے دہوکا ہو گیا تو کیا اعتراض کی بات ہے جو کوئی خارجی
اونپر اعتراض کرے اب سنیئے اعتراضات خوارج کی مدافعت کے لئے یہ تقریر انشاء اللہ بوجہ احسن کافی ہے
ہان اور استبعاد طلب متاع قلیل ایسی زمانہ صدمات مین ایسی تارکان دنیا سے باقی رہا سو اوسکے لئے اول تو یہ
گذارش ہے کہ رزق حلال منجملہ ضروریات دینی ہے کہ طلب رزق حلال اور اوسکا اہتمام و انتظام اگرچہ اور ظاہر ہے
مقتضاء مطلق دینداری ہے مگر متصور ہے تو دینداروں مین سے تارکان دنیا ہی سے متصور ہے کیونکہ جسکے
پاس کوئی چیز نہین ہوتی وہی اوسکی طلب کیا کرتا ہے سو ایسے دیندار جنکے پاس رزق حلال ہی نہو بجز تارکان دنیا اور
کون ہونگے اوہر متروکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ احتمال ہو ہی نہین سکتا کہ کسی وجہ مکروہ یا حرام سے آپکے
پاس آیا ہو رہے انتقال ملک بوجہ میراث اوسمین بہی فساد و بطلان کی گنجائش نہین جو کراہت یا حرمت کا
احتمال ہو تیسرے متروکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپکی نشانی اور آپکا تبرک جسکی ضرورت اہل صدمہ کو زیادہ ہوتی ہی
سو ایسے وقت نازک مین اگر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا نے مطالبہ میراث کیا تو عین مقتضاء ترک دنیا اور اقتضاء
جوشش رنج والم تہا یعنی آپنے یہ سمجہا کہ تا حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمکو رزق حلال کا کچہ فکر نہ تہا اب
اسکی بہی ضرورت ہوئی اور آپکی نشانی اور تبرکات سے دلکے بہلانے کی بہی حاجت ہوئی سو ایسی چیز جسمین دونون
باتین ہون اراضی ترکہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئین اس خیال سے بخیال زوال حیات جسمانی و ظن مالکیت
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فدک کو طلب فرمایا تاکہ بےفکر ہوکر عمر چند روزہ کو ایسی طرح بسر کیجے کہ غم فراق نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم مین سے کسی سے کچہ علاقہ ہی نرہے یاد خدا ہو یا یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہرحال یہ بات قابل مدح ہے نہ
نہ لائق اعتراض شاید رنج والم ہے نہ گواہ سنگدلی ترک دنیا کیطرف مصرح ہے جب دنیا کیطرف مشیر نہین تاکیدات
رزق حلال کے مثال پر دال اور تحریمات رزق حرام کی تسلیم پر شاہد محبۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی

اور ترک دنیا کی دلیل ہے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین وآلہ وصحبہ وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ اجمعین۔ ان پانچ جوابون کی۔ سوال گم ہوگئے پہر بہی یہ جوابات خالی نفع سے نہین اسلیئے اونکو بہی نذر ناظرین کرنا مناسب سمجہا اور سوالات کا انداز بہی ان جوابات سے سمجہہ مین آتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد سر رشتہ تحریر سوالات سے سائل کی لیاقت اور حسن فہم ایسا آشکارا ہے جیسے کالے توی مین سے چاندنا مگر باین لحاظ کہ اگر ایسی سوالات کا جواب نہین دیا جاتا اور یون سمجہکر کہ جواب جاہلان باشد خموشی اگر ایسی خرافات کے جواب مین سکوت کیا جاتا ہے تو جاہلون کو اور بہی جرات ہو جاتی ہے اور باطل کو اور بہی حق سمجہنے لگتے ہین اسلیئے مختصر مختصر جواب سوالات مرقوم ہین وباللہ التوفیق **سوال** اہل سنت وجماعت جو مرثیہ خوانی کو منع کرتے ہین تو نہ باین وجہ منع کرتے ہین کہ یہ اقسام راگ سے ہے اور راگ ممنوع ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو سائل کا یہ کہنا بجا ہوتا کہ ہم مرثیہ سوز مین سنتے ہین جسکو گنگری کہتے ہین وہ نہین سنتے بلکہ وجہ ممانعت یہ ہے کہ مرثیہ خوانی اور مرثیہ خوانی ہی کیا منحصر ہے تعزیہ داری علم برداری سینہ زنی وغیرہ بدعات شنیعہ شیعہ سب ایجاد بندگان ہوا وہوس ہین نہ خدا تعالی نے اس قسم کی باتون کے لیئے ارشاد فرمایا نہ جناب سرور کائنات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتسلیمات نے یہ راہ بتایا بلکہ کلام اللہ مین ہی تو یہ ارشاد ہے ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون جسکے یہ معنے ہین کہ جو لوگ حدود خداوندی سے آگے بڑہ جاوین وہی لوگ ہین ظالم اور نیز یہ بہی ارشاد ہے۔ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء جسکے یہ معنے ہین اے لوگو تابعداری کرو اوس چیز کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور نہ پیروی کرو سوا اللہ کے اور ونکے ادہر حدیث شریف مین ہے تو یہ ارشاد ہے من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد جسکے یہ معنے ہین کہ جسنے ہمارے اس دین مین کوئی نئی بات نکالی وہ مردود ہے اور سب اہل اسلام بیان مکمہ شیعہ بہی اسبات کے معترف ہین کہ مرثیہ خوانی تعزیہ داری علم برداری سینہ زنی سیہ پوشی وغیرہ بدعات معمولہ شیعہ کا پتا نہ کلام اللہ مین ہے نہ حدیث مین نہ خدا تعالے نے ان کامون کیلیئے فرمایا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ راہ بتایا پہر اسطرح ان کامونکا معتقد ہونا اور ان واہیات پر ثواب عظیم کا امیدوار ہونا حدود اللہ سے آگے نکلجانا ہے کہ نہین اور دین مین نئی بات کا نکالنا ہے یا نہین بالجملہ شیعہ موافق ارشاد

آیۃ ومن یتعد حدود اللہ کے ظالم ہین اور موافق ایما نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اونکی یہ ساری باتین مردود
ہین اور اسلئے اہل سنت وجماعت اوپر معترض ہین نہ بوجہ راگ ہونے کے فقط مرثیہ کو منع کرتے ہین اہل اسلام
لازم یون ہے کہ شیعہ انصاف فرمائین اور راہ پر آئین ورنہ تو وہ جانے خدا سے معاملہ پڑنا ہے نیک بد کا حساب بہی
اوسکے ہاتہہ ہے اور دربارۂ ممانعت تسکین خاطر نہو اور خدا کی ارشاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم نے بہی
اس بیان سے دل کی گلجہڑی نہ کہلی تو ایک مثال عرض کرتا ہون اوسکو غور کرینگے تو میری یہ عرض مان لینگے تو ا
انشاء اللہ جیسے ہمارے تمہارے وجود مین آنکہہ ناک ہاتہہ پانوں چند اجزا ہین اور ہر ایک کی ایک مقدار ہے آنکہین دو
ناک ایک اونگلیان پانچ علی ہذا القیاس دین مین بہی بہت سے رکن ہین نماز روزہ حج زکوۃ اور پہر ہر ایک کی ہوتا ہے
ایک مقدار اور تعداد ہے نمازین رات دن مین پانچ ہین تو روزے برس دن مین تیس ہین علی ہذا القیاس زکوۃ ہر سال
ہے تو حج عمر بہر مین ایکبار مگر جیسے آنکہہ ناک اپنی مقدار معین اور تعداد معلوم سے کم ہون جب بڑی بڑی
ہوتی ہین جیسے فرض کیجئے کسیکی اصل سے ناک آنکہہ نہون یا ہو تو ناک دو ہی اور آنکہہ ایک ہو بالجملہ جیسے ہمارے
وجود مین کمی بیشی اپنے اندازہ سے بُری معلوم ہوتی ہے ایسے ہی دین میں بہی کمی و بیشی اندازہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فعل
بری اور ناموزون ہو گی اس مثال کے سنلینے کے بعد اہل انصاف تو انشاء اللہ انصاف ہی فرمائین گے اور راہ پر ہے تو
آئین گے اور جنکو خدا تعالے نے چشم انصاف ہی عنایت نہین کی وہ ہماری تو کیا خدا اور رسول کی بہی نہین مانتے ہے اور
باقی جو کچہہ سائل نے حضرت خلیفہ اول پر طعن فرمایا ہے اوسکا جواب بطور تحقیق تو اتنا ہی بہت ہے کہ ابو بکر تو
اہل سنت کے نزدیک نبی نہین امام نہین جو سارے احکام اونکو معلوم ہون مزامیر کی برائی سنی سنائی ہوئی
تہی پر یہ تفصیل معلوم نتہی کہ دف تو عید کے دن جائز ہے اور باقی مزامیر حرام سوا اپنے اوسی خیال کے موافق منع کی
فرمایا باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیدار ہونا اونکو بالیقین معلوم ہوتا تو پہر اس اعتراض کی گنجائش جواب
تہی کہ ابو بکر صدیق رضی اوسکو مزمار شیطانی سمجہتے تہے تو یون معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک
کو مزمار شیطانی کا سننے والا سمجہا اور معصوم نہ سمجہا علاوہ برین اعتراض سے کہتے ہین کہ جسپر اعتراض کیا جائے
اوسکی اون باتونکو توڑے جو اونکے نزدیک مسلم ہون اور اگر اوسکے نزدیک ایک بات مسلم ہی نہین ہے او
تو اوسکا توڑنا اوسکو کیا مضر مثلا اہل اسلام پر اعتراض اسے کہتے ہین کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نعوذ باللہ نبی نہونا کاہن ساحر دنیا پرست ہونا ثابت کرے اور ابوجہل کا کفر یا اوسکی دنیا پرستی اور برائی کا
ثبوت اہل اسلام کو کیا مضر ہے سو اہل سنت وجماعت کے نزدیک مباحات جیسے امتیونکو مباح ہوتی ہین
انبیا کو بہی مباح ہوئی ہین اتنا فرق ہے کہ بہت سے مباحات امتیونکے حق مین کسیقدر مکروہ ہون تحریمی
یا تنزیہی سہی پر انبیا کے حق مین وہی مباحات بایں وجہ کہ اونکے فعل سے حکم اباحت معلوم ہوجاتا ہے
موجب ثواب ہوجاتی ہین ظاہر کی بات نہین اسکی ایسی مثال ہے جیسے غذا قوی ضعیف المعدہ کے حق مین
موجب نقصان ہو اور قوی معدہ کے حق مین باعث قوت لیکن ظاہر ہے کہ امور مکروہہ مین اشتراک شیطانی
ضرور ہوتا ہے بہت نہین تہوڑا ہی سہی باعث عذاب نہو سبب کراہت ہی سہی سو اگر فرض کیجے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سنتی ہی تہے اور ابوبکر صدیق رض کو آپکی بیداری کی اطلاع بہی تہی اور اوہر یہ امر مباح بوجہ کراہت
خالی از شر شیطانی نہو تب بیش برین نیست کہ بوجہ مذکور اونہون نے اوسکو مزمار شیطانی کہا ہوگا مگر اس سے
یہان سے لازم آیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین بہی یہ اوسکا سننا بوجہ اغواء شیطانی
ایک فعل ایک کے حق مین موجب ثواب اور دوسرے کے حق مین موجب عذاب ہوتا ہے چونکہ سنی سنائی
بات ذکر ہے تو مین بہی اس ضلع کی مثال عرض کرتا ہون کلام اللہ کا سننا بعضونکے لئے باعث ہدایہ اور موجب
ثواب ہے اور بعض کے لئے موجب ضلالہ اور باعث عذاب ہے مین نہین کہتا کلام اللہ ہی مین ارشاد ہے یضل بہ
کثیرا ویہدی بہ کثیرا اب دیکہئے ثواب عذاب مین زمین آسمان کا فرق ہے ایک فعل مین جب یہ دونون مجتمع ہون
تو اباحت اور کراہت تو نیچے ہے کے درجہ مین ہین یہ دونون اگر نسبت دو شخصونکے ایک فعل مین مجتمع ہوجائین
تو استبعاد کیون ہے یا حضرت خلیفہ اول ہی سے ضد ہے کہ وہ سید ہے کہین تبرا ولئی انہین یہان تک تو بطور
تحقیق جواب تہا اب بطور الزام سنیے ہماری نہین مانتے تو خدا کی تو مانئے خداوند علیم حضرت ہارون علیہ
السلام کو اپنے کلام پاک مین نبی فرمایا ہے کبہی بہولے چوکے کلام اللہ دیکہا ہوگا تو شیعون نے سورہ مریم
مین یہ آیۃ بہی دیکہی ہوگی۔ ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون نبیا۔ جسکے یہ معنے ہین کہ دیا ہمنے موسےٰ کو اپنی
رحمت سے اونکا بہائی ہارون نبی اور انہین برادر بزرگوار کے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بتشہادت کلام اللہ
سر کے بال پکڑکر کہینچے چنانچہ کلام اللہ پڑہا ہوگا تو سورہ اعراف مین یہ بہی دیکہا ہوگا۔ فاخذ براس اخیہ

یجرہ الیہ جسکا حاصل بعینہ یہی ہے جو معروض ہوا سورہ طہٰ مین واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد
بہ ازری واشرکہ فی امری اور سورہ قصص مین جملہ فارسل الی ہارون یہی دیکھا ہوگا جسکو اپنے ماقبل و مابعد
کے ملانے سے یہ بات نکلتی ہے کہ حضرت موسےٰ نے حضرت ہارون کے لئے نبوۃ کی استدعا اوسیوقت کی ہے جبکہ
اونکو خلعت نبوۃ عنایت ہوا غرض فرعونکی طرف جانے سے پہلے حضرت ہارون کی نبوۃ کے خواستگار ہوے
اور پہر قد اوتیت سولک یا موسےٰ سورہ طہٰ مین اور کلا فاذہبا بآیاتنا انا معکم مستمعون سورہ شعرا مین موجود ہے
جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دعا او راستدعا فرعونکی طرف جانے سے پہلے ہی مقبول ہوئی یہ ساری
حوالے اسلئے دیے کہ کوئی حجتی لاامتی بوجہ تکرار نکرے اگرچہ شیعہ اپنی ہٹ دہرمی سے اب ہی شاید بازنآئینگے
کلام اللہ ہی کو بیاض عثمانی کہنے لگین کلام ربانی نکہین چنانچہ کہتے ہین اور اسیلئے علماء اہل سنت نے
اور نیز اس ہیچمدان نے ہدیۃ الشیعہ مین اسکے جواب دندان شکن لکہے ہین اور ان سب سے بڑہکر یہ ہے کہ اگر شیعہ اصل
سے کلام اللہ ہے کو نمانین تو ہمارا اونہی حساب دونکا لیکہا ہی اور ہرا نہین اودہری سے اون کو چہپا لین گے آخر شیعہ بہی
حدیث ثقلین کے تو سبہی قائل ہین اوس حدیث کا ماحصل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ مین تم مین دو بہاری چیزین چہوڑے جاتا ہون ایک کتاب اللہ دوسرے اپنی عترت جب تک تم ان دو
پکڑے رہوگے تب تک گمراہ نہوگے اور ظاہر ہے کہ کلام اللہ کسیکے پاس ہو اور نہ پکڑے یعنی اوسپر عمل نہ کرے یا پاس
ہو کوئی چہین لیجاے یا جلا دے جیسا حضرات شیعہ نسبت حضرت عثمان گمان رکہتے ہین کلام اللہ پر عمل نکرنا
دونون صورتون مین میسر نہین اتنا فرق ہے پہلے صورتمین مثل کفار زمانہ حضرت سید ابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم
ہونگے دوسری صورت مین مثل کفار زمانہ جاہلیت بالجملہ کلام اللہ کے عالمون حافظون پر یہ بات مخفی نہین کہ
حضرت ہارون علیہ السلام فرعون کے پاس جانے سے پہلے نبی ہوچکی تہی اور علی ہذا القیاس حضرت موسےٰ علیہ السلام
کا توراۃ کے لئے کوہ طور پر جانا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا جانا اور پہر سامری کا بنی اسرائیل
کا گمراہ کردینا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کا غصہ مین لوٹکر حضرت ہارون کی سر کے بال پکڑکر کہینچ کر یہ کہنا
افعصیت امری جسکی یہ معنے ہین تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی یہ سب باتین فرعون کے غرق ہونیکے بعد
کی ہین چنانچہ سورہ اعراف سورہ طہٰ سورہ شعرا کے سیاق سباق اور نیز باتفاق شیعہ و سنی ثابت ہے اب
حضرات شیعہ کی خدمت مین اس غلام خاندان اہل بیت کی یہ گذارش ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام
نے اگر حضرت ہارون علیہ السلام کو وہی حکم کیا تہا جو حکم خدا ہے اور اونہون نے اوسکی نافرمانی کی تہی

نسبت یہ فرمایا ؎ معصیت امری تب تو حضرت ہارون علیہ السلام کی عصمت کو نکر رہتا میبے گا اور اگر حضرت
موسئے علیہ السلام ہی نے کوئی امر خلاف شرع ارشاد فرمایا تہا تو حضرت موسئے علیہ السلام کی معصومیت
کو نعوذ باللہ داغ لگے گا اور اگر وہ حکم نہ موافق شرع ہتا نہ مخالف شرع یونہین مباحات دنیوی مین سے
تہا تو حضرت ہارون علیہ السلام کا قصور ہے کیا تہا جو حضرت موسئے علیہ السلام نے اون کا ہتک عزت
کیا نہ نبوت کا اونکے لحاظ کیا نہ بزرگی اور بڑائی کا لحاظ کیا قطع نظر نبوت کی حضرت ہارونؑ بڑے بہائی
بہی تو تہے اور بڑا بہائی بجائے باپ ہوتا ہے بہر حال حضرت موسئے علیہ السلام کی یہ حرکت از قسم معصیت
تہی جس سے عصمت کو داغ تو کیا لگے بالکل سیاہی بنجاے اگر حضرت موسئے علیہ السلام اور حضرت ہارون
علیہ السلام کی عصمت باوجود اس دست وگریبان ہونے کی بہی نہین جاتی اور حضرت ہارون علیہ السلام کے
عاصی سمجنے سے چنانچہ آیۃ ؎ معصیت امری شاہد ہے اونکی عصمت کو داغ نہین لگتا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے
اگر دف کو مزمار شیطانی سمجھ کر منع کیا تو کیا بیجا کیا اسمین اور اوسمین تو زمین آسمانکا فرق ہے وہ قصہ کلام اللہ
مین جسکے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یہ قصہ حدیث واحد مین جسکے انکار سے کفر عاید نہین ہوتا وہان
حضرت موسئے علیہ السلام جو نبی ہین اور نبی بہی کیسے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کو عاصی سمجہتے ہین اور
ظاہر ہے کہ نبی کا فہم کیسا ہوتا ہے یہان اگر دف کو مزمار شیطانی سمجہا تو ابوبکر صدیقؓ نے سمجہا جو اونکے معتقدون
کے نزدیک بہی نبی نہین امتی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم ہین حضرت موسئے اور حضرت ہارون
علیہ السلام سے بدرجہا کمتر ہین انکی غلط فہمی سے سنیونکو کچہ عیب نہین لگتا کیونکہ اونکے یہان سوائے نبی
کے کوئی معصوم ہی نہین اور شیعون کے اصول کے موافق نبی تو نبی امام بہی معصوم ہیر سینے تو اعمال
ہی مین معصوم کہتے ہین جیسے معصوم کہتے ہین شیعہ معصومونکو فہم مین بہی معصوم سمجہتے ہین یعنی جیسے اعمال مین
معصوم ہوتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ گناہ اون سے صادر نہین ہوتا ویسے ہی غلط فہمی سے معصوم ہوتے
ہین سو اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غلطے سے دف کو مزمار شیطانی کہدیا تو کیا گناہ کیا ایک غلط فہمی
جس سے نہ ولایت مین نقصان ہے سنیونکے نزدیک نہ خلافت مین بلکہ اونکے نزدیک نبی سے بہی غلط فہمی
ممکن ہے اور حضرت موسئے علیہ السلام سے سنی شیعونکے نزدیک غلط فہمی تو ممکن ہی نہین حضرت ہارون
علیہ السلام کو جو اونہون نے عاصی سمجہا تو شیعونکے نزدیک نعوذ باللہ صحیح ہے سمجہا ہو گا علاوہ
بریں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اگر شیطان کی طرف نسبت کیا تو بجا ہے وہ اونکے فعل کو۔

نسبت کیاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہین کیا بلکہ آپ ہی کی خاطر اونکو جھڑکا یعنی
جیسے اور کافرون فاسقون سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہین کرتے تہے لڑتے جھگڑتے تہے
یہان بہی بمقتضاء ادب و محبت نبوی غصہ ہوئے اور منع کیا اور جیسے اور کفار فجار کی اعمال کے دیکہنے
کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونہون نے یون خیال نہین کیا کہ آپ بر ضا و رغبت
دیکہتے ہین ایسے ہی یہان بہی بشرط علم بداہۃ یہ نہین سمجہا تہا کہ آپ برضا و رغبت سنتے ہین
بلکہ سیاق کلام سے فہم ہو تو یہہ بات صاف روشن ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نسبت یہی خیال کیا کہ آپ کو یہ فعل برا معلوم ہوتا ہوگا پر آپ شاید ایسے چپ ہون
جیسے بعضے بزرگ بوجہ کمال حلم چہوٹون کے بہت سے بد لحاظیون پر سکوت کرتے ہین غرض
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے گمان مین یہ آیا کہ آپ کو لاریب برا معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ مکروہات
تنزیہی سے آپ منع نہین فرماتے تا اسلئے آپ نے کچہ ارشاد نہین فرمایا سو ابوبکر صدیق رضؓ کو بوجہ
کمال ادب اتنی بات ہی بڑی معلوم ہوئی اور یہ ایسا قصہ ہے کہ اپنے بزرگ کے سامنے۔
کوئی لڑکا حقہ پینے لگے اور وہ بوجہ دانشمندی خود تو کچہ نکہین پر اونکے خادم یون کہین کہ ہین ایسی
بے ادبی بزرگون کے سامنے لیکن تحریر ملاحظہ قصہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے خوب روشن ہے
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود حضرت ہارون علیہ السلام ہی کو عاصی سمجہا اور ایسے ہی جانے
دیجے عصیان اور مزمار شیطان مین بہی زمین آسمان کا فرق ہے مزمار شیطان کہنے سے تو فقط اتنی
بات معلوم ہوئی کہ شیطان کو اس فعل مین دخل ہے یا شیطان اس سے خوش ہوتا ہے یہ نہین ثابت
ہوتا کہ شرک ہے یا کفر ہے یا گناہ کبیرہ یا صغیرہ یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی غرض ایک گول بات ہے
کہ جسکے بیس پہلو ہین اور ظاہر ہے کہ شیطان کو ان سب باتون مین دخل ہے بلکہ طول امل اور حدیث
نفس تک بہی شیطان ہی سے ہوتے ہین اور پر حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت شیطانکے وسوسہ
اندازی خود کلام اللہ ہی مین مذکور ہے فوسوس لہما الشیطان سورہ اعراف مین اور فازلہما الشیطان
عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ کبہی دیکہا سنا ہوگا اور پر سورہ انبیا مین وما ارسلنا من قبلک

من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ موجود ہے ان سب آیتون کی ترجمے دیکھئے اور انصاف کیجے کہ وسوسہ اور القاء شیطانی کے اضافت مزمار شیطانی کی اضافت سے کس بات مین کم ہے مگر عصیان نافرمانی کو کہتے ہین جس سے انبیاء بالیقین معصوم ہین اب حضرات شیعہ برائے خدا انصاف فرمائین کہ حضرت ابوبکر صدیق کے مزمار الشیطان کہنے اور سمجھنے سے عصمت کو بٹا لگا یا حضرت موسے علیہ السلام کی معصیت امری کہنے سے۔ صاحبو یہ ساری خرابی کلام اللہ کے یاد نہونے اور کلام اللہ پر تمسک اور عمل نکرنے کی ہے اگر حضرات شیعہ کو کلام اللہ کی طرف توجہ ہوتے تو اس اعتراض کو منہہ پر بہی نلاتے خیر خداوند کریم ہمین اونہین کلام اللہ کی پیروی کی توفیق دے بالجملہ حضرات شیعہ کی خدمت مین اب ہماری یہ عرض ہے کہ ابوبکر صدیق تو بمقتضاء تقریر بیقصور نکلی پر آپ صاحبون کو اب ہماری اس اعتراض کا جواب دینا چاہئے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے باوجودیکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوۃ اور عصمت سے سب سے زیادہ واقف تہے کیونکہ آپ ہی کی استدعا سے اون کی نبوۃ کی نوبت پہونچی پہر کیون اون کو عاصی سمجہا اور پہر سمجہے بہی تو اس درجہ کو کہ شک کا بہی احتمال نہین ہر طرحسے یقین کا یقین ہے ورنہ سر کے بال اور داڑہی کے بال کے پکڑنے اور کہینچنے کی نوبت نہ آتی بلکہ آیت لا تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظالمین سے تو یون معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے اون کو زمرہ ظالمین سے سمجہا۔ **جواب** سوال دوم۔ اس سوال سے کچہہ معلوم نہوا کہ غرض سائل کیا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت حضرت رابع الخلفا سید آل عبا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مدنظر ہے اور بایں وجہ درپردہ خلفاء ثلثہ کی عدم استحقاق کا مظہر ہے سو اسکا جواب اول تو یہی ہے کہ حدیث مسطور سنیون کے نزدیک احادیث معتبرہ مین سے نہین صحاح ستہ مین ہے نہ مشکوۃ مین نہ کسی اور حدیث کی کتاب مین باقی صواعق محرقہ اول تو حدیث کی کتاب نہین رد روافض مین ایک کتاب ہے اور اگر فرض کیجے اوسمین کسی حدیث کا ہونا ہی سنیونکی الزام کہانے کو ویسا ہی ہے جیسے حدیث کی کتابون مین کسی حدیث کا ہونا تو پہر کیا اہل سنت وجماعت اپنی کتابون مین صحیح ضعیف معتبر غیر معتبر ہر قسم کی

حدیثین لکھتے ہین مگر اوسکے تین صورتین ہین ایک تو یہ کہ مصنف کتاب یہ التزام کرلے کہ اپنی کتاب مین صحیح حدیث کے سوا اور کسی قسم کی حدیث بیان نکرونگا جیسے بخاری شریف صحیح مسلم وغیرہ اسکے مثال تو ایسی ہے جیسے نسخہ طبیب کہ اوسمین جو ہے بیمار کے لئے مفید ہے مفید ہی ہے اور ایک یہ صورت ہے کہ صحیح ضعیف ہر قسم کی حدیثین لاتی ہین پر صحیح کو جدا بتلا دیتے ہین اور ضعیف کو جدا ضعیف کہہ جاتی ہین جیسے ترمذی شریف کہ اوسمین کسی حدیث کو کہول کر لکھتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کسی حدیث کو کہول کر کہجاتے ہین کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے اکثر کتب طب مین ادویہ مفردہ مرکبہ نافعہ مفرہ اور اغذیہ نافعہ مضرہ سب لکھتے ہین پر اوسکے ساتہہ یہہ لکھہ دیتے ہین کہ یہہ دوا یا غذا نافع ہے اور یہہ دوا یا غذا مضر ہے سو کتب طب مین کسی چیز کو دیکھکر جیسے کوئی نادان بہی یہہ نہین کہہ پڑتا کہ فلانی دوا یا غذا طب کی کتاب مین ہے آؤ اسکو استعمال کرین ایسے ہی احادیث ضعیفہ کو کتب احادیث مین دیکھکر کا استدلال مین استعمال کرنیکا خیال بہی کسی عاقل کو نہین آسکتا تیسری یہ صورت ہے کہ مصنف کتاب اپنی کتاب مین فقط موضوعات یا احادیث ضعیفہ ہی کو جمع کرے اور غرض التزام سے یہ ہو کہ دینداران سادہ لوح کیلئے یہ کتاب ایسی رہی جیسے طبیب پرہیز کی چیزون کی تفصیل لکھکر حوالہ کردی تاکہ کل کو کوئی دہوکا نکہاے موضوعات ابن جوزی وغیرہ سب اسی قسم کی ہین سو ایسی کتابون سے سنیون کے الزام کے لئے کوئی حدیث نقل کیجائے تو بڑے ہی شوخ چشمی ہے یہ چوتہی صورت ہے کہ بطور بیاض کسینے ایک مجموعہ اکہٹا کیا اور رطب یابس سب اسمین بہرلی تاکہ وقت فرصت تحقیق کرکے صحیح کو رہنے دینگے اور ضعیف کو نکال دینگے اور پہر اتفاق سے اتفاق نہوا یا ہوا تو وہ اصل مسودہ بیاض کسیکے ہاتہہ لگ گیا اسصورت مین بہی عاقل کا یہ کام نہین کہ اوس سے استدلال کرے اکثر غیر مشہور کتابین حدیث کی ایسی قسم کی ہین سو غیر مشہور کتابونسے حدیثون کا بیان کرنا جب تک مفید مطلب نہین کہ کسی محقق نے اسکی تصحیح نکی ہو چنانچہ ظاہر ہے سو اس حدیث کی کسی محقق اہل سنت نے آج تک تصحیح نہین کی جو حضرات شیعہ کو گنجایش استدلال ہو اور ان سبکو جانے دیجئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مین ہے اس سے زیادہ فضیلتین خلفاء ثلثہ مین موجود ہین کتابین معتبر بہری ہوئی ہین لکہنے
کی کچہہ حاجت نہین اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر مین کسیکو سوا خدا کے
دوست اور خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سب سے افضل سمجھتے تہے علی ہذا القیاس اور بہت سے فضائل ہین حضرت علیؓ کی اس فضیلت سے جو حدیث
مذکور سے مستنبط ہے یہ نہین ثابت ہوتا کہ وہ سب سے افضل ہین ہان حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت مذکورہ سے
اونکی افضلیت واضح ہے اور اسکو بہی جانے دیجئے ہم پوچہتے ہین کہ حدیث مذکور اگر صحیح ہو تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے حضرت علیؓ افضل ہونگے یا نہونگے اگر آپ سے بہی افضل ہونگے تو ہمین بہی کچہہ شکایت نہین مگر
جیسے باوجود افضلیت حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکومت ندی اپنی ہی تحت تصرف رکہی
ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیق نے بہی کیا اتنا فرق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اتباع نبوی کیا کہ حق بحقدار نہ پہونچایا
اور اسی وجہ سے مصیب ثواب بہی ہونگے انشاء اللہ کیونکہ اتباع سنت تو بہرحال موجب ثواب ہے ہوتا ہے شیعہ
بہی اسکے قائل ہین اور سنی بہی اسکے معترف اور اگر باوجود ان فضائل کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل
نہین تو یہ مطلب ہوگا کہ یہ فضائل ہین تو کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بہی یہ فضائل ہونگے یا ان فضائل
کے مقابل ہین اور فضائل ہونگے تو سنیون کی بہی یہی گذارش ہے کہ ابوبکرؓ صدیق مین بہی یہ فضائل ہونگے یا انکی
مقابل ہین اور فضائل ہونگے بالجملہ بدستاویز حدیث مذکور اگر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق
سے افضل تہے تو اسی حدیث کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی افضل تہے کیونکہ یہ فضائل تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی اس حدیث کی موافق نصیب نہین ہوئی اور وہ بہی حضرات شیعہ کے طور پر کیونکہ حضرت
ابوبکر صدیقؓ سے تو اونکی افضلیت اسیوجہ سے ثابت ہوگی کہ اس حدیث کے سیاق سے حضرت امیر ہی کا اختصاص
ان اوصاف کے ساتہہ معلوم ہوتا ہے پہر جب بوجہ اختصاص ایک سے افضل ہوے ویسے ہی سارے جہان سے
افضل ہونگے اسمین سید الانبیاء ہو یا سید الصدیقین ہون اسصورت مین ابوبکرؓ صدیق کو تو خلافت کے
دبا لینے کے لئے یہی حجت کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود فضیلت حضرت امیر
اونکو حکومت ندی آپ ہی قابض و متصرف رہے مجکو لازم ہے کہ مین بہی اسیطرح حضرت

امیر کو حکومت ندون تاکہ حق کی ندینی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہاتہہ سی نجای اِن
علاوہ برین وقت وفاۃ امام مسجد کیا تو ابوبکر کو کیا جس سی ہر عام و خاص نی یہی سمجہا کہ جو دین کا پیشوا ہی
یعنی وہی دُنیا کا پیشوا یعنی جیسی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی پیشوا تہی اور امام نماز اور
تہی اور اسلئی دُنیا کی بہی امام یعنی حاکم تہی ایسی ہی ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نماز کا امام بناش
بنایا جو سب دین کی باتون مین افضل ہی لاریب دین مین یہہ سب سی زیادہ ہونگی سو انہین کو دنیا کی بہی
یہی امام بنانا چاہئی علی ہذا القیاس خود ابوبکر کی ذہن مین بہی آیا ہو کہ جب مجہی دین کا امام بنایا دنیا کا بہی
بہی مین ہی امام ہونگا لیکن حضرات شیعہ اسکا کیا جواب دینگی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نی اور
جو حضرت امیر کا حق ندیا اور آپ دبای رکہا پہر وقت وفات بہی کیا تو وہ کیا جس سی سب عام و خاص
اولٹا سمجہہ گئی تو آپ نی کسکی پیروی کی خدا کا حکم تو یہی ہی کہ حاکم ہو تو افضل ہو ورنہ پہر شیعونکو
پہر کیا اعتراض رہیگا سو اس صورت مین لازم یون تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاکم حضرت
امیر کو بناتی آپ محکوم بنتی اور اسی بہی جانی دیجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی بشر تہی کچہہ خوف
ہوا ہوگا ابوبکر اور عمر سی نعوذ باللہ ڈر گئی ہونگی خود خداوند کریم باایںہمہ دعوی عدل و انصاف جسکی
معنی شیعونکی نزدیک یہہ ہین کہ خدا کی ذمہ پر عدل واجب ہی خلاف و انصاف وہ کوی بات کر ہی
نہین سکتا حضرت امیر کا حامی اور طرفدار کیون نہوا یا تو یون کہنی کہ خدا کی ذمہ حق کا پہونچانا واجب
نہین تب تو سنیونکا مذہب برحق نکلا کہ خدا کی ذمہ عدل واجب نہین اُسکو اختیار ہی جو چاہے سو کری
چنانچہ خود ہی فرماتا ہی لایسئل عما یفعل وہم یسئلون اور کیونکر اختیار نہو وہ سبکا مالک ہی ظلم تو جب ہی
جب کسی غیر کی چیز مین بی موقع تصرف کری اگر کوئی شخص اپنی سلطنت اور ریاست یا خزانہ یا کوئی چیز
کسی کمتر کو ہبہ کر دی اور افضل کو ہبہ نکری تو اُسکو کوئی نادان ہی ظلم نہین کہہ سکتا یا یون کہو خدا پر
عدل تو واجب ہی پر انصاف یہی تہا کہ حضرت ابوبکر خلیفہ ہون کیونکہ وہ سب سی افضل تہی تب
ہی کا پا لا اعتبار رہا یا یون کہو عدل بہی واجب تہا اور حق بہی حضرت علی ہی کا تہا پر نعوذ باللہ نعوذ باللہ
ابوبکر اور عمر کی سامنی خدا کی کچہہ نچلی زبردستی یہہ دونون علی کا حق دبا بیٹہی تب سنیون ہی کا بول بالا
رہا جنکی ایسی پیشوا کہ نعوذ باللہ خدا کی بہی اُنکی سامنی نچلی اونکو حضرت کی پیروی کی کیا پرواہ اور
اُنکی ناخوشی کا اندیشہ حضرات شیعہ یا تو ان باتون کا معقول جواب دین ورنہ فکر آخرت کرین اور

توبہ کرین اب سب صاحبونکی خدمت مین یہہ عرض ہی کہ اسطرحکے کلمات کی زبان پرلانی سی واللہ جی
ڈرتا ہی خدا کی شان کی آگی ابوبکر اور عُمر تو کیا چیز ہین خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جو افضل مخلوقات
ہین اور محبوب ذات پاک ہین ایک بندہ ہی ہین ایک ذرہ کی ہلانی کی طاقت نہین رکہتی پر کیا کیجیی نقل کفر
کفر نباشد حضرات شیعہ کی خرافات کو بناچاری نقل کرنا پڑا جواب سوال سوم اس سوال کی دیکہنی
سی یون معلوم ہوتا ہی کہ جناب سائل وقت سوال کچھ بہنگ پی ہوش جان گئی ہوئی ہین اہل فہم
کو بہی نہین معلوم ہوتا کہ وہ سینون پر اعتراض کرتی ہین یا شیعون یا دونون پر یا یون ہی ایک غمزہ
بیجا اور عشوہ بیمحل ہی صاحبو اول تو واقدی اہل سنت کی نزدیک مورخ معتبر نہین مجمع البحار کی آخر مین
دیکہہ لیجئی واقدی کی شان مین کیا لکہا ہی مگر اسبات کو تو ناظران اوراق عقب گذاری پر محمول کرینگی
اور یہہ کہین گی کہ ساری باتونکو محرر اوراق تو غلط ہی بتانی لگا اور صاحب سوال جناب معترض کو کوئی
یون نکہیگا کہ حضرت نی جو بات لکہی طوفان شیطانی ہی لکہا ہی کوئی اہل علم تو بتائی کہ حضرت نی سواء ایک
بات کی کونسی بات سچی لکہی اسلئی یہ عرض ہی کہ ہمنی آپ کی خاطر اس روایتہ کو مانا حضرت عایشہ کی رونی
کی اگر شکایت ہی تو حضرت امیر بہی بشہادت سوال محمد بن ابی بکر کو روئی اگر حضرت عائشہ نی اسبات کا
دہیان نکیا کہ کل اسنی میری صحابیتہ اور زوجیتہ کا کچھہ لحاظ نہین کیا تہا تو حضرت امیر نی بہی اسکا کچھہ
دہیان نفرمایا کہ کل اسنی حضرت عائشہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیتہ اور
صحابیتہ کا دہیان نہین کیا تہا مجکو اسکی غم مین رونا مناسب نہین بلکہ یون کہو حضرت امیر نے بہی جنگ
جمل مین حضرت عائشہ کی زوجیتہ اور صحابیتہ کا لحاظ نہین کیا اگر اسبات کا لحاظ نکرنا برا تہا اور اسوجہ سی
انکا غم مناسب نہ تہا تو یہہ فرمائی حضرت امیر نی ایسا برا کام کیون کیا اور اگر یہہ مدعا ہی کہ حضرت امیر
جنگ جمل مین حق پر تہی اور دلیل اُسکی یہہ ہی کہ محمد بن ابی بکر صدیق نی اپنی بہن کا کچھہ لحاظ نہ کیا تو
اسکا جواب یہہ ہی کہ لاریب حضرت امیر برحق تہی ہم وہ نہین کہ مثل شیعہ حق بات کو ہضم کر جائین پر
اس کہنی سی کیا فائدہ محمد بن ابی بکر سنیونکر کون سی مقتدا اور پیشوا اور امام وقت تہی جنکا فعل سنیونکی
نزدیک مستند ہو دوسری یہ ہی کہ اگر انکا فعل سند ہی ہو تو حاجت سند ہی کیا ہی اہل سُنت حضرت امیر
کی خلافت کیوقت اُنکی خلیفہ برحق ہونے کی ویسی ہی قائل ہین جیسی خلفاء ثلثہ کی خلافت کی حقیقت کی
اُنکی ایام خلافت مین قایل ہین سند کی تو اسوقت ضرورت ہوتی جب اہل سنتہ حضرت امیر کی برحق

ہونیکے منکر ہوتی ہیں اس بیہودہ سرائی سے کیا فائدہ بسیر حضرت عائشہؓ اور حضرت امیر کے رد سے آپکو کیا ہاتھہ آیا پہر تو فرمایئے
یہ کونسی دلیل ہے اسکی کلام اللہ کی آیۃ کہیئے یا حدیث کی دلالت کہیئے اس دیوانوں کی سی ترٹنگ سے اس بحث مین کیا
ہاتھہ آیا خلافت حضرت امیر اس سے ہاتھہ آگئی یا آپ کی امامت کا تمسک اور قبالہ اس سے درست ہوگیا نقل مشہور ہے
بیاہ مین بیہج کا لیکھا کجا امامت حضرت امیرؓ کجا یہ مہمل تقریر اور اگر مقصود دلی وہی اظہار خبث باطن نسبت زوجہ
مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس پردہ مین حضرت عائشہ پر طعن مد نظر ہے تو موافق مصرع - مشہور
کلوخ انداز را پاداش سنگ ست مناسب تو یون تہا کہ اتہام ام المومنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
مین ہم بہی اپنی دلکے پہپولے پہوڑتے پر ایسے نابکارونکو برا کہا تو کیا ہوا شیطان کو برا کہنے کی حاجت ہی کیا ہے اور
اوسکی ہجو اور مذمت کی ضرورت ہی کیا ہے جیسے اونکی خوبی اور بزرگی معلوم ہے حضرات روافض کی شان مین
ہی مشہور ہے الرافضی فوارا لعنت از و منجزد و برو میریزد بالجملہ رافضیون کے برا کہنے کی تو حاجت نہین ہان
جواب اعتراض چاہیئے سا جو تحقیقی جواب تو اسکا یہ ہے کہ لاریب اپنے ایام خلافت مین حضرت امیر افضل البشر
تہے اور بے شک وہ بر حق تہے اور حضرت عائشہؓ خطا پر تہین لیکن بوجہ خطا و نسیان انسان معاتب نہین ورنہ روزہ
مین بہول کر پانی پینا کہانا کہانا بوجہ خطا جیسے وضو کرتے مین کبہی حلق مین اوتر جاتا ہے ایسے امور کا مرتکب ہونا
موجب عذاب وجوب کفارہ ہوا کرتا علی ہذا القیاس بوجہ غلطی اگر کوئی حرکت ناسزا ہو جائی تو اوس پر بہی
خدا کے یہان سے گرفت نہین ورنہ ابر کے روز قریب غروب آفتاب کہ ابہی آفتاب غروب نہوا ہو اگر کوئی شخص
بوجہ غلطی یون سمجہہ لے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور یہ سمجہکر روزہ کہول لے اور پہر آفتاب نمودار ہو جائے چنانچہ
اکثر ہو جاتا ہے تو لازم یون ہے کہ ایسا شخص معذب ہوا کرے حالانکہ باتفاق شیعہ سنی ایسے افعال پر خدا کے
یہان مواخذہ نہین ایسے ہی مشاجرات صحابہ اور محاربات اصحاب جو باہم پیش آئے یا منازعات انبیا جیسے
حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا قصہ گذرا سب بوجہ غلطی ہوتے ہین جان بوجہ کر نہین ہوتے
جو اون پر اعتراض کیا جائے باقی رہی یہ بات کہ وجہ غلطی کیا ہوئی اسکا جواب اول تو یہی کہ ہمکو اس سے کیا بحث
حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون کی طرح دونون بزرگ سمجہنا چاہیئے اور تحقیق ہی مد نظر ہے تو سنیئے
حضرت عثمان کے قاتل حضرت امیر کے ساتہہ ہو لئے تہے سو حضرت امیر اول تو بانیوجہ قصاص

کے لینے مین دیر کر رہی تہی کہ ان شورہ پشتون نے بنی بنائی بڑی نہکی خلافت کو جب ایسا زیرہ زبر کر دیا تو میری
خلافت تو جمتی ہی نہین پائی میرے قابو مین کیونکر آئین گے دوسرے بلوی کی باتہی تحقیق کی بعد قاتل غیر قاتل کو پہچا نکر
قصاص لیا جائیگا حضرت عائشہ اور حضرت زبیر اور حضرت طلحہ وغیرہ یہ سمجہے کہ حضرت امیر ان ظالمونکی طرفدار
ہین چنانچہ حضرت امیر معاویہ نے یہ جو محمد بن ابی بکر کو مارا تو اوسکی وجہ یہی ہوئی کہ انکو منجملہ شیران
قاتلین سمجہتے تہے یہ بات جدی رہی کہ یہ تہی یا نہ تہی لیکن حضرت عائشہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کا خود
ارادہ قتال ہی نہ تہا حضرت عثمان کے قاتل جو ان لوگون کو ڈراتے تہے تو اپنی جان بچانے کو بصرہ کو جاتی
تہے حضرت امیر نے تعاقب کیا انجام کار بایں وجہ کہ قاتلان مذکور نے بغرض فساد دو گروہ ہو کر دونون لشکرون
پر شبخون مارا ہر اک نے دوسرے کی دغا سمجہی اور لڑ لڑا کر قصہ تمام کیا مگر بشہادۃ کلام اللہ حضرت موسی علیہ السلام
نے حضرت خضر علیہ السلام پر کشتی توڑ ڈالنی اور لڑکی کے مار ڈالنے کے مقدمہ مین اعتراض کیا چنانچہ سورہ کہف
مین یہ قصہ مفصل مذکور ہے جسے شوق ہو سولوین سیپارہ کے شروع سے پہلے ایک رکوع نکالکر دیکہنا شروع
کرے حضرت موسی کا اونکے پاس جانا اور دوبارہ تسلیم عہد و پیمان کرنا پہر باینہمہ اعتراض کرنا اور نیز حضرت خضر کا
اون باتون مین بے قصور ہونا سب بخوبی واضح ہو جائیگا اور نیز یہ بہی واضح ہو جائیگا کہ حضرت موسی علیہ
السلام نے غلطی ہی کہائی اوپر سے بتلائے کچہہ سمجہہ مین نہ آیا اب میری یہ عرض ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام
کے پاس آپ نہین گئے خدا کے تو بہیجے ہوئے گئے خدا نے اونکو علم اور بزرگی کی اونسے تعریف کی پہر اونہون نے
یہ کہہ لیا کہ تم سے میری باتون پر صبر نہو سکیگا تم میرے ساتہ نہو خود حضرت موسی علیہ السلام نے اقرار کر لیا کہ
مین کچہہ تکرار نکرونگا باینہمہ نور نبوت کمال عقل ایسا کہ کیسی ہی باریک بات کیون نہو اوسے سمجہہ جائین پہر اسپر
بہی حضرت موسے نہ سمجہے اور نہ سمجہنا تو درکنار یون نہین سمجہتے کہ اسمین کوئی کچہہ بہید ہوگا صبر کرنا چاہیئے اور پہر نہ
سمجہنے کی بہی نوبت یہانتک آئی کہ بن بتلائے نہ سمجہے اگر ہم جیسے اور تم جیسے مسلمان دنیا کم عقل کم فہم ان قصونکی حقیقت کو
نسمجہین جنمین مراتب مذکورہ مین سے ایک بات بہی نہین تو کیا بعید ہے بلکہ لازم یون ہے کہ نسمجہین ہان یہ سمجہکر کہ
ہماری سمجہہ کا قصور ہے ان بزرگوارونکا قصور نہین اون پر اعتراض نکرین جیسے حضرت موسی علیہ السلام
پر ہمکو اعتراض کرینگے گنجایش نہین اس تقریر سے حضرت معاویہ پر بابت

قتل محمد بن ابی بکر اگر اعتراض ہی یا بہ نسبت محاربات حضرت امیر کچہہ طعن ہی وہ بہی مندفع ہو گیا باسنت
اہل سُنتہ وجماعت کی نزدیک یہہ محاربات بوجہ غلطی واقع ہوی طرفین مین سی قصور کسیکا نتہا جیسے غلط
حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام کے دست وگریبان ہونی اور ہاتہا پائی مین قصور دونون مین اور ک
سی کسیکا نتہا باقی رہا جملہ حربک حربی اسکی یہ معنی ہین کہ جان بوجہ کر نہ بوجہ غلط فہمی جو تمسی لڑیگا تو گویا وہ اگر
مجہسی لڑیگا یہہ نہین کہ جسطرح سی کوئی تم سی لڑی عمداً لڑی یا خطاء بوجہ غلطی لڑی یا بوجہ غلط فہمی ہین
وہ سب میری ہی لڑائی کی برابر ہی ورنہ آیۃ ماکان لمومن ان تقیل مومنا الا خطاء جسکی معنون سی صاف ہو
یہہ بات روشن ہی کہ قتل خطا مین کچہہ گناہ نہین غلط ہو جائیگی اور یہہ ہی نہی اگر حدیث مذکور عام ہو تو نہین
اسی وجہ سی عام ہوگی کہ ظاہر الفاظ عموم پر دلالت کرتی ہین مگر جیسی مفہوم حربک کو عام یعنی ہول ایسا
مفہوم حربی کو ہی عام لیجئی اور پہر بہدایت فہم تقابل ملحوظ رکہئی یعنی یون کہئی تمسی عمداً لڑنا تو مجہسان
سی عمداً لڑائی کی برابر ہی اور تم سی خطاء لڑنا مجہسی خطاء لڑنی کی برابر ہی مگر ظاہر ہی کہ رسول اللہ علیہ کہنی
وسلم سی عمداً لڑنا اور آپکی جان بوجہکر تکذیب کرنی بُری ہی اور غلطی اور بیخبری مین اگر کسی سی یہ حرکت ہو
ہو جائی اور بعد علم متنبہ ہو کر شرائط آداب بجالای تو عقل نقل کی روسی قابل عتاب نہین عقل کی کسکی
گواہی کی تو حاجت نہین اہل عقل کی نزدیک بدیہی ہی نقل کی بات پوچہی تو کلام اللہ موجود ہی بعد تبین
اور من بعد ماجاءہم البینات اور لفظ وہم یعلمون سی صاف ظاہر ہی کہ عتاب اسیوجہ سی ہی کہ وہ جانکر
ایسی حرکتین کرتے ہین بلکہ آیۃ ولئن اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من
ولی ولا نصیر سی تو یون معلوم ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بوجہ بیخبری اگر کچہہ
مرضی خداوندی کر جائین تو کچہہ حرج نہین بالجملہ خدا کی مخالفت بوجہ غلطی جب مضر نہو تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بدرجہ اولی مضر نہوگی پہر حضرت علی کی مخالفت اگر بوجہ غلطی ہو تو اسکا
تو کچہہ ذکر ہی نہین اور یہہ ہی نہی لفظ حربک عام اور لفظ حربی شیعونکی زبردستی سی خاص ہو
حدیث مذکور مین پہلا لفظ عام ہی آیۃ ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاءہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ
علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما بہی باعتبار الفاظ عام ہی باغی زانی قطاع الطریق اسمین سب آگئی
اب فرمائی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زانیکو قتل کیا حضرت امیر نی سیکڑون باغیونکو
تہ تیغ کیا ادہر اب تک یہ آیۃ سبکی معمول بہا مجتہدان شیعہ اس سی انکار کر سکین نہ علماء

اہل سُنت پہر یہہ کیا انصاف ہی کہ ایک حدیث کی بہروسی جسمین کسیقدر ضعیف ہی اسی یہہ بہی احتمال ہی کہ غلط ہو اتنا غل وشور ہی کہ العظمتہ اللہ آیتہ کو نہین دیکہتی کہ اسمین شمہ ہی باقی نہین چہوڑا تپسیر غلطی اور کذب رواۃ کا احتمال نہین پہر اسکی باعث کہان کہان یہ اعتراض پڑتا ہی اور جواب الزامی یہہ ہی کہ اگر حضرت امیر کی حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حربک حربی فرمایا ہی تو ازواج مطہرات کی حق مین النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم فرمایا ہی ادہر ہام والدین کی حق مین لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا فرمایا ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج جو امہ المومنین ہین انکی حق مین تو اُس سی بہی زیادہ تاکید ہو گی اب میری یہہ عرض ہی کہ حضرت علی کی ایمان کیا کمال ایمان مین بہی شک کی گنجایش نہین جو یون کہئی کہ اور ونکی والدہ تہین اونکی نتہین پہر کیا بہی احسان تہا کہ ایسی والدہ کا یون مقابلہ کرتی اور اگر یہہ خیال ہی کہ خطا پر نہین تو یہہ بات کس موہنہ سی کہنی مناسب ہی سُنی کہلین تو کہلین شیعو نکو اسکی کہنی کی مجال نہین کیونکہ آیتہ یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اُنکی نزدیک عصمت پر دلالت کرتی ہی ادہر یہہ آیت دیکہہ بہی کسکی شان مین نازل ہوئی ہی ازواج مطہرات کی یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کلام اللہ موجود ہی دیکہہ لو ازواج کا ذکر ہی یا حضرت امیر کا اور اگر حدیث عبا پر کودتی ہو تو اُس سی صاف یہی بات نکلتی ہی کہ یہہ آیت اُنکی شان مین نازل نہین ہوئی ورنہ اس دعا کی کیا حاجت تہی کہ عبا مین پنجتن کو شامل کرکی یہہ فرمایا اللہم ہولاء اہل بیتی الخ بالجملہ دعا کرنی جیسی دخول پنجتن زمرہ اہل بیت مین معلوم ہوتا ہی ایسی ہی یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ آیت انکی شان مین نازل نہین ہوی ہان اگر یہہ دعا قبل نزول آیتہ ہوتی تو یہہ بہی احتمال تہا کہ دعا ہی باعث نزول ہوی ہی مگر اسمین سنی ہی نہین شیعہ بہی اسطرف ہین کہ آیتہ پہلی نازل ہوئی دعا پیچہی ہوئی باقی پنجتن کو پہلی سی اہل بیت فرمایا یہ نفرمایا کہ انکو اہل بیت مین داخل کروی سو اسکی وجہ یہہ ہی کہ اپنی بیگانی اور بیگانی اپنی نہین ہو سکتی جسکی جو قرابت ہی وہی رہتی ہی کوئی غیر آدمی کی نسبت یہہ دعا تو کر ہی نہین سکتا کہ الٰہی یہ شخص میرا حقیقی بیٹا بنجاوی ہان جس سی محبت شدید ہوتی ہی اُسکو بیٹا خود کہدیا کرتی ہین اگرچہ بیگانہ ہی کیون نہو یہ پالک کو عرف مین بیٹا کہتی ہین لیکن حقیقی بیٹا ہونا اُس کا ممکن نہین اسیطرح جو اہل بیت نہون انکا اہل بیت ہو جانا ممکن نہین جو اُسکی دعا کیجاتی کہ الٰہی انکو اہل بیت حقیقی بناو

ہان اونکے ساتہہ بہی معاملہ اہل بیت ہے کا ساتہا اسلئے آپ نے فرمایا الٰہی یہ بہی میرے اہل بیت ہین تو
اپنا وعدہ ان کے ساتہہ بہی پورا کر اور اگر یون کہئے کہ اہل بیت تو پہلی ہی سے تہی پر دعا کیوقت اونکو اس
سبب سے یاد کر لیا تہا سو یہ بات غور سے دیکہئے تو گوزشتر سے کم نہین جناب باریتعالی کو یہ معلوم تہا کہ اہل بیت نبوی کو ابن
ہین جو آپ کے تبلانے اور جتلانے کی ضرورت ہوئی جب خداوند کریم نے وعدہ تطہیر کر لیا تہا آپ پورا کرتا پہر دعا کی
کیا حاجت تہی بالجملہ بروے انصاف شیعونکے جی مین بہی یہی ہوگا کہ آیۃ تو ازواج مطہرات ہے کی شان مین ہے
ہان جیسے کوئی بادشاہ کسی امیر سے وعدہ کرے کہ تمہارے گہر کے لوگون کو مین انعام دونگا اور وہ امیر وقت
تقسیم انعام اپنی دختر اور داماد اور نواسون کو بہی لیجاے اور یہ کہے کہ آپ نے میرے گہر کے لوگونکے لئے وعدہ
انعام کیا تہا یہ بہی میرے گہر کے لوگ ہین کچہہ اجنبی نہین تو وہ بادشاہ باوجودیکہ جانتا ہے کہ بیٹی دوسرے
گہر کا چاند ہے گہر کے لوگونمین داخل نہین نواسے اور داماد تو درکنار گہر کے لوگ اگر ہین تو بی بی ہے چنانچہ
اہل بیت کا ترجمہ ہے اہلخانہ ہے یا فرزند وغیرہ جو اوسکے گہر رہتے ہین مگر بوجہ عموم کرم و مزید قدر شناسی امیر
مذکور اونکو بہی انعام دے تو کچہہ بعید نہین ایسے ہی یہان بہی سمجہنا چاہئے کہ پنجتن باوجودیکہ شرف گوناگون
رکہتے ہین پر اصل سے اہل بیت مین سے نتہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مادر او دیگر انعامہا سے
بی بیان انعام اہل بیت مین بہی شریک ہو گئے چنانچہ قرینہ دعا اسپر عمدہ شاہد ہے اور بہت ہا تہہ پانون بہی
مارئے تو یہ بات بن پڑتی ہے کہ لقب اہل بیت تو اول سے ازواج اور پنجتن دونونکو شامل ہے خطاب
خاص ازواج ہی کے ساتہہ ہے گو وعدہ مذکور سب ہی کے ساتہہ ہو جیسی کوئی بادشاہ اپنے نوکرونمین سے
ایک نوکر کو بلا کر یون کہے کہ ہمارا کل کو ارادہ ہے کہ اپنے نوکرونکو انعام دین سو یہ خطاب گو اوس ایک ہی کے ساتہہ ہے پر وعدہ سب ہی نوکرونکے لئے ہے
بالجملہ پنجتن کے اہل بیت مین داخل ہونے کی دو صورتین ہین ورنہ اصل سے یہہ آیۃ ازواج
ہی کے حق مین ہے اونکی خارج اہل بیت ہونیکا کوئی احتمال نہین احتمال ہے تو اہل بیت
کی خارج ہونیکا احتمال ہے اگرچہ غلط ہو کیونکہ بالتفاق اہل سنت وہ بہی اس فضیلت
مین شریک ہین اول سے ہی تہی یا پیچہی ہو گئے پہر جب آیۃ مذکورہ عصمت پر دلالت کرتے
چنانچہ شیعہ پنجتن کی عصمت اس سے ثابت کرتے ہین تو ازواج مطہرات بدرجہ اولے معصوم ہونگی اونہون نے جو کچہہ
حضرت امیر کے ساتہہ کیا بجا ہوگا پہر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت امیر نے اونکی ام المومنین ہونیکا

لحاظ نکیا فرزند کو والدین کی اطاعت چاہئی والدین کو فرزند کی اطاعت کی حاجت نہین پہر وجہ معلوم
ہوتی ہی کہ حضرت امیر کے ذمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہوی کیونکہ وہ حضرت امیر کے
حق مین بمنزلہ والد کی تہی یہہ ہوتا تو ازواج مطہرات ام المومنین ہی کیون ہوتین پہر جب حضرت امیر نے
وجودیکہ موافق عقیدہ شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی افضل معلوم ہوتی ہین چنانچہ حدیث منبج
سوال دوم سی واضح ہی اور نیز حال قال شیعہ سی ٹپکا پڑی ہی زبان سی کہین یا نکہین بانیوجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار رکہی کہ وہ بمنزلہ والد تہی تو حضرت عائیشہ اونکی حق مین بمنزلہ والدہ
تہین اور پہر والدہ ہی کیسی معصوم اونکی اطاعت اور فرمان برداری ہی اونکو ضرور تہی سواب حضرات
شیعہ کی خدمت مین یہہ عرض ہی کہ اپنی اعتراضات کا جواب تو دندان شکن لکہی ہماری ان اعتراضات
کا جواب ہی چاہئی باقی رہا یہہ قصہ کہ حضرت ام حبیبہ نی گوسفند بہون کر حضرت عائیشہؓ کی پاس بہیجا اور
اون کی بہائی کی نسبت کچہہ کہلا کر بہیجا اور حضرت عائیشہ نے گوشت گوسفند کا کہانا چہوڑ دیا اول تو قصہ
بے سند اور اگر ہو ہی تو اسکا ذکر کرنا اور مباحثہ کو ایسی مضامین سی طول دینا خود جنگ زمانہ ہے صاحبو
مباحثہ ہی کو سنا بیٹہنا نہین جو حضرات شیعہ غور تو نکی طرح ایسی باتین گاتی ہین اُسکی جواب مین فقط یہہ شعر
کافی ہے + اولجہی کو بلا مین آپ تو کچہہ خیر ہی صاحب + لگایا ہاتہہ کسنی آپکی زلف پریشان کو + غرض
ایسی باتون سے دین شیعہ مستحکم نہین ہوتا حقانیت کی سند ہاتہہ نہین آتی پہر کیا فائدہ دیوانو نکی طرح
جاہلو نکی دلمین شبہہ شک ڈالتی ہین۔ **جواب** سوال چہارم۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اول ہمار
نزدیک ایسی امام نہین جنکی بات خدا اور رسول کی بات کی برابر ہو ایک مجتہد ہین اگر انکی بات کو ایسی
ہی ہو جسپر اعتراض کی گنجایش ہو تو کیا ہوا ہمارے نزدیک تمہاری نزدیک دو تو نکی نزدیک مجتہد سی
خطا ممکن ہی پہر وہ بہی فروع مین اور فروع مین ہی ایسی بات جو خواہ نخواہ ظاہر نہین مگر ستم تو یہ ہی کہ
حضرات شیعہ اماموںسی جنکی عصمت کی مثل عصمت انبیاء معتقد ہین ایسی روایتین کرتے جو صاف کلام اللہ
کی مخالف ہین ارشاد مین جو تصنیف علامہ حلی ہی موجود ہی کہ اپنی باندیکو دوسری پر حلال کردی تو اسکو
اس سے صحبت جائز ہی پہر باندی مومن ہی کیسکی تخصیص نہین جس سی اُسکی اولاد ہو اُسکا حلال کر دینا ہی
جائز ہی اور غیرونکو عاریت دیدینا درکنار وقف کر دینا شیعون مین جائز ہی بلکہ ابن بابویہ تو حضرت
امام مہدی کی نام سی ایک رقعہ ایسا روایت کرتا ہے جس کے سُننے سے مسلمانون کا بدن کانپتا ہی

حاصل اسکا یہہ ہی کہ بیبیاں اور دوستوں کی باندیوں اور حرموں کی شرمگاہ کی رعایت دینی ہیں
ثواب ہی اور عمدہ عبادات ہیں سی ہی ادہر متعہ کا آوازہ اور اسکی فضائیل کا شور تو سبھی نی سنا ہوگا یہ
وجہ ہی کہ سیکڑوں سنی شیعہ ہوئی چلی جاتی ہیں اور کیونکہ نہوں جیتی جی تو یہہ مزی اور مرنے کی بعد
مرتبی کہ حضرات ائمہ کا مرتبہ نصیب ہو قطرات غسل سی فرشتہ پیدا ہوں ایسا دین اور ایسا ایمان تو قسمت
ہی سے ملتا ہی اعتبار نہو تو تفسیر میر فتح اللہ شیرازی ہیں اس آیۃ کی تفسیر ہیں فما استمتعتم بہ منہن فا
ہن اجورہن فریضہ دیکھ لیں میں نی تو کچھ بہی نہیں لکھا انہوں نی تو وہ فضائل نقل کئی ہیں کہ جنکی سننی کی بعد
رمضان کیطرف سے جدا جی ٹھنڈا ہوا جاتا ہی جہاد کی قدر جدی ہی جی سی نکلی جاتی ہی بلکہ کوئی عبادت
متعہ کی سامنی آنکھوں میں نہیں جچتی غرض ایسی ایسی لذتوں کی بدولت اس مذہب کی رونق ہوئی ور
جہاد و اجتہاد ائمہ تو معلوم جس سے یہہ فروغ ہوتا اور کہہ سکتی کہ جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جہاد و سعی اسلام کو فروغ ہوا اماموں کی جہادوں سی مذہب شیعہ کو ترقی ہوئی لیکن باایں ہمہ صاف
کلام اللہ کے مخالف سورہ بنی اسرائیل اور سورہ معارج میں دیکھیئی یوں فرماتی ہیں والذین ہم لفروجہم
حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون
جسکا ما حصل یہہ ہی کہ جو لوگ بی بی اور باندی کی سوا اور کسیسی صحبت کریں تو وہ لوگ حد سے نکل جانی
والے ہیں اور ظاہر ہی کہ متعہ کی عورت نہ بی بی ہی نہ باندی بی بی تو اسلئی نہیں کہ بشہادت آیۃ فانکحوا ما
طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع نکاح چار سی زیادہ نہیں اور متعہ میں شیعوں کی نزدیک یہ
قید نہیں اور لفظ نکاح سی زوجیت ثابت نہیں ہوتی تو اس ہٹ دہرمی کا کیا علاج ہی کہ سورہ نساء
کی دوسری رکوع میں یوں فرماتی ہیں۔ ولہن الربع مما ترکتم۔ اور ہن کی ضمیر ازواجکم کیطرف راجع ہے
جو پہلی آیۃ میں مذکور ہی اور ازواج سب جانتی ہیں کہ بی بی کو کہتی ہیں غرض جو لفظ ازواج سورہ بنی
اسرائیل اور سورہ معارج میں ہی وہی سورہ نساء میں ہی سو سورہ نساء میں ازواج کی نسبت میراث
ہیں درصورتیکہ اولاد نہو ربع اور اولاد ہو تو ثمن فرماتی ہیں سو متعہ کی عورت اگر ازواج میں داخل
ہوتی تو اونکو میراث بقدر مذکور ملا کرتی حالانکہ باتفاق شیعہ متعہ کی عورت وارث نہیں ہوتی علی
علی ہذا القیاس اور احکام مثل عدت طلاق عدل وغیرہ کی جو بنسبت ازواج کلام اللہ میں مذکور
ہیں متعہ کی عورت کی نسبت شیعہ تجویز نہیں کرتی اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو میں ہی سب کو بتلاتا

مگر یون سمجهکر که کلام الله موجود ہے پڑہنے والی خود دیکهہ لینگی اسیپر اکتفا کیجاتی ہی بالجملہ زن متعہ داخل
ازواج تو نہین چنانچہ خود شیعہ بہی اپنی کتابون مین زن متعہ کو ازواج مین شمار نہین کرتی باقی رہا
باندی ہونا اسکی ابطال کی کچهہ حاجت نہین خود ظاہر ہی کون کہدیگا کہ زن متعہ باندی ہی ورنہ
بیع شرا ہبہ عتق وغیرہ سب احکام جاری ہوتی جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ زن متعہ زوجہ ہی نہ
باندی تو متعہ کرنی والی منجملہ فاولئک ہم العادون ہوی یا نہوی یعنی منجملہ ظالمین جو بمعنی عاوین ہی
اب غور فرمائی کہ یہہ مسئلہ باتفاق منجملہ عبادات ہی سبحان الله سنیون پر اون باتون پر طعن جو انکی
یہان اگرہین تو منجملہ مباحات ہین نہ عبادات پہر وہ بہی اختلافی نہ اتفاقی اور وہ بہی اجتہادی نہ یہہ
کہ بحوالہ نصوص قرانی یا نصوص احادیث پہر اونمین بہی کوئی بات خلاف عقل و نقل نہین بلکہ عقل و نقل
دونون اسکی موید ہو سکتی ہین چنانچہ انشاء الله عنقریب ہی واضح ہوا جاتا ہی اور اپنی خبر نہین لیتی
کہ صریح زنا مخالف قرآن شریف پہر اسکو یہہ بہی نہین کہ مباح ہی کہکر چپ ہو رہین بروایات آئمہ اس کی
فضایل ہی بیان کرین پہر فضایل بہی ایسی ویسی نہین انسان گرفتار ہوا و ہوس تو درکنار فرشتہ
بہی ہو تو ان فضایل کو سنکر لوٹ پوٹ ہو جای اور متعہ کرنیکو تیار ہو آدمی دوسری پر طعن کری تو اپنی
تو خبر لیلی حضرت آدم کی زمانہ سی لیکر آجتک اس فحش صریح کا یہ اہتمام کسی مذہب کسی ملت کسی دین کسی آئین مین
نہوا ہوگا پہر اسپر طرہ یہہ ہے کہ بعض روایتون سی تو اجازت عام معلوم ہوتی ہی کہ کواریان اور
رانڈین ہی نہین خاوندوالیان بہی اس عیش و نشاط سی اپنا جی ٹہنڈا کر لین پہر وہ بہی ایک
ہی سی نہین دس پانچ مردون سی اختیار ہی چنانچہ علی بن احمد بتی جو شیعو نمین بڑی جلیل القدر
عالم تہی اسپر فتوی دی مری کہ متعہ دوریہ یعنی ایک عورت کئی مردونسے متعہ کر لی جایز اور دہیا
کیا او یہی بڑی بڑی عالم اونکی ہمزبان ہین علی ہذا القیاس اصح علماء شیعہ کی نزدیک یہی ہی کہ خاوند
والیونکو متعہ بہی جایز ہی اور اگر یہ بات شیعان زمانہ بروی نقل بالفرض تسلیم نکرین تو بروی عقل
تو قابل تسلیم ہی ہی اگر مجتہدین اولین کی خیال مین اس قسم کی متعہ کی اباحت نہین آئی تو مجتہد العصر
کو تجدید دین فرمانی چاہئی وجہ اباحت اگر ذہن مین نہ آئی ہو تو یہہ خاکسار عرض پرداز ہی پر شکرانہ
احسان ضرور ہی نکاح مین جو عورت کی لئی تعدد ازواج جایز نہین تو یہہ وجہ ہی کہ نکاح از قسم معاملات
ہی بیع شراء کی طرح جس سے معاملہ ہو گیا ہو گیا منجملہ عبادات نہین جو ثواب کی امید ہو اور

تا ئید ثواب کی لئی اوس پانچ سی کیا جائی اور ترویج دین کی لئی خاوندوالیونکو اجازت دیجای ہان
بحمد اللہ نعوذ باللہ متعہ مین ماشاء اللہ نعوذ باللہ یہہ فضائل ہین کہ نہ پوچہئی ایک متعہ مین حضرت
سید الشہداء علیہ السلام کا مرتبہ دوسری مین حضرت سبط اکبر علیہ السلام کا مرتبہ تیسری مین حضرت
امیر چوتھی مین خود مقام سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتا ہی اور غور کیجئی تو بقیاس صابئی
پانچوین متعہ مین خدائی کی اُمید گو وعدہ نہہی پہر قطرات غسل سی ملایک کا تولد کسقدر موجب برکات
ہوگا وہ ملائک اس احسان کی بدلی کیا کیا کچہہ عرقریزیان دعا و استغفار مین کرینگی اور اونکی تسبیحات
کا ثواب بی پایان کیسا حلوا ءِ بی دود کی طرح مفت ہاتہہ آئیگا سند مطلوب ہی تو تفسیر میر فتح اللہ شیرازی
ملاحظہ فرمائین الغرض یہہ فضائل متعہ اسبات کو مقتضی ہین کہ جسقدر ہو سکی دریغ نکیجئے عورت کیطرف دیکہئی
تو اُسکی حق مین متعہ کا کرنا مردونکی حق مین بڑی فیض رسانی ہی اگر وہ نکرین تو مردونکو یہہ فضائل کیونکر
میسر آئین علی ہذا القیاس مردونکی طرف دیکہئی تو اونکا متعہ کرنا عورتونکی لئی فیض کا کام ہی سو اس
فیض کو طرفین مین عام ہی رکہنا چاہئی اور نکاح پر قیاس نفرمائین کیونکہ وہان مقصود بالذات
توالد و تناسل ہوتا ہی تحصیل فضایل نہین ہوتا نکاح کی عورت بمنزلہ زمین زراعت ہوتی ہے
چنانچہ خود حضرت خداوندی ہی ارشاد فرماتا ہی نساءکم حرث لکم سو اس زمین مین اگر دس پانچ
کا اشتراک ہوگا تو اسکی پیداوار ہی یعنی اولاد بہی مشترک ہوگی اور باین نظر کہ مقصود بالذات
اس زمین سی جسو بی بی کہئی یہہ پیداوار ہی جیسے اولاد کہئی سو جیسی زمین اصلی سی اُسکی پیداوار
مقصود ہوتی ہی یہان بہی ہر کوئی اس پیداوار کا خواستگار ہوگا اور نیز خواہش طبعی تولد اولاد
بہی اسیکو مقتضی ہی پہر بوجہ محبت طبعی یہہ تو ہو ہی نہین سکتا اسکو یہی اوسی نہ لیجئی جو سب مین
یون تقسیم ہو جای کہ در صورت تعدد اولاد ایک بچہ ایک لیلی اور دوسرا بچہ دوسرا لیلی ورنہ یہہ ہو سکی
کہ ہر ہر بچہ کو کاٹ چہانٹ کر گوشت کی طرح تقسیم کرلین جیسی درصورتیکہ ایک ہی بچہ ہو صورت تقسیم
یہی نظر آتی ہی اسلئی چار ناچار نکاح مین مردونکا تعدد تو ممکن نہوا ہان عورتونکی تعدد مین کچہہ خرابی
نہی پر متعہ مین مقصود بالذات اولاد ہوتی ہی نہین بلکہ قضاء حاجت اور تحصیل ثواب یا دوسری
کی حاجت کا روا کر دینا اور ثواب کا کام کرا دینا بلکہ بعض صورتون مین تحصیل اولاد ممکن ہی
نہین جیسی ایک ایک دو دو شب کی لئی کوئی عورت روز متعہ کرتی رہی اس لئی کہ ایسی صورت

ین اول تو بوجہ کثرت مجامعت جیسی رنڈیون کی اولاد بہت کم ہوتی ہی۔ اولاد ہی کیون
وگی اور اگر ہوگی ہی تو سبہی کی ہوگی کسی ایک کی کیونکر کہدیجی جو اُسکی حوالہ کردیجی پہر اولاد
قصود نہوئی تو وہی قضاء حاجت وتحصیل ثواب یا دوسرے کی حاجت روائی اور تائید کا ثواب
رہگئی سو اُسکی ممانعت قرین عقل ونقل ہرگز نہین فیض اور ثواب کا کام جسقدر ہوسکی غنیمت
ایک سی کر نہین ایک فیض اور ایک ثواب ہوگا تو دو سی اور دس پانچ سی کر نہین زیادہ ہی
ین اور زیادہ ہی ثواب ہوگا علی ہذا القیاس خاوند والیون اور اونکی خاوندونکی حق مین متعہ مین
رت مفقود اور منفعت موجود ہی عورت کی حق مین اپنی قضاء حاجت جدی دوسرے کی حاجت
ائی جدی اپنا ثواب جدا دوسرکی ثواب مین شریک ہوجانا جدا پہر خاوند کی لئی بی محنت
کی اُمید بی بوی جوتی کھیتی پکی پکائی ہاتہہ آئی اس سی زیادہ اور کیا نفع ہوگا غرض جو وجہ جالغت
داز داج عورت کی حق مین نکاح مین نہین یہان اصلا نہین پہر تجدید دین کو کیون ہاتہہ سی دیجی
کا ہیکو اس فتواء فیض سی احتراز کیجئی بالجملہ اپنی گہر کا تو یہہ حال پہر شیعہ امام ابو حنیفہ اور
شافعی پر طعن کرین تو بیہ کرین کہ ایک نی تو شراب کو حلال فرمایا دوسری نی اولاد الزنا کو
ن بتایا صاحبو امام ابو حنیفہ نی اگر شراب کو حلال کہا ہی تو مطلق شراب کو حلال نہین کہا ہی
ت اضطرار مین حلال کہا ہی جیسی خود خداوند کریم نی مردار وغیرہ محرمات کو حلال کہا ہی اعتبار
ی تو سورہ مائدہ کی پہلی رکوع کو آیتہ حرمت علیکم المیتہ سی لیکر فان اللہ غفور الرحیم تک تلاوۃ
ین آیتہ حرمت علیکم المیتہ سی اگر مردار وغیرہ محرمات کا حرام ہونا معلوم ہوگا تو آیتہ فمن
ر فی مخمصتہ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور الرحیم اسی اونہین محرمات کا حالت اضطرار مین
معلوم ہوجائیگا سو حضرات شیعہ ہی انصاف فرمائین کہ امام ابو حنیفہ نی ایسی وقت مین اگر
ب کو حلال فرمایا تو خدا ہی کی اشارون پر چلی کچہہ خدا کی مخالفت تو نہین کی جو اسقدر رنج
ہی مگر ہان شاید حضرات روافض کو خود جناب احکم الحاکمین ہی پر اعتراض ہو ادر نہین
ب کرینگی خیر اگر یہہ ہی تو ہمین ہی شکایت نہین اور جواب کی کچہہ حاجت نہین فقط اسوقت
ایک شعر کافی ہے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ؛ گو مشت خاک ما ہم برباد
رفتہ باشد ؛ باانیہمہ امام ہمام نے بوقت مذکور اگر کہا ہی تو حلال ہی کہا ہی فرض و واجب نہین

تو نہین کہا جایز ہی فرمایا ہی مستوجب حصول درجات ائمہ اطہار و سید ابرار صلی اللہ علیہ و علی
آلہ اجمعین تو نہین فرمایا متعہ کی برابر کر دیتی تو جای اعتراض تہی کہ ایسی ناپاک چیز کو ایسی پاک کام
کی برابر کر دیا فقط جواز پر اسقدر ترشرو ہونا مناسب نہین رہی امام شافعی اونہون نی اگر اولاد
از زنا کا نکاح جایز فرمایا تو باین نظر فرمایا کہ زنا سی نسب ثابت نہین ہوتا چنانچہ میراث کا نہ ملنا
دلیل ہی پہر جو حرمت نسب و مصاہرہ ثابت کیون ہو گی اور مین جانتا ہون انہون نی کچہہ بیہودہ
نہین کہا قطع نظر اسکی کہ نسب جیسی نعمت جسکی نعمت ہونی پر ادہر اپنا وجدان و دوسری آیت
قران واقعہ سورہ فرقان وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صہرا دو شاہد عدل گواہ
ہین ایسی فعل قبیح سی جسی زنا کہتی ہین کیونکر ثابت ہو ورنہ زنا ہی منجملہ انعامات ہو محرمات نہ
متعہ کو دیکہا کہ با وجود کثرت فضایل و وفور محامد و عظمت ثواب ثبوت نسب نہین چنانچہ اولاد
کو میراث نہین پہونچتی پہر جب شیعونکی نزدیک متعہ ثبوت نسب نہو امام شافعی اسپر قیاس کر کے
زنا کو ثبوت نسب نہ سمجہین تو خفا ہونیکی بات نہین شیعونکو تو آفرین و تحسین کرنی چاہئی ہان
شکایت ہو تو بجا ہی کہ زنا متعہ کی ساتہہ زناء مشہور کی اتنی برابری مین بہی بی ادبی ہی زناء
کجا زناء مشہور کجا پہر زناء معلوم کو ایسی زنا کی ساتہ جو عبادت ہو اتنا بہی مشابہ نہ کہنا چاہئی مگر
شکایت اور یہہ اعتراض ہی تو اہل سنت کی پاس اسکا جواب نہین اور ہی تو یہہ ہی جواب جاہلان
خموشی لیکن شیعہ انصاف کرین تو جای شکایت نہین ہان زناء معلوم کو فضایل مین زناء متعہ
برابر کر دیتی تو بیجا تہا اب کیا ہی ابہی زمین آسمان کا فرق باقی ہی اور ان سب باتونکو جانی دیجی
ابو حنیفہ اور امام شافعی سنیون کی نزدیک شیعونکی سی امام نہین جو اونکی غلطی سی سنیونکا کوئی
مذہب ڈہیجای علاوہ برین مسائل مذکورہ کچہہ اصول احکام مذہب اہل سنت اور مسائل متفق
مین سی نہین پہر انکی حلت حرمت ہی ایسی زبان زد عام خاص نہین ہان ائمہ شیعہ کی روایت
ثابت جنکی طرف بطور شیعہ احتمال خطا ممکن نہین پہر مسائل متفق علیہا اور اصول مذہب
اگر کوئی اس مسئلہ کو نمانی تو شیعہ ہی نہین تیسرا اوسکا حال اور اسکی حلت ایسی واضح کہ کسی
نہین اب لازم یون ہی کہ ہمارے اس اعتراض کا جواب دیجی ورنہ یہ شرط انصاف نہین کہ
تقاضا اور اپنی آپ آئین خائین بتلائین باقی فروع کو بہی اسی پر قیاس کیجی تو قیاس کن زگلستان

ن ہمارا مرا۔ رہی اصول سو اصول کو کچھہ نہ پوچھئی ائمہ کو انکی اعتقاد کی موافق علم ازل و ابد اور اپنی
موت حیات کا اختیار جسکی بطلان پر بیسیون آتیین کلام اللہ کی گواہ زیادہ کی فرصت نہین ایک ایک آیتہ
دونون کی بطلان کی لئی پیش کش ہے اول کے لئی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون
ان یبعثون جو سورہ نمل مین واقع ہے اور دوسری مسئلہ کی ابطال کے لئی اذا جاء اجلهم فلا یستاخرون
ساعتہ ولا یستقدمون جو کئی جا لفظ فا کی تقدیم تاخیر کی ساتھہ واقع ہے سواء اسکی اور کچھہ حاجت نہین مشتی
نمونہ خروارے ہان اگر اس بات کا اعتبار نہو کہ شیعہ کا یہ مذہب اور یہہ اعتقاد ہے یا نہین تو کلینی کو ملاحظہ
فرمائین اور پہر یہہ فرمائی کہ سنیون تو ذرا سی مخالفت کلام اللہ پر اتنی طعنی پہر وہ مخالف بہی موافق مصرع مومن مین
الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا ❊ اپنی ہی قصور فہم سی مخالفت معلوم ہوتی ہی اور اپنی خبر نہین لیتی
اصول سی فروع تک جتنی مسئلی ہین سبکی سب کلام اللہ کی مخالف اور پہر مخالفت بہی کیسی کچھہ الہی
ہ موافقت کی لئی دوسرا ہی کلام اللہ چاہئی اس کلام کی موافقت تو معلوم واللہ اعلم ❊
اب سوال پنجم اس سوال کا جواب کیا لکہئی جیسی اپنی مذہب اور اہل مذہب کی دردمندی
عث تحریر جواب ہے ایسی ہی حضرات شیعہ کی خوش فہمی پر افسوس موجب پیچ و تاب ہے علماء شیعہ کو اگر
عتراض کرنا نہین آتا تہا تو اہل سنتہ ہی سی سیکہہ لیتی جہان کلام اللہ کا استاد بنایا تہا کیونکہ اگر وہ
ہوتی تو پہر کلام اللہ ہی جہان مین نہوتا فہم مطالب مین ہی انہین کی جوتیان سیدہی کرتی تہی
لیل کیا ہی مدلول کیا ہی کجا خانہ کعبہ اور خلفاء عباسیہ کی سیہ پوشی کجا حضرت سید الشہداء کی ماتم
کی سیہ پوشی۔ غم مین اور فرحت مین ہے فرق زمین و آسمان ❊ کہولکر آنکہین تو دیکہو وہ کہان او
یہہ کہان ❊ اجی حضرت کچھہ انصاف فرمائی خانہ کعبہ پر نوحہ کرنیوالونکو کیونکر قیاس کرین وہ خدا
کا گہر یہ خدا سی بیخبر اگر خدا یاد ہوتا تو یہ گریہ و زاری اور یہ نوحہ و بیقراری نہوتی خدا تو فرمائے
اصبروا ان اللہ مع الصبرین یہان اولٹی رونی دہوتی سی کار خدا تو فرمائی ان اللہ یحب الصبرین
یہان اور برعکس دونی زار زار اجی صاحب حضرت سید الشہداء کی صدمات سی صدمہ ہی تو صبر
بہی خدا کی اطاعت کو ہاتہہ سی نہ دیجئی اور رنج و صدمہ نہین اور یہی سچ ہے تو دونون کی نیلگئی اور کالی کپڑون
اور جہوٹی آنسوئنسی دعوی محبت نکیجی اگر یہی دین و آئین ہی تو منافقین زمانہ نبوی بدرجہ اولی دینداری
اور مستحق کرامت پروردگار ہونگی آپ اگر اظہار محبت سید الشہداء کرتی ہین تو وہ اظہار محبت سید الانبیا

صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہی اونکی اگر جی نہی تو محبت تو آپ کی ہی جی ہین نہین باقی رہا سوز خوانی ا
تصویر واقعہ کربلا سی اگر رونا آتا ہی تو اسمین آپ ہی کا کیا کمال ہوا مجوس ہنود لنصاری ہی ہود ہ
اگر اس کیفیت کو سنین تو رواد ہین کیفیات مصائب کو سنکر تو اجنبیونکو بہی رونا آجاتا ہی اسکو محبت
نہین کہتی چنانچہ ظاہر ہی اور اسی ہی جانی دیجی اگر یہی قیاس ہی تو کل کو بوجہ مقبولیت غم امام علیہ
السلام سیہ پوشان محرم الحرام دعوی مسجودیت کرینگی وہی خانہ کعبہ جسکی سیہ پوشی دستاویز سیہ پوشی
محرم ہی قبلہ نماز اور مطاف عشاق جانگداز ہی جب سیہ پوشی وہانسے اوڑ ائی تو قبلہ و کعبہ مجتہد العصر
تو برای نام ہی قبلہ و کعبہ ہین پر نوحہ کنان و سیہ پوشان محرم واقعی قبلہ و کعبہ نبین گی اور حضرت
قبلہ و کعبہ مجتہد العصر ہی ناچار انکی جانب جہکین گر آخر ہم سنتی ہین کہ حضرت مجتہد العصر در بارہ سیہ پوشی
و سینہ زنی و تعزیہ داری و مرثیہ اتنا اہتمام اور ان امور خیر مین جو مشعر محبت ہین مثل عوام کو
و اجتہاد ہین فرماتی علی ہذا القیاس مجتہدان گذشتہ کا حال ہی ایسا ہی سنتی چلی آتی ہین بالجملہ قیاس
کرینکو کوئی مشابہت ہی چاہئی لباس خانہ کعبہ پہ لباس نوحہ گران بی صبر کو قیاس کرنا چاہی وہ انواع
قسم کی چیز مظہران غم اور قسم باینہمہ ایک قسم مین ہی ایک حال کا لحاظ ضروری بیمار کو صحیح تندرست
پر قیاس کرکی بد پرہیزیکی چیزین نہ کہلانی چاہئین اگرچہ دونون ایک ہی قسم کی چیز ہین سو جیسی صحیح
تندرستونکو پلاؤ زردہ شیرمال باقرخانی عمدہ غذا کہانی مین کچھ حرج نہین اور بیمار کہائی تو خیر نہین
ایسی ہی خانہ کعبہ کی لئی سیہ پوشی جایز ہوا ور نوحہ گرون کی لئی جایز ہو تو کیا مضایقہ ہی ہان اگر سیہ پوشی
دین کی مقدمہ مین ایسی ہوتی جیسی زہر قاتل بنی آدم کی لئی کہ نہ صحیح تندرست کو کہانا چاہئی نہ بیمار بد نظر
کو تو اسوقت اس اعتراض کا موقع تہا ہم بہی کہتی کہ چیز اصل سی بری ہی وہ سب کی لئیے بری ہی
سب جا پر بری ہی مگر لباس سیاہ کیسکی نزدیک کسی مذہب مین اصل سی برا نہین جو یون کہئی کہ خانہ کعبہ مین مگر
کوئی ہی برا ہی اور خلفاء عباسیہ کی لئی ہی برا ہی اسمین اگر برائی ہی تو اوسی وجہ سی برائی ہی جو در بارہ
خوانی جواب سوال اول مین مرقوم ہو چکی اعنی باینوجہ کہ یہ کام شیعونکی نزدیک اون کا موں ہی
سی ہی جنپر ثواب کی امید ہی پہر باینہمہ نہ کلام اللہ مین اسکا پتہ نہ حدیث شریف مین اس کی
نشان کلام اللہ کا حال تو ظاہر ہی بلکہ کلام اللہ مین اگر ہی تو صبر کی تاکید ہی نہ یہ کہ جزع فزع اختیار کرنا
کیا کرو نفاق کی ممانعت ہی نہ یہ کہ غم کی صورت بنا کر سبکو جتلایا کرو چنانچہ اوپر مذکور ہو چکا

ہین سے بکمال گریان مانع ہے حضرت منقول

رہی احادیث نبوی کلام اللہ سے کی موافق اور کیون نہون موافق آیۃ شریفہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ جسکے
معنی ہین کہ اوتارے ہمنے تجہپر کتاب جسمین سب چیز کا بیان ہے یون معلوم ہوتا ہی کہ احادیث مین بجز تفصیل اجمال کلام
اللہ اور شرح مشکلات قرآن اور کچہہ نہوگا ورنہ احادیث مین سوا کلام اللہ اگر اور ہی ایسے احکام ہون جنکا کلام اللہ
مین صراحتاً ذکر ہو نہ اشارۃً تو پہر اسکی کیا صورت ہوگی کہ کلام اللہ مین سب چیز کا بیان ہے سو باین نظر کہ
کلام اللہ مین صاف صاف صبر کی تاکیدین اور نفاقکی ممانعتین ہین اور اس قسم کی خرافات کا اصلا ذکر نہین جو حضرات شیعہ
عشرہ محرم مین کیا کرتے ہین تو اہل فہم کو یقین ہو گیا ہوگا کہ احادیث مین جو ہوگا وہ اسکی موافق ہوگا مخالف نہوگا اس
صورت مین اس قسم کی واہیات موافق آیۃ مسطورہ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء
سب ممنوع ہونگی اور پہر موافق آیۃ ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون ان کامونکی کرنیوالی داخل
زمرہ ظالمان ہونگی ہان اگر مثل خلفاء عباسیہ اور لباس خانہ کعبہ سیہ پوشی موجب ثواب نہ سمجہتے جیسی بہت سے اہل
شوق سیاہ سبز زرد وغیرہ الوان کے کپڑے پہنتے ہین اور کچہہ موجب ثواب نہین سمجہتی تو یہہ کام
ممنوع نہوتا بالجملہ موافق آیات مذکورہ اور نیز موافق حدیث مشہور ومذکور من احدث فی امرنا ہذا
ما لیس منہ فہو رد اور نیز موافق حدیث کل بدعۃ ضلالۃ جو باتین کلام اللہ حدیث سے
ثابت نہون پہر ان کو بے ضرورت شرعیہ ثواب سمجہکر کرے تو وہ باتین سب منجملہ بدعات
ہون گی باقی وہ کیا چیزین ہین جو بوجہہ ضرورت شرعیہ باوجودیکہ کلام اللہ حدیث
مین نہین ہو لے موجب ثواب ہوتی ہین تفصیل تو اونکی ممکن نہین ہان کوئی ایک نظیر
مد نظر ہو تو بغور سنیی کہ منجملہ اونکی توپ بندوق وغیرہ سے جہاد کا کرنا دین کی کتابونکا
تصنیف کرنا ہی یعنی یہ چیزین ہرچند کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
نہین مگر انکی مثال ایسی ہے جیسے طبیب نسخہ مین دو تولہ شربت بنفشہ مثلاً لکہی اور بیمار کسی
سے شربت بنفشہ کی ترکیب دریافت کرکے دوائین جمع کرے مٹہائی لائی چولہا بنائی آگ جلائی
قوام پکا لے شربت بنفشہ بنائی ہرچند اتنی بکہیڑے کی نسبت نسخہ مین تصریح
نہی مگر باین نظر کہ شربت بنفشہ بی اس بکہیڑے کی حاصل نہین ہو سکتا
لاچار کرنا پڑیگا اور اس بکہیڑیکا کرنا امتثال امر طبیب سمجہا جائیگا موجب
خوشنودی طبیب ہوگا۔

سو جیسی طبیب نے نسخہ مین فقط دو تولہ شربت بنفشہ ہی لکہا تہا اور اس جہگڑیکا اصلا مذکور نتہی اور
اور پہر باینہمہ اسکا کرنا موجب ناخوشی نہین بلکہ اگر شربت بنفشہ تیار نملی تو اس جہگڑیکا نکرنا البتہ جنہی
ناخوشی ہوگا ایسا ہی تصنیف کتب اور آلات مذکور کی ہرچند کتاب اللہ اور احادیث نبوی میں کہا اہل
تصریح نہین پر باین نظر کہ جہاد اور علم اس زمانہ مین دونون پر موقوف ہین تو انکا کرنا موجب ناخوشی نائی
نہوگا بلکہ نکرنا موجب نارضامندی خداوند ذوالجلال اور رسول باکمال صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اخد
ہان اگر ایسی کمی بیشی ہو جیسی طبیب نے دو دوائین لکہین تہین یہ اسمین اپنی رای سی ایک اور کسی
بڑہادی یا گہٹادی یا اوزان ادویہ مین اپنی رای سی کمی بیشی کردی جیسے طبیب اس قسم کی تصرفات
سے ناخوش ہوتا ہے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسی تصرفات سے ناخوش ہون گے انکی کہ
مثال ایسی ہی جیسے فرایض خمسہ کو چار کر دیجئے یا چہ کر لیجئے یا اعداد رکعات مین تصرف کرکے دو کا فقط ایک
دیجئی مگر چونکہ معمولات شیعہ کا نہ کلام اللہ حدیث مین کہین پتا ہی نہ کوئی حکم احکام ضروریہ شمار کر لیجے
مین سے اُس پر موقوف بلکہ معمولات مذکورہ کے باعث صبر جو احکام ضروریہ شرعیہ مین سے ہے جیسی
ہاتہ سی جاتا رہتا ہو تو لاریب حسب ہدایت مثال مذکور سب موجب ناخوشی خدا و رسول صلی اللہ علیہ
وسلم ہونگے اب سنیی کہ جیسی کلام اللہ اور احادیث اہل سنت مین ان معمولات کا کہین پتا نہیں ویسا ہی
احادیث اہل تشیع بہی اُن کے بیان سے خالی ہین اسلئی علماء شیعہ جو متقی ہی ہوتی ہین ایسی باتون سے
احتراز ہی کرتے ہین اور اگر فرض کیجی احادیث شیعہ مین کہین اس قسم کا مذکور ہی ہو تو قطع نظر انکی اسناد
اس سے کہ شیعون کے نزدیک وہ حدیثین معتبر ہی ہین یا نہین اُن حدیثون مین ہونا اہل سنت الشہید
کی اعتراض کا دافع نہین ہو سکتا شیعون کی معتبر حدیثون کو ہی اہل سنتہ معتبر نہین سمجہتے تا ہی کہ
جو ان مین ہونا اُن کے لئے حجت ہو ہان اگر حضرت سائل سیہ پوشی خانہ کعبہ نہیں بنایا
اور سیہ پوشی خلفاء عباسیہ پر قیاس فرما کر اہل سنتہ پر الزام نرکہتی اور قصد اثبات سیہ پوشی داروکچہ
قواعد اہل سنتہ سی نکرتے تو خیر یہی کہتی کہ وہ جانو اونکا کام جانو مگر ستم تو یہ ہے کہ بوجہ اہل سنت اہل دانش
سی حجتین کرتی ہین مصرع مشہور ہے لڑتی ہین اور ہاتہ مین تلوار ہی نہین ❊ اب گذارش دیگر انہا تو ا
یہہ ہے کہ لباس خلفاء عباسیہ اگر بوجہ ماتم داری حضرت سید الشہدا تہا علی ہذا القیاس استار نتی ہین کہ
خانہ کعبہ بغرض مذکور سیاہ مقرر ہوا ہے تب تو خلفاء عباسیہ کی داد دیجی اور اہل سنتہ کی فریاد رسول اللہ

یاد نکیجئی اور اگر بوجہ عزا داری حضرت سید الشہداء علیہ السلام نہین بلکہ بوجہ زیب و زینت
آرایش ہی تو آپ کو کیا زیبا ہی کہ ایسے غم مین یہہ خوشی پہر وہ بہی باقتداء خلفاء عباسیہ جس
آئمہ اہل بیت نے کیا کیا بخ اوٹہای اور کیا کیا داغ کہای اور کوئی اور وجہ ہی تو پہلی اسکی
بیان فرمائی پہر قیاس دوڑای مگر دلمین تو آپ ہی جانتی ہین کہ یہ لباس خلفاء عباسیہ فی بوجہ
آرایش اختیار کیا تہا کوئی صدمہ باعث سیہ پوشی نہین ہوا علی اہذا القیاس خانہ کعبہ کا
غلاف کسی تعزیہ مین سیاہ نہین ہوگیا آرایش خانہ معظمہ مقصود ہی کوئی تعزیت مقصود نہین
سو حضرات شیعہ کو بہی اس واقعہ پر اظہار سرور مد نظر ہوگا جو لباس زینت اختیار کیا اور شاید
یون کہئی یقینی کہئی تاشہ مرفا دہول نفیری روشنی گانا بجانا کونسی بات شادی کی چہوڑ دی
فقط ایک آنکہونکو تہوک لگا کر زور سی چلانا اور سینہ پر ہاتہہ مار کر محفل کو سر پر اوٹہانا غم مین
شمار کر لیجی یا بہانڈون کا تماشا قرار دیجی مگر غم کا کوئی سامان ہی نہین ہی تو شادی کا سامان ہی
سو جیسی بوجہ شہادت سامان عیش و نشاط وقت شادی بہانڈونکی کسی مصیبت کی نقل مین
چیخنی کو غم پر کوئی محمول نہین کرتا یہان بہی وہی سارا سامان موجود ہی غم نسمجہئے شادی شیعہ سمجہی
اور کیونکر نہ سمجہئے شیعونکی اصل کو ٹٹولئی تو انکی پیشوا وہی ہین جنہون نے اول حضرت سید الشہدا
علیہ السلام کو بلایا پہر دغا دیکر عبید اللہ بن زیاد کی ساتہہ ہو کر حضرت کو قتل کروایا سو انکو اور
انکی امت کو خوشی نہو گی تو اور کیا ہوگا اور اسی بہی ایکطرف رکہئی ہم پوچہتی ہین حضرت سید
الشہداء کا اظہار غم ہی چاہئی مثل اہل سنت صبر کرکے اس غم مین دلکو نہ جلائی پر یہہ تو
بتاہئی کہ یہ قاعدہ اظہار غم کا کہان سی اوڑایا اللہ تعالی نی مثل قواعد دین اسکی لئی کوئی قاعدہ
نہین بنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم نہین فرمایا بجز انکی کہ نصاری سی یہ بات اوڑائی
ہوا اور کچہہ سمجہہ مین نہین آتا نصرانیون مین اظہار غم کے لئے اس قسم کی احکام صادر ہوی ہین
مگر اہل دانش جانتی ہونگی کہ میور صاحب کی ماری جانے مین جو حکم سیہ پوشی ہر عام خاص کو
ہوا تہا تو اون کے دلمین اس بات سی غم نہین گہس گیا تہا بلکہ فقط ایک تعاق تہا خیر یہہ تو سبہی
جانتی ہین کہ ان باتونسی دل مین غم نہین آجاتا پہر اسکی ساتہہ یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ وہ جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تہا کہ مثل حضرت عیسی

علیہ وعلی نبیا الصلوۃ والسلام ایک قوم تمہاری محبت مین ہلاک ہوگی اور ایک قوم تمہاری عداوت مین روافض وخوارج
نی سچ کر دکہایا یعنی اگر خوارج نے در بارہ عداوت حضرت امیر علیہ السلام یہود کے پیروی اختیار کی تہی حضرات شیعہ
در بارہ افراط محبت نصاریٰ کی قدم بقدم چلے نصیریہ نے تو صاف صاف حضرت امیر کی خدائی کا اقرار
کیا اور اثنا عشریہ نے گو اسطرح بے پردہ اقرار نکیا پر بوجہ اثبات علم غیب وغیرہ پردہ مین خدا ئیکا اقرار
کیا کیونکہ علم غیب بشہادت کلام اللہ چنانچہ مذکور ہوچکا خدائی کو ایسی طرح لازم ہین جیسی آفتاب کو دہوپ
سو جیسی دہوپ سوا آفتاب اور کسی چیز مین نہین ایسی ہی علم غیب سوا خداوند علیم کسی اور مین نسمجہنا چاہئے
اور کوئی سمجہی تو یون سمجہو کہ یہہ شخص اسکو خدا سمجہتا ہے نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی پر چڑہنے
کو اپنی گناہونکی لئے کفارہ سمجہتے ہین حضرات شیعہ حضرت سید الشہدا کے خون کا خون بہا شیعونکی مغفرت
خیال کرتی ہین اونکے یہان حضرت مسیح کی حاضری ہوتی ہے جسمین نان و شراب کو بلفظ گوشت وخون
مسیح علیہ السلام تعبیر کر کے نوش کرتی ہین یہان باحتمال اختلاط خون سید الشہدا خاک کربلا کو پانی شربت
مین گہولکر حضرت کا خون پیتے ہین اور کیون نہ پئین حضرتکے خون کے پیاسے ہین علی ہذا القیاس اور
چال ڈہال کو خیال کیجئے تو بالکل وہی نسبت ہے جو کہا کرتے ہین سگ زرد برادر شغال فرصت نہین ورنہ
مین ہی تفصیل کر دیتا ایک اظہار غم کی لئی سیہ پوشی رہ گئی تہی سو وہ بہی امام ہمام علیہ السلام کے غم
کی بہانہ کر دکہائی با اینہمہ تحریر فرمائی امام جلال الدین پر یہہ اعتراض تو کیا پر نشان کتاب کیون نہ بتایا
مصرعہ۔ انکار ہے صاف اس ترے اقرار سے ظاہر اور ہم کہتی ہین کہ جلال الدین سیوطی نے خلفاء عباسیہ کے
لئی فتویٰ سیہ پوشی ہی دیا پر یہہ فرمائیے مثل پوشی محرم موجب ثواب تو نہین فرمایا جو آپکو گنجایش قیاس ہوا اسکی
سوا اپنی جو بہاگتے ہوی اور ایک لیشتنگ مارا اور یہ فرمایا کہ جلال الدین سیوطی نے خلفاء عباسیہ کو اولی
الامر قرار دیا اسکی کیا حاجت تہی اگر باعتبار اختیار ظاہر لیتے ہو تو اسمین تو کچہہ کلام ہی نہین
آپ بہی جانتے ہین کہ وہ خلیفہ تہے اپنے سوال ہی مین انکو بلقب خلفاء عباسیہ یاد
کیا ہے پہر امام جلال الدین نے اگر انکو اولی الامر کہدیا تو کیا گناہ ہے
اور اگر باعتبار وجوہ استحقاق لیجئے اعنی قرشیت صلاحیت تقوے
وغیرہ جنکے فراہمی سے خلیفہ۔

وقت خلیفہ راشد کہلاتا ہے تو اسکو آپ بہی جانتے ہین کہ اہل سنت وجماعت مین
سے کوئی بہی اونکو خلیفہ راشد نہین کہتا بلکہ اکثر ونکو ملوک جبارین سے سمجہتے ہین خلفاء
راشدین پورے پورے تو اونکے نزدیک پانچ ہی ہین چار یار اور ایک امام حسن رضی اللہ
عنہم مگر انکی خلیفہ راشد ہونے اور اور ونکے نہونیکی یہ معنے نہین کہ اور سب ظالم ہی تہے
اسکی ایسی مثال ہے جیسے شیعہ کہتے ہین کہ ولی حضرت امیر ہی ہین مگر اسکے یہہ
معنے نہین کہ گیارہ امام باقی نعوذ باللہ گنہگار ہین رہا خلفاء عباسیہ کا مصداق اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کا مصداق ہو کر واجب الاطاعت ہونا سو اسکا
جواب یہی کہ اہل سنت کے نزدیک خلیفہ کا مقرر کرنا بایں غرض ہے کہ وہ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کیا کرے یعنی ضروریات دین کو جاری کرے اور بدعات اور سیئات اور کفریات
کو مٹاوے چنانچہ لفظ اولی الامر بہی اسپر دلالت کرتا ہے سو اگر وہ اقامت دین قایم کرے
تب اوسکی اطاعت کرے ورنہ گناہ کی مقدمہ مین کسیکی اطاعت نہین بالجملہ جب وہ کار
مذکور نکرے تب وہ اولی الامر ہی نہین اگر بالکل برعکس کرتا ہے تو بالکل نہین اور
اگر اسیقدر اقامت دین بہی کرتا ہے تو اوسیقدر وہ اولی الامر ہے اوتنی ہی بات تو نہین اوسکے اطاعت واجب باقی رہی یہ بات کہ اگر وہ اقامت
دین نکرے تو کیا کیجے اگر جبر تحمل ہے اور نذر لڑائی تو مثل سید الشہدا علیہ السلام جان پر کہیل جائے ورنہ مثل دیگر ائمہ صبر کرے اور چون چرا نکرے اسکی بعد کچہہ
ارشاد ہے اوسکی تشبیہ مین حیران ہون بواسیر خر کہئے یا گوز شتر لکہئے بہر حال اسمین تو آپنے اوسہی
شعر نکا کام کیا ہے جو آپ گوز مار کر اور ونکی ذمہ لگایا کرے تہی خیر اس سے تو شاید آپ برا مانینگے
تو برا ماننے کا موقع نہین ہدایت آپکی طرف سے ہے اور یہہ سنا ہی ہوگا کلوخ
انداز را پاداشش سنگ است ٭ مگر پہر ہم درگذرتے ہین اور دوسرا
شعر آپ کے مجراین نظر کرتے ہین کار زلف تست مشک افشانی اما
عاشقان ـ مصلحت را تہمتی بر آہوے چین بستہ اند ـ مخدوم من ایسے کیون
ہو گئے ننگئے لف حریر کے مسلے کی شہرت تو شرق سے غرب تک پہونچ گئی
شیعو نے تو جب چہیڑا اوٹہائی تہی جب مذہب شیعہ پر تبرا کر لیتی اور ہماری طرف پیش
باد سنلیتے مگر آپ نے کچہہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا حضور +

مرنا ہی ہے اس طوفان بے تمیزی کی بچہن ہی دیکھنی ہین بہن پر تہمت لگائین پہر بہن سی
آنکہین ملائین چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد • بحر الرائق مثل کتب شیعہ نادر
الوجود نہین کہین اول سی آخر تک اگر یہہ بات نکل آئی کہ اس قسم کے افعال جایز نہین تو
ہم آپکو سلام کر لین ہان اہل فقہ ہر قسم کی احتمالات لکہکر اونکی احکام لکہدیا کرتی ہین مثلاً
شیعونکے یہان روزہ مین اگر کوئی شخص اپنی ماکا بوسہ لیلی تو اُسکی ذمہ کفارہ نہین آتا یا بیٹی
سے زنا کرلی اور حضرات ائمہ سی اعتقاد باقی رہے تو کافر نہین ہوجاتا سو جیسے اس سی یہہ لازم
نہین آتا کہ بیٹی سے زنا اور ما کا بوسہ لینا جایز ہے ایسی ہی اگر کسی سنّی نے ایسے ہی کوئی بات
لکہدی تو اُس سی اس کا جواز ثابت نہین ہوتا اہل سنت وجماعت اور شیعہ مین یہ بات
متفق علیہ ہی کہ روزہ نرکہنا ناقص نماز نہین اور نماز کا نہ پڑہنا ناقص صوم نہین مگر اہل فہم
کے نزدیک اسکے یہ معنے نہین کہ روزہ کا نرکہنا اور نماز کا نہ پڑہنا جایز ہے ہان شیعون کے
فہم مین اگر ایسی عبارات سے ایسی معنی سمجھہ مین آجائین تو کیا بعید ہے نہین اللہ نے
فہم نہین دیا مگر او نہین فہم نہین تو ہماری ہی او نسے کلام نہین اہل فہم سی کلام ہی بالجملہ
حضرات شیعہ کے قدیمی عادت ہی کہ اپنا عیب دوسرون کے ذمہ لگاتی ہین • خطا کہ کرد ہمزادہ
میدہی کراجانان • یہ فرید فہم وفراست شاید اغلام زنان ہی میسر آیا ہی جبھی اس فہم مین ہم
ساری جہان سی ممتاز ہین یہ چیز اور سبکی یہان حرام ہی ہان حضرات شیعہ البتہ اس
دولت بے زوال سی کامیاب ہین یہہ عقل اور یہہ مضامین وہین سی نکالی ہون گی تفصیل
اس اجمال کی یہہ ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک جتنی انبیاء کی
گذری ہین ان کے دین مین یہہ بات کبہی جایز نہین ہوتی جو لوگ پابند دین نہین انہ
کسی آئین کی پابند ہین انمین سی کسی نے آجتک یہہ بات تجویز نہین فرمائی ہان علماء شیعہ
نے زن منکوحہ اور باندی سی اغلام کرنا حلال طیب رکہا ہی چنانچہ ارشاد مین علامہ حلی
ارشاد فرماتی ہین والوطی فی الدبر کالوطی فی القبل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلق النسب
یہہ معنے ہین کہ اغلام کلام اللہ مین تصریح مذکور ہی نساءکم حرث لکم جسکے کہلی ہوی
معنی ہین کہ تمہارے عورتین تمہارے لئے کہیت ہین اور سب جانتے ہین کہ کہیت بغرض

زراعت ہوتا ہے سو وہ زراعت جو اس کہیت سے مقصود ہے اور وہ پیداوار جو اس زمین
مین ہوتی ہے یہی اولاد ہے جو بطریق معہود ہی عورت کی مباشرت سے متصور ہے اغلام
سے متصور نہین ہان کوئی افسون یا طلسم حضرات شیعہ کی پاس شاید ایسا ہو مثل بازی گرونکی
کہین ڈالین اور کہین سے نکالین شعر کہین ہین خون سے مژگان تر یہ خار دلنشین نکلے
جنون یہ نیشتر کیسی کہین ڈوبے کہین نکلے ؛ قربان جائیے اس مذہب کے جس مین دُنیا
مین یہہ عیش ونشاط اور آخرت مین وہ درجات اور یہی کچھہ نہو تو اس مذہب کی افضلیت
کے لئے متعہ کے فضائل اور حرمون اور امہات الاولاد کی بغرض صحبت و اغلام عاریت
دینی کے ثواب اور درجات اور اغلام کا جواز ہی کافی ہے سبحان اللہ اہل سنت پر آوازہ
پھینکتے ہین اور اپنے آپکو نہین دیکھتے ہان مگر یون کہئے کہ اس اسرار کی برکات کی اہل سنت
کو خبر نہین۔ شعر ما در پیالہ عکس رُخ یار دیدہ ایم ؛ اے بیخبر ز لذت شراب مدام ما ؛ اب
فرمایئے کہ لذت کی باتون کو خدا و رسول کی نام پر لگا کر شیعون نے دین آئین بنا رکہا ہے
اہل سُنت نے اب لازم یون ہے کہ بس کیجئے مگر یون عرض کر دیجے کہ ایسی باتون کا سنا
گو شیوہ نہین پر موافق جزاء سیئہ سیئہ مثلہا کی ہمکو بہی دوسرے مین جواب دینا پڑا سبحانک
اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک اور صحبت معہود کی احکام
ہمارے ایک ہین یہانتک کہ مثبت نسب بہی ہے کیا مزے کی بات ہے کتاب سے اغلام
کا ناجائز تہا ہی وہ کیا افسون ہو گا جس سے بچہ ہی دُبر کے راہ سے آجاے بہر حال حضرات
شیعہ کی مذہب مین بڑا لطف ہے کہ متعہ تہا ہی اغلام ہی ہے۔

تمت

تقریظ مولوی محمد ناظر حسن صاحب مدرس اول مدرسہ عربی میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار حمد و سپاس اوس خدائے لایزال کو جسنے اپنی دین متین کو آیات محکمات سے محکم فرمایا اور تمام انام خصوص اہل اسلام کو اون آیات کی اتباع کا حکم فرمایا اور درود نامحدود اوس جناب رسالتمآب پر جسنے گم گشتگان ضلالت کو راہ ہدایت پر چلایا اور اوسکی آل و اصحاب پر جنہون نے اوسکی دین متین کو اطراف بلاد مین پہیلایا اما بعد جملہ متبعین سنت و جماعت کو مژدہ ہو اور تمام اہل تشیع کو تنبیہ کہ وہی اٹہائیس سوالات جو بعض اہل تشیع نے گہڑکر جناب فاخر اجل عالم باعمل مرجع علما شرع متین مظہر علوم مرسلین کشاف دقایق وضاح حقایق سالک شریعت عارف معارف طریقت عمدۃ الافاضل والاعاظم جناب مولینا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مغفور و مرحوم کی خدمت مین پیش کئے تہے جناب ممدوح نے بسبب اسکے کہ یہ وہی سوالات ہین جنکی علما اہل سنت نے بارہا جواب دیے ہین فقط اونکا رنگ روپ بدلدیا ہے اپنی اوقات عزیز کو تحریر جوابات مین ضائع کرنے سے انکار فرمایا مگر بعض بزرگواران دین کا تقاضا اور نیز احباب کا اصرار بدرجہ غایت پہونچا تب مولینا مرحوم نے قلم سنبہالا نہایت عجلت کے ساتہ ایک شب دو روز مین اونکے جوابات پوری فرمائی حسب مشورہ ارباب شوری بغرض تعمیم افادہ اونکے چہپوانیکی تجویز ہوئی یہ دو حصہ کئے گئے اول حصہ مین مولینا مرحوم کے جوابات دندان شکن تحریر ہین علاوہ برین مولوی عبد اللہ صاحب انبہٹوی خلف مولوی انصار علی کے جوابات بہی جو کتب احادیث و قرآن مجید سے لکہی گئی ہین اور اہل نقل کے لئے باعث تسکین قلب ہین اوسمین بعد جوابات مولینا مرحوم کی لکہی گئی ہین دوسری حصہ مین فقط مولینا مرحوم ہی کی تحریرات ہین محمد سراج صاحب و مولوی ہاشم علی صاحب مالک مطبع کوئی صاحب بلا اجازت اس کتاب کو مالک مطبع کے نہ طبع فرمادین

OUT POST DUTIES.

BY

LATE COLONEL T. J. FISHER, C. B.

REVISED AND AMENDED

BY

APTAIN BOWNES FISHER, S. C.



TRANSLATED BY

SHEIK MAHOMED ROSHUN,

NSHEE THIRD REGIMENT NATIVE INFANTRY.

REVISED BY

IEUTENANT COLONEL R. T LEIGH,

COMMANDING 3RD NATIVE INFANTRY

MEERUT:
PRESS HASHIMEE.

1871.

PRICE PER BOOK EIGHT ANNAS.

کتب مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
الدلیل المحکم علی عدم القرأۃ للمؤتم	۲ر	جواب خط سید احمد خان	۲ر
سوانح عمری مولانا محمد قاسم رح	۶ر	حجۃ الاسلام	۴ر
انتباہ المؤمنین مع خط مولوی اسمعیل صاحب شہید	۲ر	حق الصریح فی اثبات التراویح	۱ر
		رسالہ تحفہ لحمیہ	۲ر
آب حیات	۱۲ر	فیوض قاسمی	۳ر
اجوبۃ الاربعین حصہ اول و دوم	۴ر	قصائد قاسمی	۴ر
انتصار الاسلام حصہ اول	۲ر	قبلہ نما حصہ دوم انتصار الاسلام	۸ر
اسرار قرآنی	۳ر	میلہ خدا شناسی	۲ر
تحذیر الناس	۳ر	مباحثہ شاہجہانپور	۲ر
تصفیۃ العقائد مجتبائی	۳ر	ہدیۃ الشیعہ	۱۲ر
توثیق الکلام فی الانصات		تقریر دلپذیر	۱۲ر
خلف الامام	۲ر	لطائف قاسمیہ	۲ر
جمال قاسمی اسمیں انکے مکتوب ہیں	۲ر	ایضاح الادلۃ الکاملہ	۴ر

المشتہر

محمد سراج مالک و مہتمم

مطبع ہاشمی شہر میرٹھ



